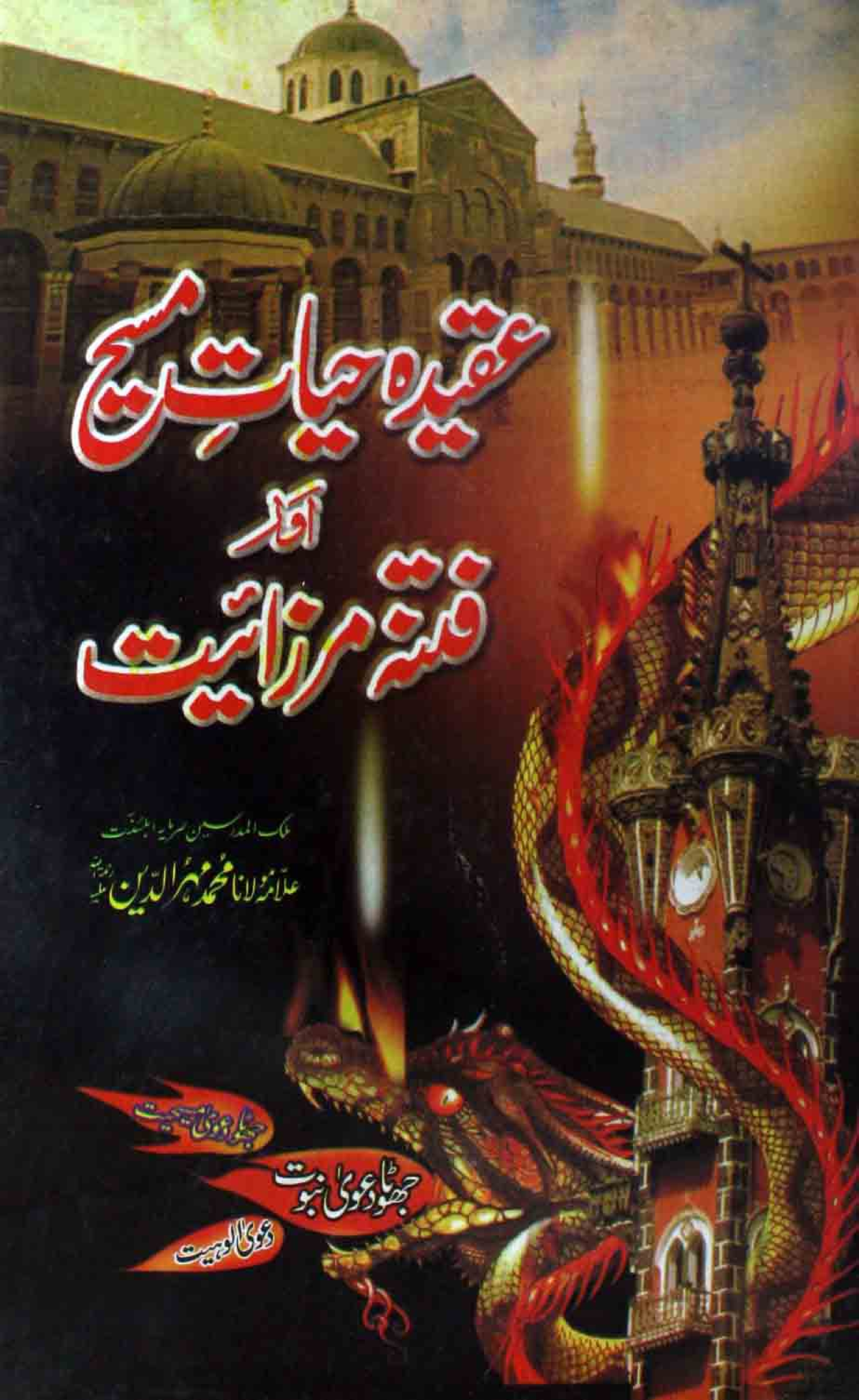
عقیدہ حیاتِ مسیح
اور
فتنہ مرزائیت
ملک المدرسین سرمایہ اہلسنت
علامہ مولانا محمد مہر الدین زید مجدہ
جعلی دعویٰ مسیحیت
جھوٹا دعویٰ نبوت
دعویٰ الوہیت

عقیدہ حیاتِ مسیح

اور

فتنہ مرزائیت

مُصنّف
ملک المدرسین سرمایہ اہلسُنّت
علامہ مولانا محمد مہر الدّین علیہ رحمۃ اللہ

مکتبہ جمالِ کرم
۹ - مرکزِ الاویس ○ دربار مارکیٹ ○ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب............ عقیدہ حیات مسیح اور فتنہ مرزائیت
مصنف............ حضرت علامہ مولانا محمد مہر الدینؒ
تعداد............ گیارہ سو
سنِ اشاعت............ اکتوبر 2002ء
زیر اہتمام............ ایم احسان الحق صدیقی
ناشر............ مکتبہ جمال کرم لاہور
قیمت............ 60روپے

ملنے کے پتے

1- ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
2- ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال سنٹر اردو بازار لاہور
3- فرید بکسٹال اردو بازار لاہور
4- احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی
5- مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1	حالات زندگی مصنف	7
2	اہلسنت کے لئے لمحہ فکریہ	12
3	پیش لفظ	15
4	مرزائیت انگریز کا خود کاشتہ پودا	16
5	رپورٹ سربراہ کمیشن سر ولیم ہنٹر	17
6	بڑی رپورٹ پادری صاحبان	17
7	مرزا کی انگریزی ظلی نبوت اور اسکی پروان	19
8	مرزا کی مالی حالت	20
9	مرزا اور مسئلہ جہاد	21
10	ان حوالہ جات مذکورہ بالا کا ماحاصل	22
11	حقائق کا انکار	23
12	مسئلہ حیات مسیح	25
13	منشا نزاع	25
14	مسئلہ کی تنقیح کے لئے معیاری امور	26
15	قرآن مجید اور معیار صداقت	27
16	مرزا بانی فرقہ مرزائیہ کا نظریہ	27
17	مرزا اور معیار تفسیر قرآن مجید	28

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
18	خلاصہ ارشادات مذکورہ	31
19	قرآن مجید اور حضرت عیسیٰ کی حیات جسمانی	32
20	بحث القصر	33
21	شرط تحقیق وجود قصر افراد	35
22	شرط وجود قصر القلب	35
23	اقسام قصر	36
24	کلمہ بل اور اختلاف	38
25	کلمہ بل اور معنی وضعی	38
26	معنی وضعی اور نعت وتفسیر	39
27	لفظ رفع اور استعمال	40
28	قاعدہ محدثہ اختراعیہ	43
29	رفع الی اللہ سے مراد	46
30	لفظ قتل	50
31	تشبیہ	51
32	وجوہ استدلال	52
33	ثابت ہوا کہ مسیح زندہ ہیں	56
34	توفی کا مجازی معنی	66
35	حضرت ابن عباسؓ کا مذہب	70

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
36	مفسرین کرام اور حیات مسیح	80
37	آنحضرتؐ اور مسیحؑ کی حیات جسدی	83
38	صحابہ کرامؓ اور حیات مسیح	92
39	تابعینؒ اور حیات مسیح	103
40	محدثینؒ اور حیات مسیح	110
41	بزرگان دین علماء کرام اور حیات مسیح	114
42	انجیل اور حیات مسیح	125
43	مرزا کی مختصر سوانح حیات	130
44	توہین الوہیت	135
45	آنحضرتؐ کا بارگاہ رب العزت میں مقام	136
46	انبیاء علیہم السلام کا دربار الٰہی میں مقام	137
47	جملہ انبیاء علیہم السلام کی توہین	138
48	ضرورت امام	139
49	مرزا صاحب نے اپنی تعریف یوں کی ہے	139
50	مرزا کا وجود کیا ثبوت ہوا؟	140
51	مرزا اور آپ کی قرآن دانی	141
52	مرزا غلام احمد قادیانی مثیل مسیح موعود کیسے؟	142
53	توہین مسیح علیہ السلام	144

Marfat.com

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
54	نشانات صداقت مسیح موعود	145
55	سیرت مسیح علیہ السلام	147
56	قادیانی کے الہامات کی تقسیم	148
57	مرزا کے معتقدات	149
58	مرزا کے دعووں کا اجمالی نقشہ	151
59	ان بیشمار دعووں کا سبب	151
60	مراق کیا ہے	151
61	علامات مالیخولیا	152
62	مراقی کی عزت واحترام کیا ہے	153
63	مرزا نے افیون استعمال کی	153
64	ٹانک وائن (شراب) کا آرڈر	154
65	فتاوٰی جات	154
66	مرزائیت سے متعلق عدالتی فیصلہ	155

Marfat.com

اُستاذ العلماء حضرت مولانا محمد مہر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

یگانۂ روزگار علامۃ الدہر مولانا محمد مہر الدین مذہباً حنفی مسلکاً سُنّی مشرباً نقشبندی اور تلمذاً بریلوی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت زمیندار راجپوت گھرانے میں ۱۹۰۰ء میں بمقام خاصہ ضلع امرتسر ننھیال کے ہاں ہوئی۔ ابھی سال سوا سال کی عمر تھی کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے آباؤ اجداد سو سال قبل دوآبہ ضلع جالندھر سے نقلِ مکانی کر کے موضع جمال پور ضلع لاہور چلے گئے تھے جو لاہور سے نارووال جاتے ہوئے شمال مشرق میں ۱۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ موضع لبان والا کے سکول میں چار جماعت ہی پڑھنے پائے تھے کہ ۱۹۰۹ء میں والد ماجد چوہدری روشن دین صاحب ابن چوہدری بہاول خان صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کا انتقال ہو گیا، اس لیے پڑھائی کا سلسلہ مزید آگے نہ بڑھ سکا۔ بھائیوں کے ساتھ مل کر کاشتکاری میں مصروف ہو گئے۔ انہی کی نگرانی میں قرآن مجید ناظرہ پڑھنا شروع کیا۔ ایک سیپارہ پڑھا تھا کہ بڑے بھائی چوہدری فضل دین صاحب بھی انتقال کر گئے۔ اب ایک بھائی اور بہنوئی کے ہمراہ زمینداری کا سلسلہ چلنے لگا۔ ۱۸ سال کی عمر تک یہی صورت حال رہی، پھر دو سال تک محکمہ راشن سے منسلک رہے اور یوں عمر عزیز کے بیس سال گزر گئے۔

وہ شخص جسے کسی عظیم مقصد کے لیے پیدا کیا گیا تھا، آخر وہ کس طرح ساری عمر ان دنیاوی دھندوں میں لگا رہتا، روح بیقرار، دل مضطرب تھا کہ کسی نہ کسی طرح منبع علم و حکمت قرآن مجید کے مطالب و معانی تک رسائی حاصل کی جائے۔ آخر یہ اشتیاق اس حد تک بڑھا کہ ۱۹۲۹ء میں ملازمت کو خیر باد کہہ کر سیدھے مرجع چشت اہل بہشت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے دربارِ اقدس میں اجمیر شریف پہنچ گئے۔ وہاں دو تین دن تک رہے، لیکن وہاں کی زبان سے چنداں واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے لاہور واپس چلے گئے اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی، جہاں حضرت خواجہ اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

چلہ کشی کی تھی۔ فاتحہ خوانی سے فارغ ہوئے، تو ایک بزرگ سیرت شخصیت پر نظر پڑی۔ یہ حضرت مولانا صوفی غلام رسول صاحب بلند پایہ بزرگ موضع موچھل ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے، جو تبلیغی دورے پر تھے اور چند بچے تعلیم حاصل کرنے کے لیے ان کے ہمراہ رہتے تھے، ان سے ملاقات کی اور ماجرا بیان کیا، تو انہوں نے پڑھانے پر رضامندی کا اظہار کیا، اس طرح ان کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا، ۱۰ ماہ کے عرصے میں سات سیپاروں کا ترجمہ پڑھ لیا، چونکہ مولانا کو پڑھائی کا حد سے زیادہ شوق تھا، اسی لیے دن رات اسی میں صرف کرنا چاہتے تھے، لیکن استادِ محترم تاکید کے ساتھ زیادہ پڑھنے سے منع کرتے تھے، کیونکہ اُن کے ایک شاگرد مولوی امام الدین صاحب محنت کی زیادتی کی وجہ سے ذہنی توازن کھو بیٹھے تھے۔ مولانا کو پڑھائی کی ایسی لگن تھی جو کسی کروٹ آرام نہ لینے دیتی تھی۔ جب دیکھتے کہ اُستاذ مکرم محوِ خواب ہیں، تو اُٹھ کر مسجد میں چلے جاتے اور سبق یاد کرنے میں مصروف ہو جاتے۔

ایک دفعہ خویش و اقارب سے ملنے گھر آئے، تو جی میں آیا کہ اس طرح پڑھنے کے لیے تو مدت درکار ہے، اس لیے کسی اور جگہ جانا چاہیے تاکہ جلد از جلد گوہر مقصود حاصل کیا جائے۔ انہی دنوں ضلع گوجرانوالہ میں ایک مدرسے کا پتا چلا، سوچا کہ وہیں چلنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے دلی مراد پوری ہو۔ وہاں جا کر انکشاف ہوا کہ یہ تو غیر مقلد ہیں، اس لیے دوسرے دن ہی وہاں سے چل دیئے اور جامع مسجد کھوجیاں والی میں جا پہنچے، وہاں پورے ذوق و شوق سے پڑھنے کا موقع ملا اور چار پانچ ماہ میں قرآن مجید کا ترجمہ پورا پڑھ لیا۔ ان دنوں وہاں مولوی عبدالعزیز جامع مسجد کے خطیب تھے۔ ترجمۂ قرآن مجید کی تکمیل کرنے کے بعد درسیات کی ابتدا کی۔ صرف بہائی وغیرہ کتابیں شروع کیں اور اس قدر دلچسپی اور انہماک سے اسباق جاری رکھے کہ مولانا کی ابتداء کے وقت جو طلبہ سکندر نامہ، فصول اکبری وغیرہ پڑھتے تھے، مختصر سے وقت میں ان تک جا پہنچے۔

کچھ عرصہ کے بعد مولانا مہر الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مولوی سراج احمد، سید احمد علی، اور مولوی فضل کریم صاحبان ایک جماعت کی صورت میں جامع نعمانیہ لاہور پہنچ گئے، امتحان دیا،

Marfat.com

اچھے نمبروں میں کامیابی حاصل کر کے داخلہ لے لیا، لیکن جلد ہی یہ احساس پیدا ہو گیا کہ پڑھائی کے لیے شہری فضا چنداں سازگار نہیں ہوتی، اس لیے کسی دیہاتی ماحول کے مدرسے میں جانا چاہیے۔ چنانچہ نگاہِ انتخاب اس وقت لاہور سے تین میل دور اچھرے کے مدرسے پر پڑی، جواب بھی جامعہ فتحیہ کے نام سے قائم ہے۔ اچھرے کے مدرسے میں زرادی، زنجانی، فصول اکبری اور ترکیب پڑھی، ہدایۃ النحو شروع کی تھی کہ سال ختم ہو گیا۔

یہاں یہ طریقہ رائج تھا کہ بڑے اسباق اساتذہ پڑھاتے اور چھوٹے اسباق طلبہ کے ذمے ہوتے۔ طلباء اپنی تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے پوری توجہ نہ دے سکتے تھے اور یہ بات مولانا کے لیے بارِ خاطر بنی رہتی۔ چاروں ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ کسی ایسی جگہ چلنا چاہیے، جہاں اساتذہ پڑھاتے ہوں۔ اسی تلاش میں مدرسہ کریمیہ جالندھر پہنچ گئے۔ وہاں مولوی محمد عبداللہ صاحب ہوشیار پوری صدر مدرس، اور مولوی احمد بخش صاحب نائب مدرس تھے، ان سے ایک سال کے عرصہ میں کافیہ، قدوری وغیرہ کتب پڑھیں۔ اگلے سال یہ سوچ کر پھر اچھرے چلے آئے کہ اب تو اساتذہ ہی ہمیں اسباق پڑھائیں گے۔ ان دنوں وہاں مولوی ابراہیم صاحب، مولوی محمد چراغ صاحب اور مولوی حبیب شاہ صاحب خطیب مصری شاہ مدرس تھے۔ اس سال شرح وقایہ، ہدایہ اولین وغیرہ کتب پڑھیں کہ اتنے میں دیوبندی بریلوی، اختلاف کھڑا ہوا، چونکہ میاں قمر الدین صاحب مہتمم مدرسہ منشی برکت علی، حاجی جان محمد وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سب سنی تھے، اس لیے اس اختلاف کے دوران مولوی محمد چراغ وہاں سے چلے آئے۔ ان کے بعد استاذ الاساتذہ مولانا مہر محمد صاحب تلمیذ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاول پور کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ان سے دورۂ حدیث کے علاوہ باقی کتب مثلاً ملا حسن، حمد اللہ، مختصر المعانی، مطول، خیالی، صدرا، شمس بازغہ وغیرہ پڑھیں۔ اس طرح قرآن مجید کی کشش اور فیض و برکت سے کتب درسیہ پڑھنے کی سعادت میسر آئی۔

دورۂ حدیث پڑھنے کے لیے امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، بانی مرکزی

Marfat.com

دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اور ان کے صاحبزادے مرشدی حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری (قدس سرہما) شیخ الحدیث والتفسیر حزب الاحناف لاہور کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۶ء کو سندِ فراغ حاصل کی۔ صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب تفسیر خزائن العرفان سے بھی سند حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

دارالعلوم حزب الاحناف ہی میں مولانا حبیب شاہ صاحب سے کتب طب موجز، قانون شیخ اور قانونچہ طب کا درس لیا اور ۱۹۵۴ء میں دارالعلوم طب جدید مشرقی شاہدرہ لاہور سے امتحان دے کر افتخار الاطباء کی سند حاصل کی۔ ۱۹۳۱ء میں آپ مدرسہ اسلامیہ، اب مدرسہ حفظ القرآن، ہرسہ کوٹ ضلع لائل پور میں مدرس تھے کہ امیرِ طریقت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ دورے پر تشریف لائے، تو اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مولانا مہر دین صاحب عارف کامل کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔ کس قدر عظیم تائید ایزدی تھی کہ زمیندار گھرانے کا ایک نوجوان اب شریعت وطریقت کا فضل وشرف حاصل کر کے سنت نبویہ کا بہترین ترجمان اور مسلک اہل سنت کا بلند پایہ مبلغ بن گیا۔ کس کے تصور میں تھا کہ زمینداری وغیرہ میں مصروف یہ نوجوان علم وفضل کا رفیع القدر مسند نشین بنے گا۔ آپ کی تدریسی اور تبلیغی زندگی کا، دورہ بہت طویل ہے۔ آپ ایک سال ہرسہ کوٹ، لائل پور، تین سال جامع نعمانیہ لاہور، دو سال مسجد شکر خاں احمد آباد یوپی، دس گیارہ سال حزب الاحناف لاہور میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔

۱۹۴۶ء میں جامعہ نعمانیہ لاہور تشریف لائے، اسوقت حضرت مولانا تاج الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حیات تھے اور مدرسے کے منتظم تھے۔ تین سال یہاں رہنے کے بعد جامع مسجد شیخوپورہ بسلسلۂ خطابت تشریف لائے۔ تین سال وہاں رہنے کے بعد لاہور تشریف لے آئے اور تقریباً آٹھ سال تک مسجد دائی انگہ میں خطیب رہے۔ بعد ازاں جامعہ نعمانیہ لاہور کے منتظمین نے ایک بار پھر آپ کی خدمات حاصل کرلیں۔ چار سال تک وہاں پڑھاتے رہے۔

Marfat.com

مولانا کی دلی خواہش تھی کہ ایسے اسباب و ذرائع حاصل کیے جائیں جن سے مدرسے کی ترقی اور عروج کو مدد ملے، لیکن انتظامیہ نے پس وپیش سے کام لیا، تو مولانا دل برداشتہ ہوگئے اور شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے نزدیک نبوی مسجد نیا بازار میں مدرسہ غوثیہ لاثانیہ قائم کیا، بے سروسامانی کے عالم میں بھی مولانا کی علمی قابلیت ولیاقت کی کشش تھی کہ طلباء کی اچھی خاصی تعداد جمع ہوگئی، جن میں اکثر و بیشتر آخری کتابیں پڑھنے والے طلباء تھے۔ ۴ سال تک نہایت کٹھن اور ہمت شکن حالات کا مقابلہ کیا۔ بعد ازاں مدرسہ کی بہتری کی خاطر اسے کراؤن چوک گڑھی شاہو کی جامع مسجد میں منتقل کر دیا۔ وہاں حالات اور بھی زیادہ ناسازگار ہوگئے، جن کی بناء پر مدرسہ سے دستبردار ہونا پڑا۔

پھر ایک سال تک برکات العلوم مغلپورہ، لاہور اور ایک سال جامعہ حنفیہ قصور پڑھاتے رہے۔ اس اثناء میں چونکہ آپ مستقل طور پر مصری شاہ قیام پذیر ہوگئے تھے، اس لیے اپنے گھر میں ہی سلسلہ تدریس شروع فرمایا۔

ظاہر ہے اتنے طویل عرصہ میں بیشمار علماء نے آپ سے استفادہ کیا ہوگا۔ خوف طوالت کے پیش نظر آپ کے صرف چند تلامذہ کے ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر صاحب، کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ

۲۔ خطیب پاکستان مولانا غلام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ، انجن شیڈ، لاہور

۳۔ مولانا محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ، شارح بخاری، مدیر رضوان، لاہور

۴۔ مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم جامعہ حنفیہ، قصور

۵۔ مولانا العلامہ محمد عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۶۔ مولانا العلامہ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ، سیالکوٹ

۷۔ مولانا انوار الاسلام رحمۃ اللہ علیہ، ناظم مکتبہ حامدیہ، لاہور

۸۔ مشہور ومعروف مؤرخ صاحبزادہ علامہ اقبال احمد صاحب فاروقی اور

Marfat.com

۹۔ مولانا باغ علی نسیم، ناظمانِ مکتبہ نبویہ، لاہور

۱۰۔ مولانا مظفر اقبال صاحب، لاہور

۱۱۔ مولانا سید مزمل حسنین شاہ صاحب، لاہور

۱۲۔ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب مسجد داتا صاحب، لاہور

انکے علاوہ سندھ، سوات، بنیر وغیرہ کے بے شمار علماء کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔

حضرت مولانا مہر الدین نقشبندی جماعتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغی اور تدریسی مصروفیات کے باوجود چند ایک نہایت اور قابلِ قدر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں کچھ کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ تسہیل المبانی شرح اردو مختصر المعانی، جسے آپ نے ۱۹۵۵ء میں مکمل کیا۔

۲۔ فیصلہ شرعیہ برحرمتِ تعزیہ، ردِ شیعہ جس کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔

۳۔ حل قطبی، اُردو

۴۔ مسائل رمضان

۵۔ النداء بحرف الیاء

(الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنے کے جواز پر مختصر مگر مدلل رسالہ)

۶۔ مسائل شب برأت

۷۔ ردِ خاکسار

۸۔ بہار جنت

۹۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام

۱۰۔ شفاعت کی حقیقت

۱۱۔ مقالات مولانا محمد مہر الدین رحمۃ اللہ علیہ

اہلسنت کیلئے لمحۂ فکریہ؟

مولانا کی تصنیف تسہیل المبانی کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولوی

Marfat.com

حامد میاں خطیب پولیس لائن گوجرسنگھ کی روایت ہے کہ ایک مولوی صاحب ہندوستان سے لاہور آئے، تو کہنے لگے کہ میں مولانا مہر دین صاحب فاضلِ دیوبند شارح مختصر معانی سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ فاضلِ دیوبند تو کجا، انہوں نے تو دارالعلوم دیوبند کی عمارت بھی نہیں دیکھی۔ میں ان سے ذاتی طور پر متعارف ہوں، وہ تو بریلوی ہیں۔ پہلے تو انہیں یقین ہی نہ آیا کہ وہ بریلوی ہیں، لیکن جب میں نے انہیں پورے وثوق سے یقین دلایا کہ وہ بریلوی ہی ہیں۔ تو کہنے لگے: اچھا تو پھر وہ چھپے ہوئے دیوبندی ہوں گے، ورنہ بریلوی ایسا کام نہیں کر سکتے، چنانچہ وہ پتہ دریافت کر کے جامعہ غوثیہ لاثانیہ نیویں مسجد میں پہنچے، اتفاق کی بات کہ مولانا اس وقت تفصیل سے دیوبندیت اور وہابیت کا رد کر رہے تھے، تب کہیں جا کر ان کا دماغ ٹھکانے آیا۔

مولانا سید غلام جیلانی صاحب صدر المدرسین مدرسۂ اسلامی عربی اندر کوٹ میرٹھ نے بشیر الکامل شرح مائۂ عامل اور بشیر القاری شرح بخاری میں دیوبندی حضرات کی علمی قابلیت کا فاضلانہ جائزہ پیش کیا اور دوسری طرف شہید تحریکِ آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا عبدالحق خیر آبادی، مولانا غلام محمود (پیلاں) مولانا احمد حسن کانپوری، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا فضل امام خیر آبادی امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی وغیرہم علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالیٰ ایسی باکمال ہستیاں ہیں (جن کی تفصیل اس جگہ دشوار ہے) کی تصنیفات میں سے ایک ایک کتاب ایسی ہے، جس کا جواب مخالفین آج تک پیش نہیں کر سکے۔

اس کے باوجود مقامِ غور ہے کہ مخالفین کو ایسے خیالات کے اظہار کی گنجائش کیونکر ہوئی، اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ عناد کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، یا اسلیے کہ انہوں نے علمائے اہلسنت والجماعت کی تصنیفات کا مطالعہ ہی نہیں کیا، ورنہ ہرگز انہیں اس قسم کے بے بنیاد خیالات کے اظہار کی جرأت نہ ہوتی۔

ان حالات کے پیش نظر علماء اہلسنت والجماعت کا فریضہ ہے کہ علماء واکابرِ اہلسنت کی تصنیفات کی بھرپور اشاعت کریں اور اسلاف کرام کی مساعی جمیلہ کو منظرِ عام پر لائیں۔ موجودہ دور

Marfat.com

زیر نظر کتاب ''عقیدہ حیات مسیح اور فتنہ مرزائیت'' حضرت مولانا محمد مہر الدینؒ کی اہم تصنیف ہے جس کی اشاعت کی سعادت مکتبہ جمال کرم لاہور کو حاصل ہو رہی ہے۔اس سے پہلے حضرت کی ایک اہم کتاب ''اسلام میں تصورِ شفاعت'' بھی اسی ادارہ نے شائع کی ہے۔ یہ ادارہ اہلسنت کے اداروں میں تھوڑے عرصے میں علمی اور فکری میدان میں آیا اور نہایت عمدہ دیدہ زیب کتابیں شائع کیں۔مولا کریم اس ادارے پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے اور اس خزاں رسیدہ دور میں سب کی آرزوؤں کو بہار آشنا کردے۔حضرت مولانا کی دو اور اہم کتب ''بہار جنت'' اور ''حرمتِ تعزیہ'' بھی مکتبہ جمال کرم لاہور ہی شائع کر رہا ہے۔ اللہ رب العزت ادارہ کے اراکین کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اکابر علماء اہلسنت کی تصانیف کو شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم ط

والسلام

محمد عبد الحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

Marfat.com

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْکَامِلِیْنَ اَجْمَعِیْنَ.

اَمَّابَعْدُ!

یہ کمترین، ہیچمدان محمد مہر الدین بن چوہدری روشن الدین حفظہما اللہ عن کل عیب ورین حضرات باانصاف سے عرض پرواز ہے۔ کہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جس طرح دین اسلام اپنی ظاہری اور باطنی حقیقت کی مثال نہیں رکھتا۔ اسی طرح برعکس اس کے ہر دور میں بعض بدباطن افراد ایسے پیدا ہوتے رہے جن کا مقصد حیات اسلامی نظریات پر کیچڑ اچھالنے کے سوا اور کچھ نہ رہا مگر یہ زمانہ اور موجودہ دور اس اعتبار سے زیادہ ہی خطرناک ہے کیونکہ یہ خود مسلمانوں میں شومئی قسمت سے ایسے اشخاص نمودار ہوگئے ہیں۔ جنہوں نے حصار اسلام کی سنگین اور مستحکم بنیادوں کو اپنے ناپاک حربوں سے کھوکھلا کرنے کی سعی مطرود شروع کر رکھی ہے۔ بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جتنا نقصان ان گندم نما اور جوفروش حضرات نے اسلام کو پہنچایا ہے وہ کفار ومشرکین اور دیگر متعصبین کے نقصان سے کہیں زیادہ ہے لیکن اب تو حد ہوگئی کہ یہ بداندیش مصلحین ومتقین کا لباس اوڑھ کر عوام کے سامنے رونما ہوتے ہیں اور اپنے دجل و فریبی تصورات سے دوسروں کو متاثر کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ملک وملت کی بے مثال خدمت کی ہے۔ اور قوم کو شاہراہ ترقی پر گامزن کر دیا ہے۔ اور

Marfat.com

اقوام عالم کی فہرست میں قوم کو ایک مرتبہ پر لا کھڑا کیا ہے۔ حالانکہ ملک وملت کی تباہی و بربادی اور اسلامی نظریات میں تزلزل معتقدات شرعیہ میں تذبذب انہی مکاروں اور منافقین کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان منافقین اور مفسدین نے اپنی ابلیسانہ اور فریبیوں سے محض اپنی خواہشات نفسیہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جس طرح اسلامی مسائل کو تختہ مشق بنا رکھا۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مگر الحمد اللہ کہ دین وملت کی حفاظت اور نگرانی کے لیے قدرت ایسے مخلص اور نیک طینت افراد پیدا کرتی رہی جو ایسے مکاروں کی عیاریوں اور فریب کاریوں سے قوم اور عوام کو لگاتار آگاہ کرتے رہے اور کرتے رہیں گے۔ علمائے ربانی کثرہم اللہ سواہم کے متواتر تنبیہہ اور آگاہ کرنے کے ساتھ پھر بھی بعض افراد خطرناک اور مہلک ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں جو کہ ملت و مذہب کے لیے انتہائی طور پر قلق و اضطراب کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک مرزائی گروہ ہے کہ انگریز نے جھوٹی نبوت کی تخلیق و ایجاد کر کے اور اسکی بڑے اہتمام سے اپنے زیر سایہ پرورش کر کے اسلام پر جو گہری ضرب لگائی ہے وہ ملت اسلامیہ کے لیے خطرناک نتائج کا پیش خیمہ بن رہی ہے مولیٰ تعالیٰ اس کے مفاسد سے اہل اسلام کو محفوظ رکھے۔

مرزائیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

مختصر یہ کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی مسلمان اور انگریز کے مابین اسلام اور کفر کی آخری جنگ تھی جو لڑی گئی۔ جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کے دل جس کی وجہ سے دونیم ہو گئے مگر زخم خوردہ شیر غراں کی طرح موقع کی تلاش میں رہے کہ موقع پا کر شکست کا بدلہ لیں مگر انگریز کی شاطرانہ پالیسی نے دوبارہ موقع نہ دیا۔ بلکہ اس نے اپنے قدم مضبوط کرنے کے لیے سازشی تحریکوں کا آغاز کیا۔ منجملہان دیگر قسم کی تحریکوں کے خلاف دینی اور مذہبی محاذ پر قادیانی سازش کی بنیاد ڈال کر اسے اپنے زیر سایہ کما حقہ پروان چڑھایا۔ نیز ایک کمیشن لندن سے ہندوستان بھیجا تا کہ وہ انگیزوں کے متعلق مسلمانوں کا مزاج معلوم کرے

Marfat.com

اور آئندہ مسلم قوم کو دائمی طور پر مطیع کرنے کی تجاویز مرتب کرے اس کمیشن نے سال کے بعد ہندوستان رہ کر جو حالات معلوم کیے ان کی رپورٹ پیش کی ۱۸۷۰ء میں وائٹ ہاؤس لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن مذکور کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادری بھی دعوت خاص میں شریک ہوئے جس میں دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی جو کہ "دی آرائیول آف برٹش ریمپائر ان انڈیا" کے نام سے شائع کی گئیں۔

رپورٹ سربراہ کمیشن سرولیم ہنٹر

مسلمانوں کا مذہبا عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ جہاد کے اس تصور میں مسلمانوں کے لیے ایک جوش اور ولولہ ہے۔ اور وہ جہاد کے لیے ہر وقت ہر لحہ تیار ہیں ان کی یہ کیفیت کسی وقت بھی انہیں حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے۔

ناظرین! خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑیں اور اندازہ لگائیں کہ مسلمانوں کے لیے جہاد کتنی اہمیت رکھتا ہے گویا مسلمان اور جہاد لازمی اور دائمی طور پر لازم ملزوم ہیں۔ کہ دونوں میں افتراق ناممکن ہے۔

بڑی رپوٹ پادری صاحبان

یہاں تک کے باشندوں کی ایک بہت اکثریت پیری مریدی کے رُجحانات کی حامل ہے اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں۔ جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعوے کے لیے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست

Marfat.com

دے چکے ہیں وہ مرحلہ اور تھا اور اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہیں اور ہر طرف امن و امان بحال ہو چکا ہے۔ تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔"

اقتباس از مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وائٹ ہال لنڈن منعقدہ ۱۸۷۰ء۔ دی آرائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا۔

ناظرین! ملاحظہ فرمائیں اور خطوط کشیدہ الفاظ مکرر کا مطالعہ فرمائیں کہ ہندوستان کی دینی اور ملکی اقتدار کی صورت کو ختم کرنے کے لیے دینی اور دنیاوی غداروں کا سہارا لیا گیا۔ اور یہ کہ ظلی نبوت کے اجرا کو اس مقصد کے حصول کے لیے خاص اہمیت دی گئی اور یہ کہ ظلی نبوت اور ایسے ہی بروزی مجازی عرفی وغیرہ ساری نبوتوں کا محسن اعلیٰ بادا انگریز ہے اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہرگز نہیں اور یہ کہ یہ ظلی نبوت انگریزی اقتدار کے سہارے پروان چڑھی اور چڑھ رہی ہے۔ اور یہ کہ اس ظلی نبوت کو داخلی انتشار اور فتنہ و فساد وغیرہ کا سبب بنایا گیا اور یہ کہ اسی انگریزی ظلی نبوت کے انکار کو کفر و الحاد اور اس پر ایمان لانے کو حصول جنت کا ذریعہ بنایا گیا۔ اور یہ کہ جہاد و مسلم جو کہ شرعاً تا قیامت جاری رہے گا۔ مسلمان کی ذات کو لازم ہے۔ کس قدر واضح ہے کہ مرزا کی یہ نبوت انگریز کا عطیہ ہے جو مقاصد مذکورہ بالا کی تکمیل کے لیے عطا ہوا چونکہ اسی جہاد سے انگریز کے غاصبانہ مفسدانہ اقتدار کو خطرہ لاحق ہونے کا امکان تھا اس واسطے جہاد کی ممانعت انگریز کے اشارہ پر اور اس کی رضا کے لیے اس قدر مرزا نے کتابیں لکھ چھوڑیں کہ پچاسیوں الماریوں میں نہ سما سکیں افسوس مرزا نے حرص و ہوا سے مرتد ہونا پسند کیا۔ اور دامن مصطفیٰ ﷺ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔

بریں علم و ایمان بباید گریست

اور حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۷۰ء کی لندن کانفرنس کا انعقاد ایک رسمی کاروائی تھی۔ حالانکہ اس سے پیشتر حکومت برطانیہ ہندوستان میں ایک پشتینی خوشامدی حکومت پرست

Marfat.com

خانوادے کی تلاش میں کامیاب ہوچکی تھی یہ خاندان شروع میں سے حکومت کے کاسہ لیس اور وفاداری کا دم بھرنے والے لوگوں میں سے صف اول کا خاندان تھا جس کی تصدیق کے لیے مرزا جی کا اپنا بیان کافی ہے۔ مرزا اپنے خاندان اور حکومت برطانیہ کے دیرینہ تعلقات کے ثبوت میں لکھتا ہے۔

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس حکومت کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کی مددی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریز کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیاں خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں۔ مگر تین چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں۔ ان کی نقول حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے دادا صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی غلام قادر خدمات سرکار میں مصروف رہا اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریز کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریز کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ (حوالہ اشتہار الاظہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء ص ۳ تا ص ۶ ملحق بکتاب البریۃ)

مرزا کی انگریزی ظلی نبوت اور اسکی پروان

مرزا ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء قادیان میں پیدا ہوا۔ چند کتابیں گھر پر پڑھیں۔ والد کے حکم سے پھر زمینداری کو سرانجام دینے لگا۔ والد کے انتقال کے بعد دادا کی مرضی سے سیالکوٹ کسی دفتر میں پندرہ روپے پر ملازم ہوا پھر چار سال کے بعد مختار کاری کا امتحان دیا مگر فیل ہوگیا۔ عرصہ ملازمت میں ایک دو کتابیں انگریزی کی بھی پڑھ لیں۔ (حوالہ کتاب البریہ ص ۱۵۱ سیرت مہدی ص ۱۰۰) گزارہ نہ ہوتا تھا۔ ملازمت چھوڑ کر گھر آ گیا۔ قرآن اور حدیثوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔

Marfat.com

مرزا کی مالی حالت

مرزا لکھتا ہے مجھے اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی۔

(نزول المسیح طبع اول ص ۱۱۸)

اسی قصبہ قادیان کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں درحقیقت اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ قبر کس کی ہے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۸ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔ (ضمیمہ اولین ص ۲۸۳ ص ۴ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

ناظرین! انداز لگائیں کہ مرزا کی ابتدائی زندگی کس نوعیت کی تھی۔ مگر آخری زندگی کہ جب ظلی نبوت انگریز بالا نے عطا کی پھر کیا کہنا کہ جب انگریز سازشی کھونٹے پر باندھ کر اس کی پرورش کرتا ہے تو وہ بحق انگریز ایسی مداحی کرتا ہے کہ انگریزی حکومت پر رحمت الٰہی کا گمان ہونے لگتا ہے اور دوسری طرف اپنے مخالفین کی قولاً و فعلاً وہ یلغار کرتا ہے کہ شیطان کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کیا مجال کہ دوران تبلیغ مرزا کو کہیں کسی قسم کی رکاوٹ یا نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہو بلکہ آج تک اسے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوا۔ بہرصورت ظلی نبوت کے محسن حضرات نے اس کو اس قدر پروان چڑھایا کہ مرزا نے مرتے دم تک نہ یہ کہ اس کی حمایت میں سر دھڑ کی بازی لگا دی بلکہ اس کی وصیت بھی کر دی، تسلی کے لیے ایک دو حوالے اور سماع فرمایئے۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب (یا غدر دہلی) کے متعلق رکھتے ہیں ان لوگوں نے یعنی مسلمانوں نے چوروں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسنہ گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۲۲۴)

سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام خدا رسول سے سرکشی کرتے ہیں جب ہم ایسے بادشاہ کی صدق دل سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں شہادت القرآن گورنمنٹ کی توجہ کے لیے ص ۲، ۳، ۴ گورنمنٹ انگلینڈ خدا کی نعمتوں

Marfat.com

سے ایک نعمت ہے، یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے، یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ (شہادت القرآن گورنمنٹ کی توجہ کے لیے ص ۱۲)

میں نے سترہ سال مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ ہمدردی بندگان خدا کی جو ہمیشہ میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے۔ جو میرے مریدوں کی بیعت میں داخل ہے چنانچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔ (کتاب البدلیہ ص ۹۰)

مرزا اور مسئلہ جہاد

گورنمنٹ انگلینڈ خدائی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ کہ ایک عظیم الشان رحمت یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے ایک برکت کا حکم رکھتی ہے خداوند کریم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے باران رحمت بنا کر بھیجا ہے ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا حرام ہے۔ شہادت القرآن ضمیمہ ص ۱۱، ۱۲ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ہی مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح و مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ بجواب مرزا جی کی عرضی بخدمت گورنر پنجاب ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء کس نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں۔ تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں تمام ممالک عرب مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دی ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۲۷ تا ۲۸)

میں ایک حکم لے کر آپ کے پاس آیا ہوں یہ کہ تلوار سے جہاد کا خاتمہ ہے اقتباس از فیصلہ جناب محمد اکبر۔ (ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ۳ رجون ۱۹۵۵)

اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں۔ (حوالہ منیر رپورٹ ۳۰۵ء)

Marfat.com

اس زمانہ میں جہاد کرنا یعنی اسلام کے لیے لڑنا بالکل حرام ہے۔ حوالہ تاریخ آخرت مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ (اربعین ص ۴ حاشیہ ۱۵)

(منقول از ترجمان اہلسنت کراچی ختم النبوت نمبر اگست، ستمبر ۱۹۷۲ء)

ان حوالہ جات مذکورہ بالا کا ماحصل

ناظرین کرام! آپ کو مندرجات بالا سے مندرجہ ذیل امور روز روشن کی طرح واضح ہوئے ہوں گے۔

(۱) یہ کہ انگریز نے سرزمین ہندوستان پر اپنے آخری قدم جمانے اور مضبوط کرنے کے لیے یہ سازش کی تھی کہ اقوام ہند بالخصوص مسلمانوں کو خارجی اور داخلی انتشار میں مبتلا کرنے کی سازشیں کریں تا کہ ان کے اقتدار اور حکومت کو کسی طرح کا خطرہ نہ رہے اور وہ ہر طرح کی من مانی کاروائی کر سکیں ان سے محض یہ کہ کسی ایسے غدار کی تلاش کرے جو کسی لالچ کی وجہ سے ہمارا آلہ کار بن سکے۔ چنانچہ مرزا کا خاندان جو کہ پہلے سے انگریز کا وفادار تھا اس بات کا ذمہ دار بنے گا۔

(۲) مرزا کو انگریز نے ظلی نبی بنایا تا کہ یہ اپنی پیری مریدی کے اثر رسوخ سے بھی ہمارا رابطہ دوام اقتدار مکمل کرے۔

(۳) مرزا نے اس مقصد انگریز کے لیے جہاد شرعی کو حرام کر دیا اور اس کے مرتکب کو جہنمی وغیرہ قرار دیا۔

(۴) مرزا نے مسیح موعود بن کر قرآن و حدیث اجماع میں تغیر و تبدل کرتے ہوئے اپنی اختراعی و نفسیاتی تبلیغ کی۔

(۵) مرزا نے اپنی تمام عمر مقصد انگریز کے لیے صرف کر دی بلکہ اپنے تمام عقیدت مندان کو بلکہ اپنی بیعت لینے میں یہ شرط کر دی کہ وہ ظاہری و باطنی طور پر انگریز کا فرمانبردار رہیں اور اس کی تبلیغ کریں۔

Marfat.com

(۶) مرزا نے انگریز حکومت کو اہل اسلام کے لیے خدا کی رحمت اور نعمت اور برکت جائے پناہ وغیرہ قرار دیا ہے۔

(۷) مرزا نے ۱۸۵۷ء میں جو اسلام و کفر کی جنگ تھی جس میں اکابر علمائے کرام مثلاً مولانا فضل الحق خیر آبادی حافظ محمد نعیم الدین مراد آبادی وغیرہم بھی شامل تھے ان مجاہدین کو چور ڈاکو بد اندیش وغیرہ غیر مہذب الفاظ سے موسوم کیا ہے۔

(۸) مرزا کا خاندان اس جنگ میں انگریز کے ساتھ رہا عملی طور پر پچاس گھوڑ سوار دے کر امداد کی مسلمانوں کو پریشان کیا۔ اور مرزا نے جہاد کے خلاف پچاس الماریوں کی مقدار کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر عرب و عجم کے چپہ چپہ میں پھیلا دیں۔

(۹) مرزا کے خاندان بلکہ جملہ متعلقین کو انگریز نے ملی وملکی وسیاسی بے شمار رعایتیں دے کر مالا مال کیا اور آج تک کر رہا ہے۔

(۱۰) مرزا انگریز کے سایہ میں رہ کر نہ صرف اولیاء اللہ سے بلکہ برغم خود تمام انبیاء سے بڑھ گیا۔ بلکہ خود خدا بھی بن گیا۔ (استغفر اللہ عظیم)

حقائق کا انکار

ناظرین حضرات! بلاشبہ مرزا نے باوجودیکہ اپنے کو مسلمان اور حضور اکرم ﷺ کا امتی کہتے ہیں کس قدر جسارت اور بے باکی کا ثبوت دیا ہے۔ قرآن وحدیث امت کے مقررات ومسلمات کا انکار کر دیا اور دائرہ اخلاقیات سے نکل گئے۔ انگریز جس کو قرآن و حدیث وحالات نے اسلام اور اہل اسلام کا بدترین دشمن قرار دیا ہے۔ جس انگریز کو ایک لحہ کے لیے مسلمانوں کی خیر و بہبود برداشت اور گوارا نہیں اس کو مسلمان کے لیے نعمت رحمت باران کرم وغیرہ کہنا کس قدر قدرت کو چیلنج ہے۔ کیا جس انگریز نے دھوکہ مکر وفریب اور غاصبانہ مفسدانہ طور پر مسلمانوں کے ملک پر لاکھوں میل دور سے آکر حملہ کیا ایسے خونخوار حملہ آور کا عزت و ناموس اور شعائر اسلامیہ کو بچانے کے لیے دفاع کرنا حرام ہے ناجائز ہے اور کیا ایسے

Marfat.com

خونخوار حملہ آوار کا اپنے ملک سے لاکھوں میل دور آ کر کونسی شرافت اور قابل تعریف اقدام ہے؟ کیا انگریز کو انجیل و بائبل ایسی اجازت دیتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ کیا ایسے دشمن کی امداد کرنا یہ اسلام دشمنی نہیں ہے؟ اور اسلام دشمنی شرعی نقطہ نظر سے مسلمانوں کو جائز ہے؟ کیا دشمن اسلام کے لیے شریعت کو بدلنا اور امت کے مسلمات کو ٹھکرانا یہ ایمان ہے؟ کیا قرآن و حدیث کو چھوڑ کر انجیل وغیرہ کی پناہ لینا نا قابل عفو جرم نہیں ہے؟ کیا انگریز کے نظریات جو کہ سراسر اسلامی نظریات کی ضد ہے کو دنیا بھر میں پھیلانا حتی کہ اپنی اولاد اور متبعین کو بھی اس کی وصیت کرنا کیا یہ اسلام ہے؟ ایمان ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں یہ مرزا کی نیت فاسدہ کا پس منظر ہے اسی طرح جہاد کا مسئلہ جو کہ شرعی حیثیت کے علاوہ دنیاوی طور پر بھی قوم کی بقاوفنا کا مسئلہ ہے جو قوم مجاہدانہ زندگی بسر کرے گی محنتی ہوگی جفاکش ہوگی وہ یقینی طور پر دنیا میں کامران اور فتحیاب ہوگی۔ آزادی کی دولت سے سرشار ہوگی اس کی عزت و ناموس اور معمولات زندگی شرافت سیادت امارت سیاست وغیرہ پر کبھی آنچ نہیں آئے گی۔ اور پھر جبکہ مسلمان کو شرعی ہدایت ہو کہ اس کا سودا ہو چکا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کا نام بلند کرنے کے لیے دائمی طور پر برسر پیکار اور سربکف مجاہد اور سپاہی ہے تو بھلا فرمائیے کہ پھر مسلمان کیسے جہاد کو ترک کرسکتا ہے؟ اور کیسے وہ غافل اور محنت چھوڑ کر اپنے مال و جان عزت و وقار کو خطرہ میں ڈال سکتا ہے۔ کیا وہ عمداً و ارادۃً اور پھر دشمن اسلام کے کہنے پر دشمن کو راضی کرنے کے لیے شریعت کی مخالفت کرسکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں بہرصورت جہاد اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی نگہداشت جو کہ جہاد کا ثمرہ ہے مسلمان کا شرعی بلکہ فطری نقطہ حیات ہے۔ جس کو وہ زندگی بھر ہر وقت ہر طرح معمول بنانے پر مجبور ہے کیونکہ اس کی یہی بقا ہے الغرض مرزا نے جو کچھ کیا وہ محض اپنی دنیاوی حرص وہوا کی تکمیل کے لیے کیا ہے اور عزت و وقار کے لیے کیا ہے حالانکہ عزت ذلت فقر و غنا، راحت، عنا، بقاوفنا سب اللہ سبحانہٗ کے ہاتھ ہے۔ مرزا کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا مگر افسوس صد افسوس کہ وہ کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(والی اللہِ المشتکی)

Marfat.com

بہرصورت مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد فاسدہ باطلہ تو ایک طویل فہرست رکھتے ہیں جو کہ اپنی مصنوعی نبوت کے ثبوت و بقا کے لیے جمہوریت اسلام کے برخلاف کھڑے کیے گئے ہیں۔ اور ان کی صحت اور استحکام کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے ان میں سے ایک عقیدہ فاسدہ یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور جس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آنے کی احادیث میں خبر آئی ہے اس کا مصداق صرف اور محض میں ہوں اور اہل اسلام کا یہ عقیدہ کہ عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں اور قیامت کے قریب وہ آسمان سے اتریں گے بالکل غلط ہے۔ اور جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور مجھ کو مسیح اور نبی نہیں مانتے وہ نہ صرف یہ کہ گمراہ ہیں بلکہ بے دین کافر جہنمی ہیں۔ لہٰذا قرآن و احادیث و ادلہ شرعیہ سے مسئلہ حیات مسیح و دیگر بعض ضروری امور پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو صحیح عقیدہ رکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

مسئلہ حیات مسیح

حیات مسیح کے مسئلہ سے یہ یقین کر لینا ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بالفرض والتقدیر اگر حیات مسیح ثابت نہ ہو سکے تو بھی حضور پر نور ﷺ سب سے آخری نبی و رسول ہیں آپ کے زمانہ یا بعد میں کسی قسم کی نبوت کے جائز ہونے کا دعویٰ کرنا قرآن و حدیث اور مسلک جمہور اسلام کا صریح انکار ہے جو کہ کفر ہے۔

منشا نزاع

اہل اسلام اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے اولوالعزم نبی و رسول جو کہ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے وہ بوقت صعود الی السماء بقید حیات تھے اور ان کو روح و جسم ہر دو کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ اورر وہ آج تک آسمان پر زندہ ہیں اور قیام قیامت سے پہلے آسمان سے زمین پر اتریں گے۔

Marfat.com

مسئلہ کی تنقیح کے لیے معیاری اُمور

ناظرین! پہلے اس کے مسئلہ حیات مسیح پر شرعی دلیلوں سے روشنی ڈالی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ضروری امور جو کہ مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ایک معیاری حیثیت رکھتے ہیں ذکر کرتے جائیں تاکہ ان کی روشنی میں مسئلہ کو سمجھنے میں سہولت ہو اور بغیر کسی وقت کے صحیح نظریہ پر پہنچا جاسکے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر شخص کا اپنے ہی خیال سے اس کا صحیح العقیدہ ہونا درست نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ وہ کسی معیار صداقت عقلی اور نقلی کے ماتحت ہو کر اپنے خیالات کا اظہار نہ کرے آج گوروئے زمین پر متعدد گروہ اپنے اپنے لباس میں نمودار ہیں اور ہر ایک اپنی ہی حقانیت کا بآواز دہل چیلنج کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن درحقیقت صحیح وہی ہوسکتا ہے جو کہ نقلی وعقلی اور قدرتی قانون اور ضابطہ کے موافق ہوگا اور جو اس کا مخالف ہوگا بالخصوص اپنے تسلیم کردہ اصول وضوابط کا ہی وہ کاذب اور یقینی طور پر جھوٹا ہوگا۔

Marfat.com

قرآن مجید اور معیار صداقت

یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ وَاطیعوا الرسول واولی الامرمنکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہِ والیوم الاٰخرہ.

ترجمہ: ”اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب امر لوگوں کی پھر اگر کسی چیز میں تنازع پیدا ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔“ (سورۃ، رکوع)

دیکھئے! کیسا صاف فیصلہ فرمایا ہے کہ متنازعہ فیہ امر میں فیصلہ کرنے والی فقط دو چیزیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا کلام پاک قرآن مجید اور دوسری حدیث پاک تیسری کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ اور سب دلیلیں ان دونوں کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ پھر کس قدر اس پر تنبیہہ فرما کر اس کو مستحکم کیا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کو مانتے ہو۔ تو فیصلہ کن صرف دو ہ امر ہیں پس انہی دو ہی سے فیصلہ کرو ورنہ تم ایمان دار نہیں بہر صورت ثابت ہوا کہ مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اس صریح اور ناطق فیصلے سے سے گریز نہیں کر سکتا جب کبھی امر متنازعہ فیہ میں فیصلہ لے گا تو انہی دو سے لے گا۔

مرزا بانی فرقہ مرزائیہ کا نظریہ

اشتہار ۱۲ را کتوبر ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد لکھتا ہے میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت میں اور سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ صاف تصریح ہے کہ میں

Marfat.com

اسلامی عقائد کو مانتا ہوں۔ اہلسنّت والجماعت کے ہاں جو چیزیں اور عقائد قرآن و حدیث کی رو سے ثابت ہیں ان سب کو مانتا ہوں اور آنحضرت ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو پکا کافر جانتا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ ہر امر میں قرآن و حدیث کا فیصلہ ناطق ہے۔ پس ایام صلح میں مرزا لکھتے ہیں غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی و عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو کہ اہلسنّت والجماعت کی اجتماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔ (منقول از آئینہ احمدیت...... تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۶)

مرزا لکھتا ہے! یاد رہے کہ ہمارے مخالفین کے صدق وکذب آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دعوے بیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کریم کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو!

مرزا اور معیار تفسیر قرآن مجید

کتاب برکات الاعاء ص ۱۳۔۱۴۔۱۵ پر ہے کہ جاننا چاہئے کہ ان معنوں کی تصدیق کے لیے دوسرے شواہد قرآن مجید کی ایک آیت کے معنی معلوم کرنے ہوں تو ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ان معنوں کی تصدیق کے لیے دوسرے شواہد قرآن کریم ملتے جلتے ہیں یا نہیں (۲) دوسر معیار تفسیر رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے اس میں شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت محمد ﷺ تھے پس اگر آنحضرت ﷺ سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے۔ تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا عذر تسلیم کرے نہیں تو اس میں الحاد اور زندقہ فلسفیت کی رگ ہوگی تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے رضی اللہ عنہم اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ (۴) چوتھا معیار تفسیر خود اپنا نفس مطہر لے کر خود قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔

Marfat.com

(۵) پانچواں معیار تفسیر لغت عرب بھی ہے لیکن قرآن کریم نے اپنے وسائل اس قدر قائم کر دیئے ہیں کہ چنداں لغت عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں...... الحمد اللہ کہ مرزا نے اہلسنّت والجماعت کے مقرر کردہ معیاروں سے چار تسلیم کر لیے ہیں صرف تابعین کی تفسیر کا ذکر نہیں کیا بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ تفسیر بالرائے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے قرآن کریم کی تفسیر کی اور اپنے خیال سے کی اچھی کی تب بھی اس نے بری تفسیر کی...... قرآن مجید کے معانی و مطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے۔ جن کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیات سے ہوتی ہو یعنی شواہد قرآنی سے۔ تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۴ تا ۷ اور تفسیر ترجمان القرآن للطائف البیان جلد اوّل ص ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷ پر قرآن مجید کے اصول تفسیر ملاحظہ ہوں۔

(۱) قرآن کی تفسیر قرآن مجید سے کیونکہ قرآن کی ایک آیت ایک جگہ مجمل ہوتی ہے اور دوسری جگہ مفصل۔ جو تفسیر قرآن حکیم کی آنحضرت ﷺ نے کی ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے بلکہ وہی ساری امت پر حجت ہے اس کے خلاف کرنا یا کہنا ہرگز جائز نہیں اس کی تقلید سب پر واجب ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو دیا ہے وہ قرآن سے سمجھ کر دیا ہے۔

(۲) سو جب تفسیر قرآن کی قرآن و حدیث سے نہ ملے تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے تفسیر کرنی چاہئے۔ اس لیے کہ انہوں نے اقوال قرائن اس وقت کے دیکھے بھالے ہیں وقت نزول قرآن وہ حاضر و موجود تھے فہم قرآن میں عمل صالح رکھتے تھے۔

(۳) جب تفسیر قرآن پاک کی قرآن و سنت صحیحہ یا قول صحابی میں سے نہ ملے تو اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ تابعین کے قول کو معیار کر لیا جائے۔

(۴) جب قرآن کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اول قرین میں سے کرے پھر سنت مطہرہ سے پھر قول صحابہ سے پھر اجماع تابعین سے پھر لغت عرب سے یہ پانچ اصول ہیں اور اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہے اگرچہ اچھی ہی کیوں نہ ہو اپنی رائے سے

Marfat.com

تفسیر کرنے والے کو جہنمی فرمایا ہے۔

(۵) حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے کہ جس نے اپنی رائے سے قرآن کریم کی تفسیر کی تو وہ شخص اپنی جگہ آتش دوزخ میں مقرر کرے اس روایت کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی اس کو روایت کیا۔

مجددین امت وصوفیاء ملت رضی اللہ عنہم اگر کوئی بیان فرمائیں یا کلام الٰہی یا حدیث اور اقوال صحابہ کی تفہیم میں الجھن واقع ہو اور گمراہی کا خطرہ ہو اور یہ حضرات کسی طرح سے حل فرمائیں تو ان کا فیصلہ قبول کیا جائے گا۔ جیسا کہ فردوہ الی الذین یستبظونه الخ فاسئلوا اَھل الذِکر وغیرہ آیات سے ثابت ہوتا ہے حدیث میں ہے ان اللّٰہ یبعث لھذا الامة علی راس کل مائة سنة من یجددلها دینها......لن تجتمع امتی علی الضَّلالةِ وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

مرزا کہتا ہے جو لوگ خدا کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ بڑے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انکو تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے۔ جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں۔ (فتح اسلام ص۶)...... مجدد کا علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔ (ازالہ اوہام ص۱۵۴) گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے وہ فرماتا ہے من کفرَ بعد ذالک ھم الفاسقون شہادت القرآن ص۴۸ مجددوں کو فہم قرآن عطا ہوتا ہے۔ (ایام الصلح ص۵۵)...... مجدد مجملات کی تفصیل اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے۔ حمامة البشریٰ ص۷۵...... مجدد خدا کی تجلیات کا مظہر ہوتا ہے۔ (سراج دین عیسائی ص۱۵......) خلاصہ یہ ہوا کہ کلام اللہ اور حدیث صحیح کا مفہوم مجددین امت بیان کریں وہ قابل قبول ہے اس کی مخالفت کرنے والا فاسق ہوتا ہے۔

حدیث بالقسم میں تاویل امور استثناء ناجائز ہے (حمامة البشریٰ)...... جو شخص کسی

Marfat.com

اجماعی عقیدہ کا انکار کرے تو اس پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور یہی مقصود ہے اور یہی مدار مدعا ہے مجھے اپنی قوم سے اصول اجماعی میں کوئی اختلاف نہیں انجام (آتھم) مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔(ازالہ طبع ۵ ص ۱۳۷)

خلاصہ ارشادات مذکورہ

فیصلہ کے لیے قرآن وحدیث اجماع اور صوفیہ کرام مجددین ملت کے قول وعمل کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور یہ کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات قرآن مجید سے ثابت ہو جائے تو ہم جھوٹے اور ہمارے سب دعوے جھوٹے اور یہ کہ پہلے حکم قرآن سے پھر حدیث پھر اجماع سے بہ ترتیب اخذ کیا جائے گا۔ اور یہ کہ اہلسنت والجماعت کے عقائد واعمال حجت اور واجب العمل ہیں۔ اور یہ کہ قرآن مجید وحدیث کے کسی معنی کی تفسیر میں قرآن مجید حدیث اقوال صحابہ لغت عرب صرف نحو، معانی، بیان بدیع کی طرف رجوع کیا جائے گا کیونکہ قرآن عربی زبان میں ہے جو کہ امور مذکورہ کے بغیر سمجھی نہیں جا سکتی۔

سوال: جب نقل قرآن ہو یا حدیث امور بالا پر موقوف ہے اور وہ چونکہ سب کے سب ظنی ہیں تو احتمال مجاز وغیرہ کا بھی ہو سکتا ہے تو قرآن واحادیث کسی امر کی قطعیت کا کب مفید ہو سکیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اگر ثابت بھی ہو جائے تو قطعی طور پر نہ ہوگی۔

جواب: جب ایسے امور وقرائن موجود ہوں جن کی وجہ سے یقین کا فائدہ حاصل ہو تو توقف اور احتمال مذکورہ کی وجہ سے نقل کی قطعیت باطل نہیں ہوتی جیسے

(۱) لم یحج ھو صلی اللہ علیہ وسلم بعد الھجرۃ الاحجۃ واحدہ. "یعنی آنحضرت اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد فقط ایک ہی حج کیا ہے۔

(۲) القران لم یعارضہ احد۔"یعنی قرآن مجید کا کسی نے معارضہ اور مقابلہ نہیں کیا۔"

Marfat.com

(۳) لم یوذن فی العیدین و الکسوف والاستسقاء. یعنی ”عیدین اور کسوف اور استسقاء میں اذان نہیں دی گئی۔ (شیخ طبرانی) مختصراً۔ بہرصورت الرسوال کو مان لیا جائے تو یہ خبریں سمی قطعی الدلالۃ نہ رہے گی جو کہ باطل ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن وحدیث وغیرہ سے جو چیز ثابت ہوگی۔ اور واجب الاتباع ہوگی۔

فائدہ: جب کہ نقل وعقل ہر دو متعارض ہوں تو وہاں پر تین صورتیں ہوسکتی ہیں دونوں قطعی، دونوں ظنی ایک قطعی اور دوسری ظنی تیسری صورت میں قطعی کو عقلی ہو یا نقلی ظنی پر تقدیم حاصل ہے اور دوسری صورت میں باعتبار دلیلوں کے ترجیح دی جائے گی اور پہلی صورت فقط ایک احتمال ہی احتمال ہے واقع میں اس کا وجود نہیں کیونکہ دلیل قطعی اس کو کہتے ہیں جو کہ نفس الامر اور واقعہ میں ضروری واجب ہو پس اگر دونوں ہی واقع میں ضروری اور واجب العمل ہوئیں تو اجماع نقیضین لازم آئے گا جو کہ باطل ہے اور عقلی طور پر محال اور ناممکن ہے۔

اگر کوئی ایسی صورت بظاہر نظر آتی ہو تو وہاں پر واقع میں ایک ہی ضروری اور قطعی ہوگی اور دوسری غیر قطعی۔

قرآن مجید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا. (سورۃ النسا)

ترجمہ: ”اور انہوں نے یقینی طور پر اس (عیسیٰ) کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف آسمانوں پر اٹھا لیا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

آیت مذکورہ سے وجوہِ استدلال کا معیار: قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے حیات مسیح پر استدلال قائم کرنا بعض امور ضروریہ پر موقوف ہے تاوقتیکہ ان کو بیان نہ کردیا جائے فہم

Marfat.com

مطالب میں نہایت دقت پیش آتی ہے لہٰذا ان امور کو نہایت مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

بحث القصر

قصر لغت میں حبس اور قید کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ایک خاص طریقہ سے خاص کر دینے کو کہتے ہیں۔ یعنی ان چار طریقوں میں سے ایک طریقہ کے ساتھ جن کا ذکر ابھی آتا ہے۔ جیسے اِنَّمَازَیْدٌ قَائِمٌ یعنی زید فقط قائم ہی ہے اس میں لفظ انما کے ساتھ جو کہ قصر اور تخصیص کا مفید ہے زید کو قیام پر مقصور کر دیا گیا ہے۔

قصر کی دو قسمیں ہیں۔ اصطلاحی اور غیر اصطلاحی، غیر اصطلاحی وہ ہے کہ ان الفاظ کے بغیر جو کہ قصر اور تخصیص کے مفید ہیں کلام میں حصر اور تخصیص پیدا کر دی جائے۔ جیسے مثال مذکورہ میں یوں کہا جائے زَیْدٌ مقصور علی القیام یعنی زید قیام پر ہی بند ہے۔

قصر اصطلاحی کی دو قسمیں ہیں حقیقی و غیر حقیقی۔ حقیقی وہ ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طور پر خاص کرنا کہ بغیر اس کے اس کے لیے اور کوئی چیز حقیقت اور واقعہ میں ثابت نہ ہو جیسے ماخاتم الانبیآء الا مُحَمَّدٌ ﷺ یعنی خاتم الانبیاء بجز جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے اور کوئی نہیں' یہاں پر وصف ختم نبوت کو آں حضرت ﷺ پر اس طور پر خاص کیا گیا ہے کہ کسی غیر کے لیے ثابت ہی نہیں۔ قصر غیر حقیقی اضافی یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے کسی خاص چیز کے لحاظ سے خاص کر دیا جائے جیسا کہ مَازَیْدٌ اِلَّاقَائِمٌ یعنی زید فقط قائم ہی ہے یہاں پر زید کو وصف قیام پر بلحاظ وصف قعود کے مقصود کیا ہے۔ یعنی قعود زید کے لیے ثابت نہیں گو دوسری کوئی وصف ثابت ہو قصر حقیقی کی قسمیں ایک یہ کہ ایک امر کو بطریق خاص ایک خاص وصف یعنی معنی پر بند کر دیا جائے حتی کہ اس کے لیے اور کوئی وصف ثابت نہ ہو جیسے ما زید الا کاتب یعنی زید کے لیے بجز وصف کتابت کے اور کوئی چیز ثابت نہیں۔ اور یہ قصر اگر واقعہ اور حقیقت کے لحاظ سے اعتبار کیا جائے۔ تو قصر تحقیقی کہلاتا ہے۔

اور اگر صرف مبالغہ اور ادعاء کی طور پر ہو تو اس کو قصر تحقیقی ادعائی کہتے ہیں یعنی قصر

Marfat.com

موصوف کا وصف پر تحقیقاً ہو یا ادعاء۔ اور یہ قسم واقع میں نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ تب ہی متصور ہو سکتی ہے۔ کہ ایک شے کی جملہ اوصاف کا ہمیں علم ہو بعد ازاں ان میں سے ایک فقط ثابت کی جائے اور چونکہ ایک شے کی تمام اوصاف کا احاطہ کرنا متعذر اور محال ہے اور انسانی قدرت سے خارج ہے لہٰذا یہ قسم واقعہ میں موجود نہیں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ ایک وصف کو دوسری چیز کے لیے اس طور پر مخصوص کر دیا جائے کہ یہ وصف کسی اور کے لیے ثابت نہ ہو گو وہ چیز دوسری کسی اور وصف کے ساتھ متصف ہو جیسے ما قام الا زید یعنی وصف قیام فقط زید کے لیے ثابت ہے نہ غیر کے لیے گو زید دیگر اوصاف سے بھی متصف ہو یہ بھی اگر واقع اور حقیقت کے لحاظ سے اعتبار کیا جائے تو اس کو قصر حقیقی تحقیقی کہتے ہیں اور اگر محض مبالغہ اور ادّعا ہی ہو تو قصر حقیقی ادعائی کہتے ہیں یعنی قصر صف کا موصوف پر تحقیقاً ہو یا ادعاء اور یہ قسم کثرت سے پاتی جاتی ہے بہر صورت قصر حقیقی کی چار قسمیں ہوئیں قصر غیر حقیقی واضافی کی قسمیں۔ ایک یہ کہ ایک امر کو ایک وصف پر مخصوص کر دیا جائے۔ جیسے ما زید الا قائم یعنی زید فقط قائم ہی ہے اور بس اس کو قصر موصوف علی الصفۃ کہتے ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ قصر افراد، قصر قلب، قصر تعین اور دوسری یہ کہ ایک وصف کو ایک امر پر بند کر دیا جائے حتی کہ اوروں کے لیے وہ ثابت ہو جیسے ما ضرب الا عمرو یعنی عمرو نے فقط مارا ہے نہ غیر نے اس کو قصر صفت علی الموصوف کہتے ہیں اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔ قصر افراد، قصر قلب، قصیر تعین مجموعہ چھ قسمیں ہوئیں۔ قصر افراد یہ ہے کہ مخاطب کسی امر میں شرکت کا معتقد ہوتا ہے اور در حقیقت وہاں شرکت نہیں ہوتی لہٰذا متکلم اپنے قصری کلام سے اس کی معتقدانہ شرکت کو اڑا دے گا مثلاً قصر موصوف علی الصفۃ میں وہ یوں خیال کرتا ہے کہ موصوف کے لیے دو دو صفیں ثابت ہیں حالانکہ ایک ثابت تھی جیسے ما زید الا کاتب یعنی زید فقط کاتب ہے یہاں مخاطب کا یہ خیال تھا۔ کہ موصوف کے لیے دو دو صفیں یعنی کتابت اور شاعریت ثابت ہیں اور واقعہ ہیں چونکہ ایک وصف تھی لہٰذا متکلم بلیغ نے اپنے قصری کلام سے شرکت کی نفی کر دی اور فقط ایک وصف رہنے دی اسی وجہ سے اس کو قصر موصوف علی الصفۃ قصر افراد کہتے ہیں اور قصر صفت علی الموصوف میں کہیں گے کاتب الا زید یعنی کاتب

Marfat.com

بجز زید کے اور کوئی نہیں مخاطب کا اعتقاد یہ تھا کہ وصف کتابت زید اور عمرو ہر دو کے لیے ثابت ہے کہ لیکن واقع میں چونکہ درست نہ تھا لہٰذا متکلم بلیغ نے اپنے قصری کلام سے اس شرکت کو باطل کر دیا اور ایک کے لیے وصف کتابت کو ثابت کیا۔ مختصر المعانی وغیرہ میں ہے۔

والمخاطب بالاوّل من جزی کل من قصر الموصوف علی الصفة علی الموصوف من یعتقد الشرکة ای شرکة صفتین فی الموصوف واحد فی قصر الموصرف علی الصفة وشرکت المرصوفین فی صفة واحدة فی قصر الصفة علی الموصرف.

شرطِ تحقیق وجودِ قصرِ افراد

قصر افراد کے پائے جانے کی شرط یہ ہے کہ دونوں وصفوں میں تنافی اور ضدیت نہ ہوتا کہ شرکت متصور ہو کیونکہ آپس میں اگر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں تو شرکت قطعاً غیر متصور ہوگی۔ تلخیص المفتاح وغیرہ میں موجود ہے۔ **وشرط قصر الموصوف علی الصفة افراد اعدم تنافی الرصفین** اور قصر الصفت علی الموصوف کا بھی یہی حال ہے۔ قصر قلب یہ ہے کہ متکلم جس حکم کو ثابت کرنا چاہتا ہے اس کی ضد اور منافی کا مخاطب معتقد ہوتا ہے مثلاً ما زید الاقائم یعنی زید کھڑا ہے یہاں اعتقاد مخاطب یہ تھا کہ زید بیٹھا ہے یہ چونکہ حکم متکلم کے برعکس اور مخالف ہے لہٰذا اس نے اپنے کلام قصری سے اس کو رد کر دیا۔ تلخیص المفتاح وغیرہ میں ہے۔

والمخاطب بالثانی من یَعْتَقِدُ العکس.

شرط وجود قصر القلب

اس کے پائے جانے کی شرط یہ ہے کہ قصر الموصوف علی الصفۃ وقصر القلب ہے تو یہ ہے کہ دونوں اوصاف اس میں واقع میں یا مخاطب اور متکلم کے اعتقاد میں یا فقط متکلم کے خیال میں منافی ہوں اور ضدیت رکھتی ہوں یا کم از کم ایک وصف دوسرے کو لازم نہ ہو ورنہ قصر

Marfat.com

قلب یقینی نہ ہوگا۔ کتب معانی متداولہ میں بیان شروط قصر قاصر ہے دیکھو سید شیف دسوقی عبد الحکیم وغیرہ جیسے اوپر کی مثال میں وصف قعود و آپس میں منافی ہیں اور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں اور قصر الصفت علی الموصوف میں تنافی بین الوصفین شرط نہیں کیونکہ اس میں کبھی وصف و موصوفوں میں پائی جائے لی اور کبھی نہیں قصر تعین یہ ہے جس میں دونوں امر مخاطب کے نزدیک برابر ہوتے ہیں یعنی قصر الموصوف علی الصفت میں صفت اور قصر الصفت علی الموصوف میں موصوف مذکور وغیر مذکور ہر دو کے ساتھ اتصاف کا اعتقاد رکھتا ہے۔ جیسا کہ ما زید الا قائم ما قائم الا زید پہلی صورت میں قیام وقعود اور دوسری صورت میں بھی ایسے ہی بلا تعیین خیال رکھتا ہے ایک کی متکلم تعیین کر دے گا اور یہ ہر جگہ محقق ہوگا برابر ہے کہ وصفیں متنافی ہوں یا نہ ہوں۔ یہ دس صورتیں قصر اصطلاحی کی ہیں۔ اور ایسے ہی غیر اصطلاحی کی جملہ بیس ہوئیں۔

اقسام قصر

مشہور اور متبادر قصر کے طریقے چار ہیں۔ قصر العطف، قصر بالاستثناء، قصر بانما۔ قصر بالتقدیم، قصر بالطعف وہ ہے جو کہ صرف عطف سے کیا جائے۔ لا۔ بل۔ لکن۔ وغیرہ اور جیسے قصر موصوف علی الصفۃ، قصر افرد میں یوں کہیں گے زید شاعر لا کاتب یعنی زید فقط شاعر ہے نہ کہ کاتب اور قصر صفۃ علی الموصوف میں یوں کہیں گے زید قائم الا قاعد شاعر لا عمرو یعنی دید ہی شاعر ہے نہ عمرو اور موصوف علی الصفۃ قصر قلب میں کہیں گے زید یعنی زید کے لیے فقط وصف میں تمیز کرنے کے لیے ہی بولتا ہے۔ تا کہ مخاطب کے اعتقاد میں حق و باطل خطا صواب میں قیام ثابت ہے نہ کہ قعود اور قصر صفت علی الموصوف قصر قلب میں یوں کہیں گے۔ عمرو شاعر بل زید یعنی شاعر فقط زید ہے نہ عمرو یہاں پر یہ امر نہایت ملحوظ رہے کہ قصر بالطعف میں واجب اور ضرور ہے کہ متکلم وصف اثبات اور نفی پر تصریح کرے کیونکہ مطلق کلام قصری کو متکلم خطاء صواب میں جو غلط ہو چکا ہے وہ نکل جائے اور خاص کر قصر عطف میں وصف مثبت اور منفی کی تصریح کسی طرح ترک کرنا جائز ہی نہیں کذا فی المختصر المعانی و التجرید والہ

Marfat.com

سوفي غيرها من الاسفاد. فان قلت اذا لحقق تنافي الرصفين في قصر القلب ناثبات احمدهما يكون مشعرا بانتقاء الغير فما فائده نفي الغير والثبات المذكور بطريق القصر قلت الفائده فيه التبيه على رد الخطاء اذا المخاطب اعتقد العكس.

قصر النفی والاستثناء: اگر قصر موصوف علی الصفہ ہو تو یوں کہیں گے ما زید الاشاعر یعنی زید فقط شاعر ہے اور بس اور اگر قصر صفت علی الموصوف ہوا تو یوں کہیں گے ماشاعر الازید یعنی شاعر فقط زید ہے اور اگر قصر قلب ہوا تو پہلی قسم کے لیے یوں کہیں ما زید الاقائم یعنی زید فقط قائم ہے اور دوسری قسم کے لیے یوں کہیں ماشاعر الازید یعنی شاعر فقط زید ہے۔

قصر بانما: قصر موقوف علی الصفۃ قصر قلب میں انما قائم زید یعنی قائم فقط زید ہی ہے۔

فائدہ: قصر انما میں آخر خبر پر ہمیشہ قصر اور حصر ہوتا ہے۔

قصر بالتقدیم: یعنی بعض چیزیں جو کہ مرتبہ کے لحاظ سے پیچھے ہوا کرتی ہیں ان کو بغرض تخصیص مقدم کر لینا قصر موصوف علی الصفۃ میں تمیمی انا یعنی میں تمیمی ہی ہوں قصر صفت علی الموصوف میں انا کفیت فی مہمک تیری مشکل میں میں نے ہی کفایت کی۔

کلمہ بل اور اس کا اثر: کلمہ بل کے بعد اگر مفرد ہوا تو ماقبل بل کے اگر امر یا اثبات ہوا تو اس وقت مابعد بل کے لیے کلمہ اثبات ہوگا اور ماقبل بل کے لیے مسکوت عنہ کے حکم میں رہے گا اور اگر ماقبل بل کے نہی یا نفی لفظی یا معنوی ہو تو ماقبل بل کا حکم بحال رہے گا اور مابعد بل کے لیے اس کی ضد ثابت ہوگا۔ اثبات کی مثال قام زید بل عمرو کھڑا زید بلکہ عمرو (امر کی مثال) الیقیم بکر بل خالد چاہیئے کہ بکر کھڑا رہے بلکہ خالد (نہی کی مثال) لم اکن فی مربع بل تیہا میں منزل میں نہیں تھا بلکہ میدان میں (نفی لفظی کی مثال) لاتضرب زیدا بل عمرا نہ مار زید کو بلکہ عمور کو (مثال نفی معنوی کی) ام یقولون بہ جیۃ بل جارہم الحق کیا کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے بلکہ

Marfat.com

ان کے پاس سچی بات آئی ہے اور اس وقت کلمہ بل اعراض کے لیے ہوگا اور اگر مابعد کلمہ بل جملہ ہوا تو پھر یا تو پہلے جگہ کے مضمون کے ابطال کے لیے اور مابعد کے مضمون جملہ کو ثابت کرنے کے لیے آئے گا۔ جیسے بل عباد مکرمون یعنی فرشتوں کے متعلق ذکورت وانوثت کا خیال غلط ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔اور یا ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف انتقال کرنے کے لیے آئے گا جیسے بل توثرون الحیوۃ الدنیا یعنی تم لوگ حقیقی مقصد کو نہیں لیتے ہو بلکہ حیاتی دنیا کو اختیار کرتے ہو۔

کلمہ بل اور اختلاف

نحویوں کے نزدیک یہ مشہور ہے کہ کلمہ بل عطف اور ابتداء انقطاع میں مشترک ہے اگر اس کے بعد مفرد ہوا تو عطف کے لیے ہوگا اور اگر اس کے بعد جملہ ہوا تو ابتدا کے لیے ہوگا۔مگر محققین کا مذہب یہ ہے۔کہ بل ہر دوصورتوں میں عطف کے لیے ہوگا کیونکہ قول اشتراک سے جو پہلے مذہب سے لازم آتا ہے عدم اشتراک بہتر بلکہ صحیح ہے۔ بحرالعلوم مسلم الثبوت میں ہے۔ وبل یکون فی الجملۃ للانتقال والابطال وماقیل بل ھذا لیست بعاطفۃ بل ابتدائیۃ وذھب الیہ ابن ھشام من النحاۃ واختارہ فی التحریر فممزع لابدمن اقامۃ دلیل علیہ بل قام الدلیل علی خلاق لانہ یوجب الاشتراک فی العطف والابتداء وعدم الاشتراک خیر کما مربل ھو حقیقۃ فی الاعراض.

کلمہ بل اور معنی وضعی

بعض وقت یہ دھوکا لگ جاتا ہے کہ ایک لفظ ایک معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور انسان خیال کرلیتا ہے کہ یہ اس لفظ کا وضعی معنی ہے اور درحقیقت وہ وضعی اور اصل معنی لفظ کا نہیں ہوتا لہٰذا وضع اور استعمال کا فرق لکھا جاتا ہے تاکہ کسی لفظ کے فہم میں کسی طرح کا خبط واقع نہ ہو وضعی معنی وہ ہوتا ہے جو کہ واضع نے لفظ کے مقابل معین کیا ہوتا ہے۔اور مستعمل فیہ

Marfat.com

وہ ہوتا ہے کہ وضعی اور اصل معنی چھوڑ کر کسی دوسرے مجازی معنی میں بوجہ کسی مناسبت کے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا جائے کہ میں نے انسان کو دیکھا تو مراد اس سے وہی زید، بکر اور خالد وغیرہ افراد وضعی ہوں گے اور اگر کہا جائے کہ میں نے شیر کو دیکھا ہے اور مراد وہی انسان ہے تو ظاہر ہے کہ شیر کا یہ معنی اصل اور وضعی نہیں ہے کیونکہ اصلی معنی تو اس کا وہ جانور دم دلا پھاڑ کھانے والا ہے پس شیر سے مراد انسان رکھنا اور اس میں استعمال کرنا مجازی معنی میں بوجہ کس مناسبت کے استعمال کرنا ہے۔ بہرصورت شیر کا اصل، معنی جانور پھاڑ کھانے والا ہے پس شیر سے مراد انسان رکھنا فقط مستعمل فیہ ہے نہ کہ وضعی معنی اور جیسے توفی کا لفظ اس کا وضعی معنی فقط کسی شے کا پورا لے لینا آگے پورا لے لینا روح سے ہو یا غیر روح سے اگر روح سے ہو تو پھر مع الامساک ہے یا مع الارسال یہ سب کے سب معنی وضعی کے افراد اور معانی استعمالیہ ہیں نہ کہ معنی وضعی اور پر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال مجازی معنی میں لفظ کو محض ایک گنا مناسبت استعمال کیا گیا ہے تو درحقیقت یہ لفظ کا معنی ہی نہیں۔

معنی وضعی اور لغت و تفسیر

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ لغت اور تفسیر لفظ بالخصوص لفظ مشق کا معنی مستعمل فیہ ذکر کرتے ہیں اور وضعی کو چھوڑ دیتے ہیں مثلاً اِلٰہ جس کا معنی وضعی معبود مطلق ہے۔ واجب ہو یا ممکن آدمی ہو یا جن کواکب ہوں یا ملائکہ حالانکہ لغت اور تفسیر میں اکثر جگہ الٰہ کی تفسیر بتوں سے کر جاتے ہیں دیکھو تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ اموات احیاء کی تفسیر کرتے ہیں اموات اصنام کے ساتھ اور کتب لغت لفظ الٰہ کے متعلق بھی اسی طرح درفشاں ہیں تو کیا یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اصنام لفظ الٰہ کا حقیقی وضعی معنی ہے ہرگز ہرگز نہیں بلکہ معبود مطلق جو وضعی معنی لفظ الٰہ کا ہے کا ایک فرد ہے اور معنی مستعمل فیہ بہرنہج یہ امر غور سے ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ وضعی معنی اور ہے اور مستعمل فیہ اور پہلا اصل اور حقیقی معنی ہے دوسرا مستعمل فیہ اور مجازی معنی ہے بعض سادہ لوحوں کو اسی وجہ سے کہ وہ حقیقی اور مجازی اور مستعمل فیہ معنی میں امتیاز نہیں کر سکتے

Marfat.com

سخت دھوکہ لگ جاتا ہے اوروہ سمجھ جاتے ہیں کہ مجازی اور مستعمل فیہ معنی وہی حقیقی اور اصل وضعی معنی ہے۔

لفظ رفع اور استعمال

رفع کا حقیقی اور وضعی اصلی معنی کسی چیز کا اوپر اٹھالینا ہے۔ دیکھئے صراح جلد۲ص ۱۶ رفع برداشتن وہو خلاف الوضع یعنی رفع کا معنی اوپر اٹھانے کسی شے کا ہے قاموس ص ۵۱۲ رفعہ ضد وضعہ یعنی رفع کا معنی کسی چیز کواوپر اٹھانا ہے جیسا کہ وضع کا معنی کسی چیز کوزمین پر رکھنا ہے منتہی الادب ص ۱۷۶ رفعہ رفعا بالفتح برداشت آزا خلاف وضعہ یعنی کسی چیز کو اٹھانا پس رفع اجسام میں حقیقی طور پر اوپر کی طرف حرکت اپنی اور انتقال مکانی مراد ہوگی اور رفع معانی میں مناسب مقام پھراگر کسی دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا تو وہ معنی مستعمل فیہ مجازی کہلائے گا جیسے تقریب منزلت وغیرہ اور یہ خیال کہ جس وقت رفع کا صلہ لفظ الیٰ ہو اس وقت رفع کا معنی تقریب اور مرتبہ ہوتا ہے جیسا کہ صراح میں ہے ''نزدیک گروانیدن کسی صلۃ الی کسی صلہ اول یعنی جب رفع کا صلہ الہ ہوتو معنی رفع کا رفع مرتبہ ہوتا ہے اور بالخصوص جبکہ رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح چیز ہو اور صلہ لفظ الیٰ ہو تو بغیر رفع رتبہ کے اور کوئی معنی متصور ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس وقت اگر لفظ سما کا بھی لفظ رفع کے ساتھ موجود ہو تب بھی معنی رفع منزلت اور مرتبہ کا ہی ہوگا جیسے حدیث شریف میں آیا ہے۔ اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة یعنی جب کوئی بندہ خاکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ساتویں آسمان تک رفع اور مرتبہ بلند فرماتا ہے محض غلط ہے کیونکہ رفع کا معنی ہر ایسی جگہ میں جہاں اس کا صلہ الیٰ واقع ہو رفع مرتبہ لینا ایک خبط ہے مجمع البحار میں ہے۔(۱) فرفعه الى يده اى رفعه الى غاية طول يده ليراه الناس فيفطرون یعنی ''آنحضرت ﷺ نے اس کو اپنے بازو برابر اوپر اٹھایا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ کر روزہ افطار کریں۔'' (۲) يرفع الحديث الى عثمان. یعنی

۱؎ اور فروتنی کا اظہار ہوتا ہے۔۱۲

Marfat.com

''راوی نے عثمان رضی اللہ عنہ سے حدیث کو مرفوعاً بیان کیا۔'' (۴) **یرفع الیه عمل اللیل قبل عمل النهار ای الی خزائنه یحفظ الی یوم الجن.** یعنی ''اعمال روز سے پیش تر اعمال رات اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچ جاتے ہیں یعنی اس جگہ اور مقرر کی طرف جس میں اعمال تا قیامت واسطے دینے جزا کے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح وہ رفع جو کہ رفع یدین میں استعمال کیا جاتا ہے اور صحاح ستہ میں موجود ہے ان سب محاوروں میں رفع مستعمل بالی ہے مگر رفع مرتبی کا معنی نہیں ہوسکتا بہر صورت یہ امر ثابت ہوا کہ ایسی ہر جگہ میں جہاں رفع کا صلہ الی آیا ہو وہاں پر یہ خیال کہ وہاں پر رفع مرتبی کے سوا اور معنی نہیں ہوسکتا، غلط ہے باقی رہا حوالہ صراح کے سو اس کے متعلق معروض ہے کہ صراح کا حوالہ پیش کرنا بالکل ناواقفی ہے کیونکہ والہ صراح کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاں کہیں رفع کا صلہ الی آتا ہے وہاں مراد رفع منزلت ہی ہوگا بلکہ اس کا طلب یہ ہے کہ کبھی رفع کا معنی رفع مرتبی بھی ہوتا ہے۔ جبکہ اس کا صلہ الی واقع ہو یعنی یہ معنی بھی لے سکتے ہیں یا یوں کہے رفع مرتبی کا معنی لفظ رفع ہے اس وقت ہوگا جبکہ اس کا صلہ الی واقع ہو نہ عکس یعنی یہ نہیں کہ جس جگہ رفع کا صلہ الی ہوگا وہاں رفع منزلت ہی مراد ہوگا جیسے کہا جائے گا کہ پانی کیا چیز ہے جواب میں کہا جائے گا ایک رقیق سیلابی چیز ہے اب اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جو رقیق اور سیلابی چیز ہوگی وہ پانی ہی ہوگی اور بس محض ایک جنون اور خبط ہے اسی طرح مفردات امام راغب میں بھی لفظ رفع کے متعلق مذکور ہے۔ **الرفع یقال تارة فی الاجسام المرضوعة اذا اعلیتها من مقرها و تارة فی البنا اذا طولته و تارة فی الذکر اذا نوهته وتارة فی المنزلة اذا شرفتها.** یعنی ''لفظ رفع چار معنوں پر بولا جاتا ہے ایک تو جسموں کو ان کی اپنی جگہ سے اوپر کی طرف اٹھانا اور دوسرا عمارت پر جبکہ اس کو بلند کیا جائے تیسرا ذکر پر جبکہ سا کو شہرت دی جائے۔'' چوتھا مرتبہ پر جبکہ اس کو بزرگی دی جائے اور اسی طرح لسان العرب میں سے ہیں جو لفظ رفع کے متعلق ہے **فی اسماء الله الرافع هو الذی یرفع المومن بالاسعاد واولیاء بالتقریب والرفع ضد الوضع** یعنی ''اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں الرافع (بلند کرنے والا) آیا ہے یعنی مومن سعید اور نیک بنا کر

Marfat.com

اور اپنے اولیاء اور دوستوں کو قرب عنایت فرما کر بلند اور رفیع الشان کرتا ہے پھر اس میں لکھا ہے کہ زجاج اس آیت کریمہ خافضہ رافعہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں تخفض اهل المعاصی و ترفع اهل الطاعة یعنی گناہ گاروں کو پست کرے گی اور نیکوں کا مرتبہ بلند کرے گی (یعنی قیامت) اور اس میں رفع کا معنی ایک اور بھی لکھا ہے کہ تقریب الشئی من الشئی ایک شے کو دوسرے کے قریب لے جانا اسی طرح نساء مرفوعات کے معنی لکھے ہیں نساء مکرمات یعنی وہ عورتیں جن کی تکریم کی جائے اور رفع فلاناً الی الحاکم کے معنی لکھے ہیں قربهٔ منه اس کو اس کے قریب کردیا اور رفع البعیر فی السیر کے معنی میں لکھا ہے بالغ وساذالک السیر یعنی کمال کو پہنچایا اور وہ سیر چلایا جس کو سیر مرفوع کہتے ہیں اور قرآن مجید میں آتا ہے رفعنا بعضهم فوق بعض درجات یعنی ہم نے بعض کو بعض پر بلند اور رفیع القدر بنایا ہے اور اس کا مرتبہ بلند کرتے اس کی تفسیر میں ابن کثیر فرماتے ہیں۔ لرفعناه بها ای لرفعناه من التدنس ۱۲ عن قاذورات الدنیا بالایات التی آیتناه ایاها. یعنی اس کو ہم اپنی آیتوں کے سبب جو کہ ہم نے اس کو دی ہیں دنیا کی غلاظت سے رفیع القدر بناتے۔ بیضاوی اور فتح البیان میں اسی کے قریب لکھا ہے ابن جریر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَلِلرّفع معانی کثیرة منها الرفع فی المنزلة عنده ومنها الرفع فی شرفی الدنیا وکارمها منها الرفع فی الذکر الجیل والثناء الرفیع وجائز ان یکون الله عنی کل ذالک انه لوشاء لرفعه فاعطاه کل ذالک. یعنی رفع بہت سے معنوں کو مشتمل ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کے حضور میں مرتبہ کی بلندی دوسرا دنیا میں بزرگی اور اس کے حصول مکارم میں تیسرا اچھے ذکر اور بلند تعریف اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب معنی مراد ہوں اور اگر وہ چاہتا تو سب دیتا اور اسی طرح حدیث میں اس دعا میں جو بین السجدتین پڑھی جاتی ہے رفع کا لفظ آیا ہے اور مراد اس سے مرتبہ ہے۔ اللهم اغفرلی وارحمنی واهدانی وارزقنی وارفعنی واجبرنی اے اللہ میرے گناہ معاف کر مجھ پر رحم فرما مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ مجھے رزق دے مجھے رفیع المرتبہ فرما۔ اور کسی کو پورا فرما ترمذی کی ایک روایت میں ہے۔ یرید

Marfat.com

الناس ان یضعوہ ویابی اللہ الاان یرفعھم لوگ ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں مگر اللہ انہیں عزت اور مرتبہ میں بڑھائے گا۔ کنز العمال میں ہے۔ فتواضعوا یرفعکم اللہ. تواضع کرو اللہ تعالیٰ تمہارا مرتبہ بلند کرے گا۔ بخاری میں ہے۔ رفع الی السماء رفعہ ضد وضعہ ومنہ الدعاء اللھم ارفعنی واللہ یرفع من یشاء ویخفض یعنی رفع الی السماء وضع کی ضد ہے اور اسی پر دعا ہے کہ اے اللہ میرا مرتبہ بلند کر اور ذلیل نہ کر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے پست کرتا ہے یہ سب کی سب عبارتیں ایسی ہیں جن سے ایک بھی ایسی عبارت نہیں جو کہ اس امر پر قطعاً دلالت کرے کہ رفع کا معنی حقیقی اور وضعی بس رفع مرتبی ہے جو کچھ ثابت ہے وہ صرف یہ کہ رفع کا اطلاق رفع جسمی اور رفع مرتبی پر ہوتا ہے نہ یہ کہ رفع کا معنی رفع مرتبی وضعی اور حقیقی معنی ہے اور رفع سے رفع جسمی کبھی مراد لے بھی نہیں سکتے کہ اپنی طرف سے لغت میں قیاس کرنا ہے جو کہ بالکل ناجائز ہے اور پھر اس وقت جبکہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ لغت اور تفسیر میں اکثر استعمال معنی لکھے جاتے ہیں کسی طرح بھی جائز نہیں کہ یہ کیا جائے کہ رفع کا معنی رفع مرتبی دیتی ہے اور بس بلکہ حق یہ ہے کہ رفع کا اصل اور وضعی معنی یہی ہے کہ ایک چیز کا اوپر اٹھانا اجسام میں باعتبار حرکت اپنی اور انتقال مکانی کے ہوگا۔ اور معانی بلحاظ مقام اور پھر جب کہ قرائن خارجیہ قرآن پاک، حدیث شریف اور اجماع سیاق وسباق سے رفع سے رفع جسمی ہی مراد متعین ہو جائے تو دوسرا معنی یعنی رفع مرتبی مراد لینا ہرگز جائز اور مناسب نہیں۔

قاعدہ محدثہ اختراعیہ

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا اور ان کے مرید بھی اسی خیال کے آدمی ہیں کہ لفظ رفع کا فاعل جبکہ اللہ تعالیٰ ہو اور صلہ اس کا لفظ الی ہو اور مفعول بہ اس کا ذی روح ہو تو اس کا معنی سوائے تقریب اور مرتبہ کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا بل رفعہ اللہ میں بھی بوجہ شرائط مذکورہ متحقق ہونے کے یہی تقرب الی اللہ مراد ہوگا مگر یہ سب خبط ہے کیونکہ اوّل تو یہ

Marfat.com

لوگ قواعد کی اور اصطلاحات کی قید کو تسلیم ہی نہیں کرتے مگر جہاں کہیں ان کا مطلب ثابت ہو۔ دوسرا یہ قاعدہ کسی ایسی کتاب میں نہیں جو کہ قواعد اور اصطلاحات میں لکھی گئی ہیں اور لغت میں ہونا کوئی مفید نہیں کیونکہ لغت کا یہ وظیفہ ہی نہیں کہ وہ قواعد بیان کرے۔ تیسرا اس لیے ہ یہ دلیل ظنی استقرائی غیر موید ہے جو کہ محض ظن کی مفید ہے نہ کہ یقین کی۔ چوتھا یہ کہ اس سے یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ رفع کا معنی ایسی ترکیب میں ہمیشہ رفع روحی ہی کا ہوا کرے گا فقط اتنا ثابت ہوا کہ رفع ایسی ترکیب میں مفید رفع منزلت کا بھی ہوتا ہے۔ پانچواں یہ کہ ایسی قیود بڑھانا خود ایک زبردست ثبوت ہے کہ رفع کا معنی حقیقی رفع روحی نہیں ورنہ قیدوں کا زیادہ کرنا محض بیکار ہے کیونکہ اصلی اور وضعی معنی محتاج قرینہ اور کسی امر خارجی کا ہرگز نہیں ہوتا۔ چھٹا یہ کہ اگر اس قاعدہ اختراعیہ کو مان لیا جائے تو وہ قواعد جن کے بغیر قرآن مجید کا سمجھنا نہایت ہی دشوار اور متعذر ہے اور قرآن کریم کی فصاحت اور بلاغت کا علم سوا ان کے ہو ہی نہیں سکتا ان کو کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا۔ جن سے روز روشن کی طرح رفع جسمی ثابت ہوتا ہے۔ ساتواں یہ کہ یہ قاعدہ اختراعیہ اگر مان لیا جائے تو اس مثال سے ٹوٹ جاتا ہے صحیح بخاری جلد اوّل ص ۵۴۹ میں ہے۔ ثم رفعت الی سدرۃ المنتہیٰ یعنی "پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔" دیکھئے یہاں صیغہ رفعت گو ماضی مجہول الفاعل ہے لیکن یہ فعل ایسا ہے جس کا فاعل درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ خلقت گو ماضی مجہول الفاعل ہے لیکن فاعل اس کا درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مفعول بہ ذی روح (یعنی آنحضرت ﷺ) ہیں اور صلہ بھی لفظ الیٰ ہے اور معنی مراد سدرۃ المنتہیٰ پر اٹھائے جانے کے ہیں نہ کہ رفع مرتبہ گو بطور کنایہ اس رفع کو مرتبہ اور تقرب لازم ہے کیا کوئی مرزائی وغیرہ اس کے خلاف کہہ سکتا ہے؟ کہ اس سے رفع جسمی مراد نہیں ہے بلکہ رفع سے مراد رفع روحانی ہے۔ ہرگز نہیں اور پھر اس کتاب کے خلاف جس کو مرزا بھی کتاب اللہ اصح الکتب مانتے ہیں۔ اٹھواں اس لیے یہ قاعدہ اختراعیہ غلط ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ لفظ خلق کا جہاں فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول بہ ذی روح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آدم اور حوا علیہم السلام کے ہو وہاں خلق سے مراد نطفہ سے پیدا کرنا ہے تو کیا اس سے خلق کا معنی نطفہ ہو جائے

Marfat.com

گا ہرگز نہیں بالکل غلط بلکہ دیکھا جائے گا۔ جہاں کہیں قرینہ اس امر پر قائم ہوا کہ نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے وہاں یہ مراد لیں گے نہ کہ ہر ایک جگہ ایسے ہی رفع کا لفظ جب قرائن خارجیہ اور سیاق وسباق سے رفع جسمی مراد ہو اوہی لیں گے حاصل یہ کہ رفع کا معنی ہر جگہ رفع رتبی لینا گو قرائن اور سیاق وسباق اس کے مخالف ہوں ہرگز جائز نہیں ہاں جس جگہ قرائن وغیرہ سے رفع رتبی اور تقرب روحانی کے مخالف نہ ہوں وہاں پر مراد لے سکتے ہیں یعنی یوں خیال فرمایا جائے کہ بلحاظ قرائن وسیاق وسباق ہمیشہ رفع جسمی لیں گے اور ان کے بغیر رفع روحانی لے سکتے ہیں نہ کہ یہ جہاں رفع مستعمل بالی ہوتا ہے اور فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول بہ ذی روح ہو وہاں رفع مرتبی ہی مراد لیں گے۔ ترکیب دلیل یوں ہوسکتی ہے یہ رفع مقید یعنی بلحاظ قرائن وسیاق و سباق ہے اور جو ایسا رفع ہوتا ہے وہ مفید رفع جسمی کا ہی ہوتا ہے لہٰذا یہ رفع مفید رفع جسمی کا ہے۔ یہ عرفیہ عامہ ہے جو بالکل صحیح ہے (۹) اور اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ یہ رفع مستعمل بالی ہے اور جو رفع ایسا ہوتا ہے وہ رفع منزلت پر دلالت کرتا ہے تو لہٰذا یہ رفع رفع منزلت پر دلالت کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس میں دوام نہیں ہے۔ بلکہ یہ مطلقہ عامہ ہے کیونکہ مطلقہ عامہ وہی قضیہ ہوا کرتا ہے جس میں حکم بالثبوت یا بالسلب فی وقت من اوقات وجود الموضوع کیا جائے اور یہاں اوقات ذات الموضوع مطابقت باصل واقعہ اور سیاق وسباق اور دلالت اور ارادہ یا عدم ان کا ہے پس بعض اوقات الذات میں یعنی بوقت مطابقت باصل واقعہ وسیاق وسباق و دلالت وارادہ مراد رفع منزلت ہوگی اور ان کے علاوہ اوقات میں دلالت رفع منزلت پر ہرگز نہیں ہوگی اور طالبعلم جانتا ہے کہ یہ قضیہ عرفیہ عامہ جو مفید دوام ہوتا ہے ہرگز نہیں بلکہ مطلقہ عامہ ہے جو کہ ثبوت الحکم فی وقت من الاوقات کا مفید ہوتا ہے کیونکہ عرفیہ عامہ میں حکم بدوام التسلب مابدوام الثبوت بشرط الوقت یعنی بوصف الفوان کیا جاتا ہے جیسے کل کاتب متحرک الاصابع بالدوام مادام کاتبا اور قضیہ مذکورہ میں یعنی الرفع المستعمل بالی، میں وقت مطابقت یا عدم مطابقت وغیرہ کو وصف اور عنوان موضوع نہیں ٹھہرایا گیا۔ (۱۰) اور نیز یہ شکل منتج نہیں ہے۔ ھذا الرّفع مستعمل بالیٰ. و کل الرفع ھکذا فھو یدل علی الرّفع الرّوحانی

Marfat.com

فهدا يدل على الرّفع الرّوحاني. کیونکہ کبری اگر مطلقہ عامہ ہے تو نتیجہ وہی مطلقہ نکلا جو کہ دوام کا قطعاً مفید نہیں اور اگر عرفیہ عامہ ہے۔تو حد لوسط مکرر نہیں کیونکہ صغریٰ میں محمول مطلقہ عامہ ہے اور کبریٰ میں موضوع عرفیہ عامہ ہے۔ گیارھواں یہ کہ اگر اس قاعدہ کو مان لیا جائے اور رفع سے مراد رفع روحی مراد رکھا جائے تو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور اجماع کا خلاف لازم آتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کا انکار موجب کفر ہے۔العیاذ باللہ۔

رفع الی اللہ سے مراد

رفع الی اللہ، صعود الی اللہ اور عروج الی اللہ وغیرہ سے مراد حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی امکان مقرر نہیں کر سکتے وہ لامکاں ہے اور بلحاظ وصف علم کے اس کو تمام مکانوں اور مکینوں کی طرف نسبت برابر ہے بلکہ مراد رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھانا ہے جو کہ ملائکہ مقربین کا محل اور مقر ہے قرآن مجید میں وارد ہے۔ واليه يصعد الكلم الطيب یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف کلمات طیبات چڑھ جاتے ہیں من والعمل الصالح يرفعه اور نیک عمل کو اللہ تعالیٰ اٹھا لیتا ہے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مکان کی طرف اٹھا لیتا ہے کیوں وہ لامکاں ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ اسی جگہ اور محل میں جو کہ اعمال صالحہ کے لیے اس نے مقرر کیا ہے اٹھا لیتا ہے جس کا نام علیین ہے اور حدیث میں ہے بخاری جلد اص ۴۵۷ عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبّی صلی الله عليه وسلم قال الملئكته يتعاقبون ملائكة بالليل وملائكة بالنهارِ ويجتمعون فی صلوٰة الجر والعصر ثم يعرج اليه الذين باتوا فيكم فيسالهم وهو اعلم بهم كيف تركتم عباد فقالوا تو كنا هم يصلون واتينا هم يصلّون. یعنی ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے آگے پیچھے آتے ہی کچھ رات کو اور کچھ دن کو اور نماز صبح اور عصر میں دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر چڑھ جاتے ہیں طرف اللہ تعالیٰ کی وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گذاری پھر اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے حالانکہ وہ

Marfat.com

زیادہ جاننے والا ہے کس حالت میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے اس حدیث میں عروج الی اللہ سے عروج الی السماء ہی مراد ہے نہ کوئی معنی اور عروج الی اللہ اور رفع اللہ کی ایک ہی صورت ہے اور صحیح مسلم جلد ا ص ۹۹ میں ہے۔ **یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النھار.** یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن کے عمل سے پیش تر رات کے عمل اٹھائے جاتے ہیں یہی معنی ہے جو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مکان ہے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ بلکہ صاف طور پر یہ حدیثیں آیت مذکورہ کی تفسیریں ہیں اور مرزا کو یہ بھی تسلیم ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد یہی ہے کہ آسمان کی طرف اٹھانا اور محل مقربین میں پہچان جس کو اعلیٰ علیین کہتے ہیں ازالہ اوہام ص ۱۰۴۹ آیت بل رفعہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں رفع سے مراد روح کا عزت کا ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔ ازالہ اوہام ص ۱۱۴۵ پر لکھتے ہیں کہ جیسا کہ مقربین کے لیے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں، علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔ ازالہ اوہام ص ۹۹۴ پر لکھتے ہیں بلکہ صریح، بدیہی طور پر سیاق وسباق قرآن مجید سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور نیز جبکہ رفع اللہ سے بقرائن خارجیہ الی السماء مراد ہوگا۔ تو وہی متعین اور مراد ہوگا بہرنہج عبارت متذکرہ بالا سے ثابت ہوا کہ مرزا کے نزدیک بھی رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا نام ہے اس لیے کہ جب آپ ارواح کے اٹھائے جانے کے جو کہ آسمان کی طرف ہے قائل ہیں جیسا کہ خود اس کو علیین اور آسمان کے لفظ سے تعبیر کر رہے ہیں تو اب بل رفعہ اللہ الیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسدہ العنصری اٹھائے جانے کا بیان ہے یا کہ بعد موت ان کے رفع روحانی کا ذکر ہے اور یہ کہنا کہ **رافعک الی و رفعہ الی الیہ و انی ذاھب الی ربی و یایتھا النفس المُطمئنۃ ارجعی الی ربک. واتخذ الی و بہٖ سبیلاً** وغیرہ الفاظ میں لفظ الیہ یا الیٰ ربی وغیرہ سے محض قرب ورفع مراد ہے اور بس محض قرب ورفع مراد ہے اور بس محض بودا پن ہے اس لیے کہ ہم نے مرزا کی تفسیر سے ثابت کر دیا

Marfat.com

ہے کہ اس سے مراد آسمان ہے دوسرے اس لیے کہ جب تفسیروں میں یہ معنی آچکا ہے اور مفصلاً بیان کیا گیا ہے کہ مراد آسمان اور علیین ہے تو صرف قرب اور رتبہ وغیرہ معنی کرنا تفسیر بالرای نہیں تو اور کیا ہے تیسرا اس لیے کہ الی ربی وغیرہ الفاظ سے اگر کبھی رب اور منزلت کا بھی معنی لیا جائے تو کیا اس سے قاعدہ کلیہ نکل آیا کہ خلاف اس کا جائزہ نہیں گو قرائن خارجیہ اس کے مخالف ہوں چوتھا اس لیے کہ ارجعی اِلٰی ربک میں مراد نفس انسان ہے نہ جسم مع الروح اور اس کا قیاس فاقتلوا انفسکم و خلقکم من نفس واحدہ وغیرہ پر کرنا محض بے جا ہے کیونکہ قتل نفس پر واقع نہیں ہو سکتی اور اسی طرح نفس اور روح سے ایجاد بھی عادت الٰہیہ کے خلاف ہے لہٰذا لامحالہ جسم اور ذات ہی مراد ہوگی بخلاف ارجع الی ربک کے کہ اس میں فس ہی مراد ہے کیونکہ جب خود نظم قرآنی میں لفظ نفس کا آچکا ہے اور کوئی محذوز و خدشہ عقلی (شرعی لازم بھی نہیں آتا تو بلاوجہ کیسے مان لیا جائے کہ یہاں سے مراد مع الروح ہے کہ نفس فقط لفظ صلب صلب جیسا کہ مجمع البحار اور لسان العرب میں صلیب سے مشتق ہے جس کا معنی خون اور چربی ہے لسان العرب میں ہے الصَلیب ھذا القتلة المعروفة مشتق من ذالک لام وہ کہ و صدیدہ یسیل یعنی صلب قتل کا ایک مشہور طریقہ ہے کیونکہ اس کی (جس کو صلیب دیا جائے) لہو اور پیپ بہ نکلتی ہے۔ دیکھئے صلب کا اصل معنی لہو اور پیپ کہہ رہے ہیں اور قتل کا خاص ایک فرد محقق و موجود بتاتے ہیں کہ وہ قتل معروفت ہے تاج العروس میں ہے الصلیب الروک یعنی صلیب ودک یا لہو کو کہتے ہیں اور اس کے آگے کہتے ہیں وسمی المصلوب لمایسیل من ودکہ و الصلیب ھذا القتلة المعروفة مشتق من ذالک لان ودکہ و صایدہ یسیل یعنی مصلوب کو مصلوب کہنے کی وجہ یہی ہے کہ اس کو لہو اور پیپ بہ نکلتی ہے اور صلب قتل کا ایک معروف طریقہ ہے جو اس سے یعنی صلیب سے مشتق ہے کیونکہ مصلوب کو لہو اور پیپ بہ نکلتی ہے کس قدر صاف ہے کہ صلب کا معنی لہو اور چربی اور پیپ ہے مگر چونکہ سولی پر چڑھانے اور جار میخ کرنے سے خون اور چربی بہتی ہے لہٰذا اس شخص کو جس کو سولی پر چڑھایا جائے مصلوب کہا جاتا ہے۔ تسمیہ السبب باسم المسبب مجازاً اور یہ

Marfat.com

بالکل جائز ہے مختصر المعانی میں ہے او تسمیۃ الشی باسم مسبہ نحو امطرت السماء بناتاً ای غثیاً لکون النبات مشبناً آسمان نے انگوری برسائی یعنی بارش برسائی، دیکھیے بارش سبب ہے انگوری سبب ہے اور مسبب کا اطلاق سبب پر کردیا ہے و ہکذا فی المطر ل و التجر ید والدسوقی وغیرہا من الکتب اور یہ نہیں کہ مصلوب کا اطلاق وحمل قبل از مقتولیت ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک تو اس لیے کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے دوسرا اس لیے کہ مرزا ازالہ اوہام ص ۳۷۸ سطر چار پر خود لکھتے ہیں منشاء ماصلبوہ کے لفظ سے یہ ہرگز نہیں کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا بلکہ منشا یہ ہے کہ جو صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا اس سے خدا تعالیٰ نے مسیح کو محفوظ رکھا تیسرا اس لیے کہ خود مانتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے۔ اور مصلوب یہی ہوتا ہے کہ صلیب پر چڑھایا ہوا۔ چوتھا اس لیے کہ صلیب بروزن فعیل ہے جو کہ بمعنی مفعول آیا کرتا ہے جیسا کہ جریح بمعنی مجروح قتیل بمعنی مقتول اور جب امر مسلم ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے تو قبل از مقتولیت کیا صلیب یعنی مصلوب نہیں ہوسکتا اور اس وقت فعیل بمعنی مفعول نہیں آسکتا ہے؟ بہرصورت یہ ثابت ہوا کہ قبل مقتولیت مصلوب کہہ سکتے ہیں لہٰذا گو صلب کا معنی بوجہ اپنے اشتقاق کے خون اور چربی ہے لیکن اگر کوئی قرینہ اس بات پر قائم ہوگیا کہ یہاں صلیب پر چڑھانا ہی مراد ہے تو یہی مراد اور متعین ہو جائے گا جیسا کہ آیت قتلوہ میں صلب کا معنی مجازی ہی بوجہ قرائن خارجیہ متعین ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح چونکہ سولی پر چڑھانا بھی منجملہ اسباب قتل سے ہے صلب کا اطلاق مجازی طور پر مسبب یعنی قتل پر ہوسکتا ہے چنانچہ لسان العرب سے مذکور ہوا الصلب القتلہ المعروفۃ یعنی صلب سے مراد قتل ہے اور یہ بھی جائز ہے۔ مختصر المعانی میں ہے۔ تسمیہ الشی باسم سببہ نحو رعینا الغیث ای النبات الذی سببہ الغیث. یعنی ہم نے بارش کو چرایا یعنی انگوری کو یہاں غیث سبب ہے اور انگوری مسبب ہے اور مسبب پر سبب کا معنی غیث کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ھکذا من التجرید ولائل الاعجاز والمفتاح وغیرھا من الاسفار اور یہ کہنا کہ صلب کا معنی ہڈی توڑنا ہے۔ قاموس میں ہے ولما قدم مکۃ اتاہ اصحاب

Marfat.com

الصلب ای الذین یجمعون العظام ویستخرجون و دکھاو بالدمون بہ یعنی جب آپ مکہ معظمہ میں آئے تو آپ کے پاس اصحاب صلب آئے یعنی وہ لوگ جو کہ ہڈیوں کو جمع کرتے ہیں اور چکنائی اور شوربہ نکالتے تھے۔ بالکل غلط ہے کیونکہ قاموس کا مفہوم صرف چکنائی کا نکالنا اور شوربہ نکالنا ہے اس لیے کہ صلب کا معنی چربی اور اصحاب الصلب کا معنی چربی نکالنے والے نہ یہ کہ صلب کا معنی ہڈی توڑنا ہے۔ اور اس خیال سے بھی صلب کا معنی ہڈی توڑنا نہیں ہوسکتا۔ کہ چربی اور چکنائی وغیرہ بغیر ہڈی توڑنے کے نکل نہیں سکتی ورنہ چاہئے کہ ایسی ہر چیز کو صلب کہا جائے جس کے بغیر چربی اور چکنائی نہ نکل سکے جیسے ذبح اور موت طبعی وغیرہ اور جب کہ صلب کا اطلاق ذبح اور موت طبعی پر نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کو صلب کا معنی قرار دیا جاسکتا ہے تو ہڈی توڑنا بھی صلب کا معنی ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پس ثابت ہوا کہ صلب کا معنی صرف خون اور پیپ و چربی کا نکالنا ہے اور قبل از قتل کسی شخص کو مصلوب کہنا مجازی طور پر ہوتا ہے۔

لفظ قتل

لسان العرب میں ہے۔ قتلہٗ اذا اماتہ بضرب اوحجر اوسم اوعلۃ اس نے اس کو قتل کر دیا جبکہ ضرب زہر وغیرہ سے اس کی موت واقع کر دی۔ تاج العروس۔ میں اس کے قریب ہے مفردات امام راغب میں ہے **اهل القتل ازالۃ الروح عن الجسد** اصل معنی قتل کے یہ ہیں۔ کہ روح کو جسم سے علیحدہ کر دیا جائے مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ قتل کا اصل معنی جان سے مار دینا ہے ہے کسی چیز سے ہو۔ لہٰذا جان سے مار دینے کے بغیر اگر کسی معمولی ضرب میں اطلاق کیا گیا تو معنی مجازی ہوگا مگر یاد رہے کہ قتل کا وضعی اور اصل معنی جان سے مار دینے کا ہے اور عندالاطلاق یہی مراد ہوگا مگر جبکہ کوئی خارجی امر اصلی معنی لینے سے مانع ہوا تو مجازی معنی ہی مراد ہوں گے۔ جیسا کہ آیت قتلوہ میں مجازی معنی قتل کا ہے۔

Marfat.com

تشبیہ

تشبیہ یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی مناسبت میں کی وجہ سے دل میں مشابہت دینا جیسے کہا جائے کہ زید بہادری میں مثل شیر ہے۔ تو زید کو ایک نسبت یعنی بہادری کی وجہ سے شیر کے ساتھ ہم نے مشابہت دی ہے۔ اور جس جگہ مشابہت ہوتی ہے وہاں چار چیز ہوں گی ایک مشبہ یعنی جس کو دوسری چیز کے ساتھ مشابہ بنایا جائے اور دوسری مشبہ بہ یعنی جس کے ساتھ مشابہت دی جائے اور تیسری وجہ مناسبت یعنی وہ چیز جس کی وجہ سے ہم نے مشابہت دی ہے اور چوتھی آلہ تشبیہ یعنی وہ حرف جو کہ تشبیہ مذکور پر دلالت کرے جیسے مثال مذکور میں زید مشبہ ہے اور شیر مشبہ بہ اور بہادری وجہ شبہ اور لفظ مثل آلہ تشبیہ۔ مگر یاد رہے کبھی تشبیہ میں بعض چیزیں حذف کر دی جاتی ہیں کبھی مشبہ کبھی وجہ مشابہت وغیرہ۔

یقین علم ظن شک: یقین مستحکم اور جازم اعتقاد کو کہتے ہیں مگر قابل زوال ہوتا ہے اور علم بھی اعتقاد و جازم اور مستحکم کو کہتے ہیں مگر قابل زوال نہیں ہوتا اور ظن اعتقاد جانب راجح کو کہتے ہیں اور شک جس میں حکم کی دونوں طرفوں میں برابر ہوں اور کبھی یقین ظن شک عدم علم پر بولے جاتے ہیں یعنی غیر اعتقاد جازم مستحکم پر۔

حقیقۃ و مجاز و کنایہ: حقیقت یہ ہے کہ ایک لفظ کو اس کے وضعی اور اصلی معنی میں استعمال کیا جائے اور مجاز یہ کہ ایک لفظ کو وضعی معنی کے علاوہ کسی اور معنی میں بوجہ کسی مناسبت کے استعمال کیا جائے اور اس میں شرط ہے کہ جس وقت مجازی معنی میں لفظ کو استعمال کریں گے اس وقت حقیقی معنی اس سے مراد نہیں لے سکتے اور کنایہ بھی مجاز ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس وقت کنائی معنی لیں گے حقیقی معنی بھی لے سکتے ہیں۔

ظاہری معنی اور تاویل: واضح رہے کہ آیت حدیث سے جو ظاہری معنی سمجھ میں آتا ہے وہی ماننا پڑے گا بشرطیکہ کوئی مانع عقلی یا یا شرعی موجود نہ ہو یہ امر ایسا روشن ہے کہ مسلم اس کا

Marfat.com

انکار نہیں کرسکتا حتی کہ مرزا کے خلیفہ اول مولوی نور الدین نے بھی جن کی بڑے زور سے مرزا نے توثیق کی ہے ضمیمہ ازالہ اوہام طبع اول ص ۸۔ تصنیف سلسلہ احمدیہ جلد ۳ ص ۱۳۱۷ میں لکھا ہے "ہر جگہ تاویلات و تمثیلات استعارات اور کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد منافق، بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الٰہی کلمات طیبات کو لاسکتا ہے اسی لیے ظاہر معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے اسباب قویہ اور موجبات حقہ کا ہونا ضروری ہے۔ دیکھئے کس قدر صاف ہے۔ کہ بغیر قرینۂ واضحہ کے اور حجت قاطعہ کے آیت اور حدیث کے ظاہری معنی ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے ورنہ دین ایک کھیل اور بازیچۂ اطفال بن جائے گا اور ہر ملحد بے دین اپنی رائے کے موافق قرآن مجید اور حدیث پاک کے معنی لے کر نیا مذہب ثابت کر دے گا۔

اب ہم امور متذکرہ بالا کے بعد ہم آیت مذکورہ الصدر سے وجوہ استدلال بیان کرتے ہیں جن کی وجہ سے امر متنازعہ فیہ میں یعنی فقرہ بل رفعہ اللہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ بجدالعنصری اٹھائے جانے کا بیان ہے یا کہ روح فقط کے اٹھائے جانے کا تذکرہ ہے روز روشن کی طرح حق حق اور باطل باطل ممتاز ہو جائے گا۔

وَمَا توفیقی اِلَّا باللّٰہِ وَمَا اُرِیدُ اِلَّا الاِصلاح

وُجوہِ استدلال

بعض وہ امور جن پر آیت مذکورہ کا سمجھنا موقوف تھا بیان کرنے کے بعد اب آیت متعلقہ کو دوبارہ شرعاً سرے سے ذکر کرتے ہوئے اس سے حیات مسیح علیہ السلام پر استدلال بیان کیا جاتا ہے غور سے سماع فرمائیے۔

قرآن مجید:

وَبِکُفْرِھِم وَقَوْلِکُم علٰی مریم بھتاناً عَظِیماً وَّقولھم اِنَّاقَتَلْنَا اَلْمَسِیحَ بِنْ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَاقَتَلوہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ

Marfat.com

لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا. (سورة النساء)

ترجمہ: "(اور یہودیوں پر اس وجہ سے بھی لعنت ہوئی) بسبب ان کے کفر کے اور بوجہ مریم (صدیقہ) پر بہتان عظیم لگانے سے اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ ہی اس کو سولی دیا بلکہ ان کے لیے اس کی طرح کا ایک شبیہ بنا دیا گیا اور بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا (عیسیٰ) کے بارے میں، وہ شک وشبہ میں ہیں۔ ان کے پاس اس کا کوئی صحیح ثبوت اور علم نہیں بجز گمان کی پیروی کے اور انہوں نے یقینی طور پر اس (عیسیٰ) کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھا لیا اور وہ غالب حکمت والا ہے۔"

(۱) اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ یہود اس پر اس وجہ سے لعنت پڑی کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے لہٰذا مسیح کو مقتول ومصلوب کہنا ملعون بننا ہے ثابت ہوا کہ مسیح ابن مریم زندہ ہے۔

(۲) یہود کا یہ قول کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے محض منہ کی بڑھے اور ظاہری بات واقعیت سے اس کو کوئی تعلق نہیں بلکہ واقع میں انہوں نے مسیح کو نہ قتل کیا نہ سولی دیا۔ بلکہ کسی اور یہودی کو مسیح کا ہم شکل بنا دیا گیا جس کو مسیح سمجھ کر انہوں نے اس کو قتل کر دیا تا کہ وہ ہمیشہ کے لیے اشتباہ میں پڑے رہیں چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا تو یہ یہودی اس شخص کے قتل پر حیران ہو گئے کہ اس شخص کا چہرہ دیکھتے ہیں تو مسیح کا چہرہ لگتا ہے اور باقی بدن کسی اور کا معلوم ہوتا ہے۔ جس پر بعض نے کہا کہ اگر یہ مسیح ہے تو وہ شخص جو پہلے گھر میں دیکھنے کے لیے گیا تھا وہ

Marfat.com

کدھر گیا اور اگر یہ وہ آدمی ہے تو مسیح کہاں گیا غرض اس میں کثرت سے اختلاف رونما ہوا یہودی ونصاری کے اکثر فرقے آج تک اسی اختلاف کا شکار ہیں اور محض اٹکل اور گمان کی پیروی کرتے چلے آرہے ہیں اور قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے ثابت ہوا کہ جب مسیح کی موت کی کوئی قطعی رائے ان کے پاس نہیں ہے تو مسیح زندہ ہے۔

(۳) فرمایا جب عیسیٰ بن مریم کو قتل وسولی نہیں دیا گیا تو اسی کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا۔ وجہ یہ کہ رفعہ کی ضمیر سے اسی چیز کی طرف اشارہ ہے جس سے قتل اور صلب کی نفی کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ قتل اور صلب روح معہ جسم کا ہوسکتا ہے نہ صرف روح کا۔ لہٰذا رفعہ سے بھی اسی روح اور جسم ہر دو کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ نے مسیح کو جسم اور روح دونوں کے ساتھ اٹھالیا ہے۔

(۴) بل رفعہ اللہ الیہ میں بل تردید یہ ہے جو کہ دو متضاد کلاموں میں آتا ہے جیسا قرآن میں وارد ہے وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً سبحٰنہ بل عباد مکرمون. ترجمہ" کفار نے یہ کہا کہ رحمٰن نے اولاد بنالی ہے فرمایا کہ وہ اولاد بنانے سے پاک ہے۔ وہ ملائکہ معزز بندے ہیں یہاں پر بل کے پہلے ولدیت اور بعد میں عبودیت ہے اور دونوں میں تضاد اور تنافی ہے اور آیت میں بل کے پہلے قتل وصلب ہے اور بعد میں رفع الی اللہ ہے اب اگر رفع الی اللہ سے مراد رفع روحانی مراد لی جائے تو ماقبل اور مابعد بل میں تضاد نہ رہا۔ بلکہ دونوں جمع ہوسکتے ہیں دیکھئے شہداء کا وجود قتل ہوجاتا ہے اور روح آسمان پر اٹھالی جاتی ہے دونوں کا اجتماع ہوگیا لہٰذا ضروری اور لازمی ہوا کہ رفع الی اللہ سے مراد وہی رفع جسمانی مراد رکھا جائے جس کا پہلے ذکر آرہا ہے۔

(۵) آیت مذکورہ میں سب ضمیریں مسیح کی ذات کی طرف رجوع کر رہی ہیں اور اس ذات کو چند اوصاف کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مسیح، ابن مریم، رسول اللہ ابن مریم

Marfat.com

عرفی نام ہے اور مسیح اور رسول اللہ اوصاف ہیں اور یہ تسمیہ اور اوصاف ذات پر اطلاق کی جاتی ہیں نہ کہ روح پر۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح سے پاک کرنے اور بنی اسرائیل سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کر رکھا ہے جیسا کہ ومطھرک من الذین کفروا اور اذ کففت بنی اسرائیل عنک اس پر دلالت کرتا ہے۔اب اگر مسیح کو قتل یا سولی چڑھانا وغیرہ اگر مان لیا جائے تو وعدہ میں خلاف لازم آتا ہے جو کہ ناممکن ہے ثابت ہوا کہ مسیح زندہ ہے۔

(۷) اگر رفع سے مراد رفع روحانی بصورت موت تسلیم کرلیں تو ماننا پڑے گا کہ وہ رفع یہود کے قتل اور صلب سے پہلے واقع ہوا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ھم بالحق یہاں پر ملاحظہ فرمائے کہ مجیت بالحق ان کے مجنون کہنے سے پہلے متحقق ہے نیز فرمایا ویقولون ء انا لتارکوا الھتنا لشاعرٍ مجنون بل جاء ھم بِالحقِ دیکھئے یہاں بھی مجیت بالحق ان کے شاعر مجنون کہنے سے پہلے ثابت ہے لہٰذا چاہئے کہ آیت کریمہ زیر بحث میں بھی رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل وصلب سے پہلے ہونا چاہئے حالانکہ ہمیں خود کہتا ہے۔کہ رفع روحانی بمعنی موت قتل وصلب یہود کے بعد متحقق ہوا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے نجات پاکر فلسطین سے کشمیر گئے اور وہاں عرصہ دراز تک یعنی ستاسی سال تک زندہ رہے پھر وفات پائی اور سرینگر کے محلہ خانیار میں مدفون ہوئے وہیں آپ کا مزار ہے۔(نعوذ باللہ)

(۸) رفع کا لفظ صرف دو نبیوں کے لیے مستعمل ہوا ہے۔حضرت عیسیٰ اور الیاس علیہ السلام کے لیے رفعہ اللہ الیہ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ورفعناہ مکاناً علیاً یہ ادریس علیہ السلام کے لیے اور ادریس علیہ السلام کا رفع قطعی اور حتمی طور پر جسمانی اندا پر ہے جیسا کہ تفاسیر معتبرہ میں ہے روح المعانی جلد ۵ ص ۱۸۷

Marfat.com

کبیر ج ۵ ص ۵۴۵ معالم التنزیل ج ۳ ص ۸ در منثور ج ۴ ص ۲۷۶ اور خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۷۴ فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۴۱ والجواہر ج ۲ ص ۱۸۵ فتح البخاری ج ۳ ص ۲۲۵ عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۲۷ پر بھی یوں ہی ہے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا بھی رفع جسمانی ہونا چاہیے دونوں میں رفع اللہ ہی کا فعل ہے۔

ثابت ہوا کہ مسیح زندہ ہیں

(۹) قرآن میں آپ کے متعلق ہے وایدنا بروح القدس ہم نے مسیح کی روح اللہ یعنی جبرئیل سے تائید کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا رفع جسمانی ہوا کیونکہ رفع روحانی پر حضرت عزرائیل علیہ السلام مقرر ہیں۔

(۱۰) یہ کلام قصر الموصوف علی الصفۃ قصر قلب کی صورت میں ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل وصلب پر مقصور ہیں رفع جسمانی ان کے لیے ثابت نہیں اور قصر قلب میں ہر دو صفیں آپس میں متغائر اور متنافی ہوتی ہیں جیسا کہ مختصر المعانی مطول وغیرہ کتب بلاغت میں مذکورہ ہے اور یہاں پر دو اوصاف ایک قتل وصلب ہے اور دوسری رفع الی اللہ ہے۔ اب اگر رفع سے رفع روحانی مراد لیا جائے تو ہر دو وصف قتل وصلب اور رفع روحانی میں منافاۃ اور تغائر نہیں ہوگا بلکہ دونوں کا اجتماع جائز ہے جیسا کہ مقتول فی سبیل اللہ میں قتل اور رفع روحانی ہر دو جمع ہو جاتے ہیں تو اس وقت علم بلاغت کا مسلمہ قاعدہ ٹوٹ گیا۔ اور یہ درست نہیں کیونکہ یہ قواعد قرآن مجید سمجھنے کا میعار ہیں اور اگر رفع سے مراد رفع جسمانی مراد لیں جیسا کہ سیاق وسباق چاہتا ہے تو اس تقدیر پر دونوں کا اجتماع ناممکن ہے جس پر مدعی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی ثابت ہے۔ وَھو المطلب۔

(۱۱) نوٹ: قصر الموصوف علی الصّفۃ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کی چند اوصاف میں سے صرف ایک کو اس کے لیے ثابت کرنا اور بقیہ اوصاف کی نفی کرنا۔

Marfat.com

اور قصر الصفة علی الموصوف کا معنی یہ ہے کہ ایک وصف کو جو کہ چند اشخاص کی صفت بن سکتی ہے صرف ایک کے لیے ثابت کرنا اور باقی افراد سے نفی کرنا۔

قصر قلب یہ ہوتا ہے کہ متکلم مخاطب کے اعتقاد کے برعکس حکم کرے اوّل کی مثال مازید الاقائم دوسرے کی قائم الازید تیسرے کی مازید الا قائم جبکہ مخاطب مازید الاقاعد اعتقاد رکھتا ہو یہود کا دعوی تھا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی طور پر قتل کر دیا ہے۔ جیسا کہ انا قتلنا المسیح۔ الایۃ کہ ان کا کئی وجھوں سے موکد کر کے لانا اس پر صریح دلالت کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ما قتلوہُ یقیناً کہہ کر رد کر دیا ہے کہ یہود کا مسیح کو یقینی قتل کرنا ظاہری دعویٰ ہے جو کہ بالکل غلط ہے کیونکہ ہم نے ان کو کلی طور پر یہودی ہتھکنڈوں سے بچاتے ہوئے اوپر اٹھالیا ہے اس سے یہ وہم بھی اڑ گیا کہ یہود کو مسیح علیہ السلام کے قتل میں بفحواء لفی شک منہ تھا کیونکہ یہ شک مقتول میں تھا کہ یہ کون ہے نہ کہ مسیح میں کیونکہ وہ تو مجسمہ اٹھا لیے گئے۔

(۱۲) اگر رفع سے رفع روانی مراد لیا جائے تو آیت کے آخر میں وکان اللہ عزیزاً حکیمًا۔ ارشاد فرمانا موزون معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ایسا کلام اس وقت کہا جاتا ہے جب وہاں کوئی خلاف عادت یا اہم کردار کا سامنا کرنا پڑے۔

اور ظاہر ہے کہ رفع روحانی جو کہ قابض الارواح ملائکہ کا دائمی معمول ہے قطعاً اس کا متقاضی نہیں کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنی سطوت اور قدرت کاملہ کا اظہار کرے اور نہ ہی واقع روحانی کسی حکمت کا داعی ہے کہ حکیم کہا کیوں کہ ارواح کا محل و مقام معین ہے البتہ رفع جسمانی عام حالات کی وجہ سے واقعی ایک اہم معاملہ معلوم ہوتا ہے جس پر ارشاد فرمایا کہ انسانی قوت کے لحاظ سے گو یہ ایک اہم واقعہ ہے لیکن ہماری قدرت کے مقابلہ میں یہ کوئی بات نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۱۳) یہ قاعدہ ہے کہ جب رفع کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح اور صلہ لفظِ الیٰ ہو تو رفع سے مراد رفع روحانی ہوتا ہے اور آیت میں ایسا ہی ہے جس سے ثابت ہوا کہ آیت میں رفع سے مراد رفع روحانی ہے۔

Marfat.com

جواب: یہ کہ یہ قاعدہ کسی ایسی کتاب میں نہیں ہے جو قواعدِ ضروریہ پر مشتمل ہو۔

(۲) یہ کہ کسی لغت میں ایسا ہونا مفید مطلب نہیں ہوسکتا کیونکہ لغات میں اصطلاحی وعرفی قواعد کا ذکر نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ کتب لغت کا وظیفہ ہے۔

(۳) یہ قاعدہ اور دلیل ظنی ہے جو کہ قطعیت کی مفید نہیں ہے۔

(۴) اس سے صرف اتنا صرف ہوا کہ اس ہیئت پر رفع کا معنی رفع اور روحانی ہوسکتا ہے نہ یہ کہ ایسی ترکیب ہمیشہ رفع روحانی کی مفید ہوتی ہے۔

(۵) ایسی شرائط کا لگانا، بذات خود اس کا ثبوت ہے کہ یہ معنی حقیقی نہیں ہے کیونکہ حقیقی اور وضعی معنی قرینہ اور امر خارجی کا محتاج نہیں ہوتا۔

(۶) یہ کہ اگر اس سے قاعدہ کو مان لیا جائے تو وہ اس مثال سے ٹوٹ جاتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ ثم رفعت الی سدرۃ المنتہیٰ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا یہاں بھی فاعل درحقیقت اللہ ہی ہے کیونکہ یہ فعل بجز اللہ کے اور سے متصور نہیں ہوسکتا ورمفعول بہ ذی روح ہے یعنی حضور علیہ السلام ہیں اور صلہ بھی لفظِ الیٰ ؎ ہے مگر معنی سدرۃ المنتہیٰ پر بجسمہٖ اٹھائے جانے کے ہیں نہ کہ رفع روحانی۔ اس کی مثال یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ لفظ خلق کا فاعل جہاں پر اللہ ہی اور مفعول بہ ذی روح ہو بجز عیسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے وہاں خلق سے مراد نطفہ سے پیدا کرنا ہے تو کیا اس سے خلق کا معنی نطفہ ہو جائے گا ہرگز نہیں بلکہ دیکھا جائے لا کہ اگر کوئی قرینہ خلق سے نطفہ مراد لینے پر قائم ہوا تو نطفہ مراد لیں گے ایسے ہی رفع جب قرائن وامرو خارجیہ کی وجہ سے رفع جسمانی پر دلالت کرے۔ رفع جسمانی مراد لیں گے ورنہ رفع روحانی۔ حاصل یہ کہ جہاں پر قرائن خارجیہ رفع روحانی مراد لینے کے خلاف نہ ہو وہاں پر رفع روحانی ہوگا۔ ورنہ رفع جسمانی متعین ہوگا۔

(۷) اگر رفع سے رفع روحانی مراد لی جائے تو قرآن، حدیث اور اجماع امت کا خلاف لازم آتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔

Marfat.com

سوال: لفظ الی انتہاء غایہ اور مکان کے لیے ہوتا ہے تو لازم کہ اللہ کے لیے کوئی مکان ہو جسکی طرف وہ اٹھا لیتا ہے حالانکہ وہ مکان و جہت سے منزہ اور پاک ہے۔

جواب: یہ ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد آسمان کی طرف اٹھایا ہے جو کہ ملائکہ مقربین اور اعمال صالحہ کا مقام و محل ہے۔ دیکھئے قرآن میں ہے۔ والیہ یصعد الکلم الطیب. یعنی اللہ کی طرف کلمات طیبہ چڑھتے ہیں۔ یعنی اس مکان اور محل کی طرف اٹھا لیتا ہے جو کہ اعمال صالحہ کے لیے اس نے متعین کر رکھا ہے جس کا نام علیین ہے جیسا کہ خود مرزا نے رفع الی اللہ کا یہی معنی کیا ہے۔ ازالہ اوہام ص ۱۱۴۵ پر لکھتا ہے کہ جیسا کہ مقربین کے لیے یہ بات ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہے اور ازالہ ص ۱۱۴۹ پر آیت بل رفعہ اللہ کے متعلق لکھتا ہے رفع سے مراد روح کا عزت کے ساتھ اٹھائے جانا ہے جیسا کہ وفات کے بعد موجب نص قرآن اور حدیث کے ہر ایک مومن کی روح عزت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے اسی طرح ازالہ ص ۹۹۴ پر ہے صاف ثابت ہے کہ رفع الی اللہ سے مراد مقام مقربین میں اٹھایا جانا ہے۔ نہ یہ کہ کوئی مقام اللہ کا ہے جس کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔

(۱۰) رفع کا معنی قرائن اور امور قیاسیہ اختراعیہ کی وجہ سے رفع روحانی لینا نصوص شرعیہ کے ظاہر کے خلاف ہے لہذا باطل ہے کیونکہ مسلمہ ہے کو نصوص شرعیہ کو ظاہری معنی پر رکھا جائے گا۔ (شرح عقائد وغیرہ) جیسا کہ خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب کے ضمیمہ ازالہ اوہام طبع اوّل ص ۸ و تصنیفات سلسلہ احمدیہ ج ۳ ص ۱۳۱۷ پر تحریر ہے ”ہر جگہ تاویلات و تمثیلات، استعارات اور کنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد منافق بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق کلمات طیبات کو لا سکتا ہے۔

Marfat.com

کس قدر صاف و روشن ہے کہ آیات و نصوص کو ظاہر پر محمول کیا جائے گا..........ثابت ہوا کہ رفع سے مراد رفع جسمانی ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العصری آسمان پر اٹھالیا گیا۔

(۱۶) سوال: ماقتلوہ وماصلبوہ کا معنی یہ ہے کہ مسیح کو سولی دے کر نہیں مارا گیا اور نہ ہی جان سے مارا گیا یہ معنی نہیں کہ ان کو سولی پر چڑھایا بھی نہیں گیا۔ اور نہ ہی انہیں مار پیٹ ہوئی بلکہ ان کو سولی پر چڑھایا گیا اور مارا پیٹا بھی گیا۔

جواب: یہ ہے کہ یہ نصوص شرعیہ اور آیت کے ظاہری معنی کے خلاف ہے نیز یہاں پر ماصلبوہ و ماقتلوہُ کا آیات واحادیث و اجماع امت کے پیش نظر مجازی معنی مراد ہے یعنی مسیح علیہ السلام کو نہ سولی پر چڑھایا گیا اور نہ ہی مارا پیٹا گیا بلکہ صحیح و سالم اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔

(۱۷) نیز اگر یہ معنی لیا جائے کہ مسیح کو سولی پر چڑھایا گیا اور مارا پیٹا گیا سولی پر قتل نہیں ہوئے تو معنی ماقتلوہ کا یہ ہوا کہ مسیح قتل نہیں ہوئے اور سب کچھ ہوا تو دوسری آیات سے تعارض آتا ہے دیکھئے قرآن مجید میں آپ کی حمایت میں ارشاد ہے واذ کففت بنی اسرائیل عنک یعنی میری یہ نعمت بھی یاد رکھئے کہ میں نے اپنی قدرت کاملہ سے یہود کو تمہارے نزدیک آنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ بلکہ اپنی حکمت عملی سے ان کی ہر سازش سے تم کو بال بال بچایا۔ اب اگر کہیں کہ مسیح کو قتل نہیں کیے گئے۔ ان کو سول پر چڑھایا گیا اور ان کو مارا پیٹا بھی گیا تو ظاہر ہے کہ اس کلام کے خلاف ہوگا ثابت ہوا کہ مسیح زندہ بجسدہ العصری آسمان پر اٹھالیے گئے اور اب تک وہاں بقید حیات موجود ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ بہرنہج اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات زمین پر سے اٹھائے گئے اور اب تک وہاں پر زندہ ہیں اور

Marfat.com

قیامت سے پہلے آسمان سے زمین پر اتریں گے۔

ھذا ھو المرام وَالمقصود ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین.

ترجمہ: ”اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازش کی اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے خلاف خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے...... رہی یہ بات کہ یہود کی خفیہ سازش کیا تھی اور اللہ کی خفیہ تدبیر کیا سو مفسرین کی وضاحت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہود کی خفیہ سازش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی تھی اور اللہ کی تدبیر خفیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے اور زندہ آسمان پر اٹھانے کی تھی تو یہودیوں کی خفیہ سازش ناکامیاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر غالب اور کامیاب ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والا ہے ناممکن ہے کہ کسی کی سازش اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر غالب آئے قرآن مجید میں اس کی تائید موجود ہے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ ان کی قوم نے خفیہ طور پر یہ طے پایا کہ رات کو صالح علیہ السلام اور اس کے اہل واعیال پر شب خون مارا جائے اور سب کو قتل کیا جائے بعدہٗ ان کے ورثہ کو کہہ دیں کہ ہم تو اس موقعہ پر موجود ہی نہ تھے۔

اللہ فرماتا ہے۔ ومکروا مکراً و مکرنا مکراً وھم لایشعُرون.

ترجمہ: انہوں نے (صالح علیہ السلام) کے قتل کی خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی (ان کو بچانے کے لیے) خفیہ تدبیر کی کہ ان کو پتہ تک نہ ہوا تو دیکھ لو ان کے مکر کا کیا حال ہوا بلاریب ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا...... ملاحظہ فرمایئے اس آیت کریمہ میں بھی مکروا کے بعد مکرنا ہے۔ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کے قتل کی خفیہ سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بچانے کی تدابیر کی آخرکار اللہ تعالیٰ ہی کی تدبیر غالب آئی کہ صالح علیہ السلام زندہ وسلامت رہے اور قوم کلی طور پر تباہ و برباد ہوگئی اور ملاحظہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا........ **واذ یمکربد الذین کفروا لیثبوک اویقتلوک اور یخرجوک ویمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین.** ترجمہ ”اور (اے پیغمبر) یاد کرو جب کفار

Marfat.com

تمہارے متعلق سازش کر رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں اور وہ بھی خفیہ سازش کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے غور فرمایئے کہ اس آیت کریمہ میں بھی یمکرون کے بعد ویمکر اللہ ہے کفار مکہ نے حضور ﷺ کے خلاف آپ کے قتل وغیرہ کی خفیہ سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی حفاظت کے لیے خفیہ تدبیر کی آخر الامر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر غالب آئی کہ آپ کو صحیح وسالم مدینہ طیبہ پہنچا دیا اور کفار کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

نمبرا...... یونہی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں فرمایا ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین. کہ یہود نے ان کے قتل کی سازشیں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی خفیہ تدبیر کی کہ دشمنوں سے بال بال بچا کر آسمان کی طرف ہجرت کرا دی...... ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات آسمان پر موجود ہیں۔

فائدہ: حضور علیہ السلام کی ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی اس لیے کہ آپ کے اجزائے جسمیہ مدینہ طیبہ کی مبارک زمین سے لیے گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت آسمان کی طرف ہوئی اس وجہ سے کہ ان کے اجزائے جسمیہ آسمان سے حضرت جبرئیل امین لائے تھے اور جہاں سے کسی کے اجزائے جسمیہ آتے ہیں اسی جگہ اس کی ہجرت ہوتی ہے اور ہجرت کے بعد واپسی ضرور ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہجرت کے کچھ عرصہ کے بعد مکہ فتح کرنے کے لیے تشریف فرما ہوئے اور اہل مکہ آپ پر ایمان لائے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی فتح اسلام کے لیے ضرور زمین پر تشریف لائیں گے اور اہل کتاب (جو اس وقت موجود ہوں گے) آپ پر ایمان لائیں گے............

نمبر۲........... نیز آیت کریمہ سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر دو تدبیریں متغائر ہیں کیونکہ عربی قاعدہ کی بنا پر جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جملہ کی صفت نکرہ ہوتی ہے اور مشہور ہے کہ نکرہ کا اعادہ بصورت نکرہ مغائرت حقیقی کو چاہتا ہے اور

Marfat.com

یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہر دو تدبیر آپس میں منافی اور متغائر ہوں اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر بصورت قتل کہ اس صورت میں تغائر ہوگیا اور خدا تعالیٰ کی تدبیر کا غلبہ بھی بصورت اتم ثابت ہوگیا۔ حیات مسیح کا ثبوت بھی واضح ہوگیا۔ اور اگر اللہ کی تدبیر رفع روحانی السماء ہو تو یہود کی مراد پوری ہوگی کہ وہ آپ کا قتل ہی چاہتے تھے وہ ہوگیا جس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر مقابلہ کامیاب نہ ہوئی۔ اور یہ صریح باطل ہے۔

وان من اهل الکتاب الالیوم فنّ به قبل موته و یوم القیامة یکون علیهم شهیداً۔

ترجمہ: اور کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہوگا مگر وہ البتہ ضرور ایمان لائے گا۔ عیسیٰ (علیہ السلام) پر ان کی موت سے پہلے اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے............

اس آیت مبارکہ کہ جمہور مفسرین نے تفسیر کی ہے کہ بہ اور موتہ کی ہر دو ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہی راجع ہوتی ہیں جیسا کہ سیاق و سباق کا بھی یہی تقاضا ہے۔ بلکہ خود نبی کریم روف رحیم ﷺ اور صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ ملاحظہ ہو...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا............

والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلا فیکسوا الصلیب و یقتل الخنزیر ویضع الحرب و یفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدة الواحده خیراً له من الدنیا وما یها ثم یقول ابوهریره و اقرؤا ان شئتم و ان من اهل اکتاب الالیومن به قبل ؟؟ویوم القیامة یکون علیهم شهیداً۔ (بخاری ج ا ص ۴۹۰ مسلم ج ا ص ۸۸)

ترجمہ: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بے شک

Marfat.com

عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور آں حالانکہ وہ حاکم عادل ہوں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جنگ کو ختم کریں گے اور اس قدر مال بہائیں گے۔ کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا اور اس وقت ایک سجدہ دینا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اگر چاہو تو اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھو............ اس پر مرزائی حضرات یہ سوال کرتے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نہیں۔"

یعنی واقرؤا ان شئتم بلکہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا اپنا استنباط ہے جو کہ حجت اور دلیل نہیں ہوسکتا مطلب یہ کہ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ مگر اس کا جواب یہ ہے کہ سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ کل حدیث ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ کہ ابو ہریرۃ کی تمام احادیث مرویہ مرفوع ہیں (شرح معانی الاثار ج ص ۱۱) گو بظاہر موقوف دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے ملاحظہ فرمائیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

یوشد ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلا یقتل الخنریر ویکسر الصلیب الجنریة ویفیض المال حتی یکون السجدة الواحدة لله رب العالمین واقروا ان شئتم وان من اهل الکتاب الالیومنن به قبل مرته مرت عیسٰی ابن مریم.

درمنثور ج ۲ ص ۲۴۲۔

ترجمہ: "عنقریب تم میں سے ابن مریم نازل ہوں گے اس حال میں کہ وہ حاکم عادل ہوں گے دجال اور خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ ختم کردیں گے اور مال کو بہادیں گے یہاں تک کہ سجدہ صرف رب العالمین کے لیے ہی ہوگا اور اگر چاہو تو ....تصدیق

Marfat.com

کی خاطر یہ آیت پڑھو۔ **وان من اھل الکتاب الالیومن بہ قبل موتہ عیسیٰ علیھما بن مریم......"**

دیکھئے یہ روایت مرفوع ہے اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ جس میں **مرقوم قبل موتہ مرت عیسیٰ ابن مریم......** اسی طرح حضرت قتادہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں دیکھو ابن جریر ج ۶ ص ۱۲ ور منثور ۲۴۱ جلد دوم......

بہرنج روز روشن سے زیادہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ آسمان پر زندہ اٹھالیے گئے اور قیامت سے پیش تر دوبارہ آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے۔ اور حکم دیں گے کہ صلیب کو توڑ دو اور خنزیر کو قتل کر دو اور دجال کو قتل کریں گے اور عادلا حکومت کریں گے وغیرہ وغیرہ

قرآن مجید میں ہے۔

اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفرو و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون.

ترجمہ: آپ اس وقت کو یاد کریں جبکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بے شک میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھانے والا ہوں اور تجھے پاک کرنے والا ہوں ان لوگوں کی (سازشوں اور تہمتوں) سے جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے اور جنہوں نے تیری پیروی کی ان کو تا قیامت (تیرے) منکروں پر غالب کرنے والا ہوں پھر تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پس (اس وقت) میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان (ان امور کا) جن میں تم اختلاف

Marfat.com

کرتے رہے ہو۔

وجہ استدلال: اس طرح ہے کہ یہاں متوفی کا لفظ وفا سے نکلا ہے اور وفی کا اصلی وضعی معنی اور حقیقی معنی اخذ الشئی وافیاً یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا کہ کچھ باقی نہ رہے تفسیر صاوی جلد اوّل ص ۲۹۸ برحاشیہ جلالین یستعمل تفسیر جلالین جلد اول ص ۲۹۸ و التوفی اخذ الشیی وافیاً یعنی توفی کسی چیز کو پورے اور کامل طور پر پکڑنے کو بولتے ہیں.......... جامع البیان ص ۱۱۱ پر ہے والتوفی اخذ الشیی وافیاً توفی کسی چیز کے پورے طور پر لینے کو کہتے ہیں.......... ابو سعود ج ۴ ص ۳۳۲۔

فان التوفی اخذ الشیی وافیاً بلاشبہ توفی کس پورے طور پر لینے کو بولتے ہیں۔ تفسیر فتح البیان میں ہے جل ۳ ص ۱۳۲ فلما توفیتی الی السماء واخذتنی وافیاً بالرفع یعنی توفیتنی کا مطلب یہ ہے کہ جبکہ تو نے مجھ کو پورے طور پر آسمان پر اٹھالیا۔ روح المعانی میں ہے فلما توفیتنی ای قبضتنی بالرفع الی السماء...... اسی طرح، معالم ص ۳۰۸ جمل ج ۱ ص ۴۵۸۔۶۵۸ بیضاوی ج ۱ ص ۲۱۹ در منثور ج ۱ ص ۲۳۹ سراج المنیر ج ۱ ص ۲۰۵ مدارک ج ۱ ص ۲۴۱ وغیرہ تفاسیر معتبرہ میں ہے۔

قرآن مجید میں بعض آیات کریمہ سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ. ترجمہ "اور بجز اس کے نہیں کہ تم بروز قیامت اپنے (نیک اعمال کا) پورا پورا اجر دیئے جاؤ گے۔

ثم توفی کل نفس ما کسبت و ھم لا یُظْلِمُوْنَ. ترجمہ "پھر ہر نفس پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کیا اور ان پر ظلم ہرگز نہیں کیا جائے گا...... ان ہر دو آیات کریمہ سے واضح ہوگیا کہ توفی کا معنی پورا پورا لینا ہے۔

توفی کا مجازی معنی

مذکورہ بالا حوالجات سے ثابت ہوا کہ توفی کا اصلی اور حقیقی معنی تو کس چیز کو پورا پورا

Marfat.com

لینا ہے مگر کسی مناسبت کیوجہ سے مجازی طور پر اور معنی میں بھی اسے استعمال کیا جاسکتا ہے مثلاً کبھی موت کے معنی میں توفی کو لیا جاتا ہے کیونکہ موت کے وقت روح کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں وارد ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا. اور حتی یتوفا هن الموت اور کبھی نیند میں توفی کو استعمال کر لیا جاتا ہے کیونکہ نیند عقل ادراک، تمیز، شعور اصعاوالی السماء میں کو پورا پورا لیا جاتا ہے جیسا قرآن میں فرمایا وھو الذی یتوفاکم باللیل اور وہی ہے جو تمہیں رات کو پورا پورا لے لیتا ہے اور کبھی اجروثواب میں توفی کو استعمال کیا جاتا ہے۔قرآن مجید میں ہے وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ. بلاشبہ روز قیامت تم پورا پورا اجر دیئے جاؤ گے علامہ زمخشری، اساس البلاغۃ ج ۲ ص ۳۰۴ مصری پر ہے۔ ومن المجاز توفی وتوفاہ اللہ ای ادرکتہ الوفاۃ. تاج العروس شرح قاموس جلد دہم ۳۹۴۳ پر ہے۔ ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ اذا ودن علیہ الموت ثابت ہوا کہ توفی کا حقیقی معنی تو وہی کسی چیز کو پورا پورا لینا ہے لیکن مجازی طور پر بوجہ کسی مناسبت کے اور معنی پر بھی اس کو بولا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ توفی کو مجازی طور پر موت نیند اجر رفع الی السماء وغیرہ پر بولا جاتا ہے مگر حقیقی اور اصلی وضعی معنی وہی کسی چیز کو پورا پورا لینا ہے۔اس بنا پر آیت کریمہ کا معنی یہ ہوا۔ جب کہ کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ بے شک میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ صرف روح کا نام نہیں ہے بلکہ روح وجسم ہر دو کا نام ہے نیز متوفیک اور رافعک میں کاف خطاب سے مراد روح صرف نہیں بلکہ روح اور جسم دونوں مراد ہیں اسی طرح تطہیر۔ کا متعلق بھی جسم ہے نہ کہ روح یوں ہی فوقیت وغلبہ جسم سے ہی متعلق ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ معنی یہ ہے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں۔

نیز فرض کیجئے کہ توفی تمام معنی میں برابر اور ایک طرح پر استعمال ہوتی ہے تو گویا تو فی سب معنوں میں مشترک ہے۔اور قاعدہ یہ ہے کہ جو لفظ مشترک ہو یعنی اس کے متعدد معنی ہوں تو جب تک کسی معنی پر قرینہ نہ پایا جائے تو اس وقت تک اس کا کوئی معنی مراد نہیں لے سکتے اور ظاہر کہ قرآن وحدیث اجماع سیاق سباق واقعات سب قرینہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام اب تک زندہ ہیں لہٰذا توفی کا معنی مراد یہی رفع الی السماء ہی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح دلیل میں اگر ایسا لفظ لایا جائے جس میں کئی ایک احتمال نکل سکیں تو بحوائے اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال پس اس آیت کریمہ سے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل لانا قطعاً درست نہیں۔

تنبیہ: مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس آیۃ کریمہ کی تشریح وتفصیل میں ذرا سا نزاع ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک جماعت اس آیت میں تقدیم کو تاخیر کی قائل ہے یعنی لفظ میں گو متوفیک پہلے ہے لیکن درحقیقت وہ پیچھے ہے اصل عبارت یوں ہے۔ الی رافعک الی ثم متوفیک. اور دوسری جماعت تقدیم وتاخیر کی قائل نہیں اور کہتی ہے کہ جیسے نظم قرآن میں لکھا ہوا ہے یہی صحیح ہے۔ موخر الذکر حضرات یعنی جو تقدیم وتاخیر کے قائل نہیں۔ وہ معنی یوں بیان کرتے ہیں مثلاً انی متوفیک ای الیٰ متمم عمرل فج اتوفاکی فلاتر کھم حتی تقتلول بل انا وافعک الی سمائی. کبیر ج۲ص۶۸۹ اسی طرح فتح البیان ج۲ص۴۹ کشاف ج۹ سراج المنیر ج۱ص۲۰۶ خازن ج۱ص۲۲۹ وغیرہ۔

انی اجعلک کالمتوفی لانہ اذا رفع الی السماء و انقطع اثرہ عن الارض کانہ کالمتوفی. انی متوفیک عن شھواتک و حظوظ نفسک. انّی متوفیک ای عملک یمعنی مستوفی عملک و رافعکَ الی. متوفیک ای ورافعک اِنّی.

اور اوّل الذکر حضرات جو تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں وہ حضرت ابن عباس، ضحاک قتادہ فرا وغیرہ بزرگ ہیں جیسا کہ درمنثور، تنویر المقباس ج۱ص۷۷ امدارک التنزیل جلد اول ۱۱۶ مجمع البحار ج سوم ۴۵۴ وغیرہ میں مذکور ہے۔

اور یہ تقدیم وتاخیر جب کوئی مانع موجود نہ ہو بلکہ سیاق وسباق اس کا معاون ہو تو حرج نہیں اور پھر جب کہ واؤ حرف عطف ہے جو ترتیب کے لیے نہیں بلکہ معطوف علیہ اور

Marfat.com

معطوف کو جمع کرنے کے لیے آتی ہے تو اس میں قطعاً کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ دیکھئے قرآن میں والسارق والسارقة اور والزانية والزاني وغیرہ میں واؤ موجود ہے لیکن ترتیب کے لیے نہیں ہے۔ علامہ شوکانی ارشاد الفحول میں ص ۲۷ فرماتے ہیں الواو لاللترتیب. اور لسان العرب جلد دوم صفحہ ۳۷۹ پر ہے ان الواو یعطف بها جملة علی جملة ولاتدل علی الترتیب. بہرنہج قرآن حدیث کتب النحو وغیرہ سب سے تصریح ہے کہ واؤ محض عطف کے لیے ہے نہ ترتیب کے لیے لہٰذا تقدیم وتاخیر کی تقدیر پر قرآن مجید کی حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ دیکھئے قرآن میں آلم کے پہلے صفحہ پر والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قَبْلِکَ موجود ہے اگر واؤ ترتیب کے لیے ہوتو لازم کہ قرآن کا نزول تورایت وانجیل سے پہلے ہوا حالانکہ یوں نہیں ہے مگر یاد رکھو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گو یہ تفسیر انی متوفیک ای قاله ابن عباس (بخاری شریف) میں مذکور ہے مگر اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہ صیغہ اسم فاعل کا ہے اور نحو کا بچہ بھی جانتا ہے کہ اسم فاعل میں زمانہ نہیں ہوتا تو اس سے زمانہ ماضی میں موت عیسیٰ پر دلیل لانا محض لاعلمی اور خوش فہمی ہے اس کا صرف معنی یہ ہے کہ میں ہی تجھ کو مارنے والا ہوں۔ (نہ کہ یہود) اور مطلقاً موتِ عیسیٰ کا کوئی بھی منکر نہیں اور ہو کیسے سکتا ہے؟ جبکہ کُلُّ نَفْسٍ ذائقة الموت موجود ہے دوسرا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی علی بن طلحہ ہے سند اس کی یوں ہے۔ حدثنی معاویة عن علی عن ابن عباس رضی الله عنهم. حافظ ابن جریر طبری ج ۳ ص ۱۸۴ اور یہ ضعیف ہے۔ جیسا کہ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۷ تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۳۹ تقریب التہذیب ص ۱۸۴ وغیرہ میں ہے۔ اور اس حدیث کا بخاری میں ہونا اس کی صحت کا موجب نہیں ہوسکتا کیونکہ بخاری میں انہی احادیث کی صحت کا التزام ہے جو کہ مرفوع ہیں نہ کہ تعلیقات اور موقوفات کا بھی جیسا کہ فتح المغیث ص ۱۹ اور ص ۲۰ اور مقدمہ ابن الصلاح ص ۳۰ وبسالقدم تاید قول البخاری ما ادخلت فی کتابی هذا الاماصح...... وهو الاحادیث الصحیحة مستندة دون التعالیق والاثار المرفوف

Marfat.com

علی الصحابه فمن بعدھم والادیث المترجمة بھا ونحر ذالک۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب

یعنی روایت مذکور سے بظاہر گو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر رفع الی السماء سے پہلے ان پر تین روز تک جیسا کہ درمنثور ج ۲ ص ۷۶ یا سات ساعتیں جیسا کہ روح المعانی ج ۱ ص ۵۵۶ یا تین ساعات جیسے فتح البیان ج ۲ ص ۴۹ وغیرہ موت واقع ہوئی ہے لیکن ان کا صحیح مذہب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت واقع نہیں۔ ھُوَ الصحیح کماقال القوطی ان اللّٰہ رفعه من غیر وفاۃولانوم وھو الاختیان الطبری الروایة الصَّحِیحة عنابن عباس کذافی فتح البیان ج ۲ ص ۳۴۲ ابن کثیر ۲ ج ۲۲۸ روح المعانی ج ۱ ص ۵۹۵ و ج ۲ ص ۲۰۲ معالم ج ۲ ص ۱۶۲۔

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم. (یعنی جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری والدہ کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو اس کے جواب میں جو کچھ کہیں گے اس میں یہ بھی کہیں گے) میں نے انہیں نہیں کہا مگر جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ عبادت کرو۔ اللہ کی جو کہ میرا بھی اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا۔ تو ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔

تفسیر فتح البیان ج ۳ ص ۱۳۳ میری میں ہے وانما المعنی فلما رفعتنی الی السماء واخذتنی والیھا بالرفع ارشاد الساری. ج ۱ ص ۱۱۴ معالم ج ۱ ص ۳۰۸ مدارک ج ۱ ص ۲۴۲ جمل ج ۱ ص ۶۵۸ بیضاوی ج ۲ ص ۲۱۹ درمنثور ج ۲ ص ۲۴۹ سراج المنیر ج ۱ ص ۴۰۵. کتاب الوجیز ج ۱ ص ۲۲۹ روح المعانی ج ۳ ص ۲۱۴ ہے فلما توفیتنی ای قبضتنی بالرفع الی السماء روی ھذا عسن الحسنِ وعلیه الجمھور.

Marfat.com

خلاصہ: یہ کہ توفیتنی کا معنی رفع الی السماء ہے اور یہی مسلک جمہور ہے۔

سوال: اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو پھر اپنی ذمہ داری کی نفی کیوں فرما رہے ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ یہ نفی اس وجہ سے نہی ہے کہ قوم کا کردار آپ کے علم میں نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ رفع آسمانی کا زمانہ آپ کے فرض منصبی سے باہر ہے کیونکہ آپ قوم میں موجود نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ہیں تو جواب درست ہے کہ یہ میری ڈیوٹی کا زمانہ نہیں ہے ہاں جب وہ اتر کر قوم میں موجود ہوں گے تو ان سے کردار قوم سے متعلق باز پرس ہو سکتی ہے ثابت ہوا کہ مسیح حیات ہیں۔

ناقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا فلما توفیتنی.(الایۃ) یعنی بروز قیامت کردار قوم سے سوال پر میں وہی کہوں گا جو کہ عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ان پر اس وقت نگہبان تھا جب ان میں تھا اور جب تو نے الخ) یہاں پر حضور علیہ السلام نے اپنے قصہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ مشبہ بہ میں وجہ شبہ مشبہ سے اقویٰ ہوتی ہے اور حضور علیہ السلام کی توفی جو کہ مشبہ ہے یوں ہے کہ آپ کی روح کو اٹھالیا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی توفی مشبہ بہ ہے لہٰذا وہ اقویٰ ہونی چاہئے اور اس کی صورت یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی روح اور جسم پر دونوں سے ہو یعنی جب آپ کو معہ جسم آسمان پر اٹھالیا لیا۔ ثابت ہوا مسیح زندہ ہیں۔

قال عیسیٰ بن مریم اللهم ربنا انزل علینا مائدہ من السماء تکون لنا عیدالاولنا واخرنا وایۃ منک.

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم نے کہا اے پروردگار ہمارے لیے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارتا کہ ہمارے اولین کے لیے اور ہمارے آخرین کے لیے عید ہو اور وہ تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔ یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اولین اور اپنے آخرین کا ذکر کیا ہے۔ اور

Marfat.com

ظاہر ہے کہ اولین و آخرین آپ کے وہ اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ ان میں موجود ہوں یعنی آپ کو حیات طیبہ کے دو دور ہیں اوّل و آخر دورِ اوّل کے ماننے والے اولین اور دور آخر کے ماننے والے آخرین ہوں گے۔ ثابت ہوا کہ آپ زندہ ہیں اور آسمان سے اتر کر آخرین میں رونق افروز ہوں گے۔

<u>وانه لعلم للساعة فلاتمترن يا لمتون بها.</u>

ترجمہ: ''اور بے شک وہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہیں پس اس میں تم ہرگز شبہ نہ کرو۔''

اس آیت کی توضیح میں اقوال سلف ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **وانه لعلم للساعة قال نزول عيسىٰ بن مريم.** ابن جریر ۲۵۔۴۹ درمنثور ۶۔۳۰۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ **وانه لعلم للساعة قال خروج عيسىٰ يمكث فى الارض اولعين سة درمنثور ٦ . ٢٠ .**

حضرت قتادہ مجاہد حسن بصری ضحاک ابو مالک ابن زید رضی اللہ عنہم اور جمہور مفسرین فرماتے ہیں

وانه لعلم للساعة اى اية للساعة خروج عسى بن مريم عليه السلام قبل يوم القيامت هكذا اروىٰ عن ابى هريره و ابن عباس و ابى العاليه و ابى مالك و عكرمة والحسن و قتاده الضحاك وغيرهم و قدتوا ترت الاحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بنزول عيسى عليه السلام قبل يوم القيامة اماماعادلا وحكما مقسطا. تفسیر ابن کثیر ج۴ص ۱۳۳ . ترجمہ ظاہر ہے۔

ناظرین کرام! ان مذکورۃ الصدر آیت کریمہ اور ہچوں مثل دیگر کئی اور آیات مبارکہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسدی اور رفع آسمانی اور نزول آسمانی روز روشن سے زیادہ طور پر ثابت ہوگیا آپ قرآن مجید کے مفسرین کرام کی حیات مسیح پر تصریحات بھی

Marfat.com

سماع فرمائیے۔

وما محمد الارسول قدخلت من قبله الرسل افاقات او قتل انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیه فلن لیضر الله شیاء و سیجزی الله الشاکرین.

ترجمہ: ''اور نہیں ہیں محمدﷺ، مگر رسول بلاشبہ ان سے پیش تر سب رسول آ چکے ہیں پس اگر یہ فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے''۔

وجہ استدلال: خلاء کا معنی موت ہے۔ لسان العرب میں ہے۔ خلافلان اذا مات خلا الرسل اذا مات اور قرب الموارد ج اص ۲۹۹ میں اسی طرح ہے اور الرسل میں استغراق ہے جیسا کہ بعض تفاسیر سے ظاہر ہے تفسیر بحرمواج میں معنی اس آیت کا یوں ہے۔ معنی این است کہ بدرستی پیش اور پیغمبران گذشتہ اندر ہمہ از جہاں رفتہ اند...... اسی طرح دوسری تفسیروں میں بھی یوں ہی معنی لکھا ہے اور گذرنے کے صرف دو طریقے ہیں موت طبعی یا قتل کیونکہ آیت میں انہی دو کا ذکر ہے اگر گذرنے کا کوئی اور طریقہ بھی ہوتا یعنی آسمان کی طرف اٹھا لینا تو اس کا بھی ضرور تذکرہ ہوتا اور جب کہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ موت صرف انہی دو معنوں میں منحصر ہے۔ اب مطلب اس آیت کریمہ کا یہ ہوا کہ آنحضرتﷺ محض رسول ہیں اور آپ سے پہلے جملہ انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں بعض بذریعہ قتل اور بعض بذریعہ موت طبعی تو کیا آنحضرتﷺ بھی اگر ان کی طرح بذریعہ موت طبعی یا قتل فوت ہو جائیں تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے (یعنی ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔) مطلب بالکل صاف اور واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ سے چونکہ پہلے ہوئے ہیں اور جملہ انبیاء علیہم السلام میں بحیثیت رسول ہونے کے داخل ہیں تو جہاں پر دوسروں کی موت واقع ہوئی آپ بھی وہاں موت سے متاثر ہوئے۔ (وہوالمطلب)

اور اگر خلا کا معنی موت اور الرسل من الف ولام استغراقی نہ لیا جائے جیسا کہ غیر

Marfat.com

احمدی صاحبان کا خیال ہے تو آیت کریمہ میں جو افامات کو اپنے ماقبل پر مرتب فرمایا ہے۔ اور صدر آیت پر تفریع بٹھائی ہے وہ غلط ہو جائے گی کیونکہ اس وقت تصریع خاص کی عام پر ہوگی اس وجہ سے کہ انتقال جو انقلبتم سے مفہوم ہوتا ہے عام ہے اور قتل و موت طبعی خاص ایسے ہی جبکہ الرسل جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کو شامل نہ ہو بلکہ بعض کو تو سب کے لیے خوحیدگی بذریعہ موت طبعی یا قتل کا حکم دینا سب کا اس کے اثر سے متاثر ہونا باطل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جو افراد الرسل سے خارج ہوں انکی فوحیدگی کی صورت یہ نہ ہو پس اسی صورت میں افامات کا ماقبل عام ہوا اور یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرتب اور مرتب علیہ میں علاقہ استلزام ہوا کرتا ہے یعنی مرتب علیہ کا وجود بدون مرتب کے نہیں ہوسکتا اب چونکہ مرتب علیہ اور مرتب میں عموم و خصوص نکل آیا جو کہ علاقہ استلزام سے خالی ہوتا ہے یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ عام کا وجود بغیر خاص کے ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا اقامات کا اپنے ماقبل پر مترتب اور متفرع ہونا کسی طور پر ثابت نہ ہوسکا۔ خلاصہ سب کا یہ ہوا کہ آیت میں خلاء کا معنی موت اور الرسل میں الف و لام کا استغراقی لینا متعین ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدم حیات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے اور یہی مطلب ہے۔

جواب: استدلال مذکور الصدر کی صحت چند امور پر موقوف ہے۔

(۱) خلا کا معنی گذرنا یعنی موت ہے۔

(۲) خلا اور موت متحد المعنی اور متساوی الصدق ہیں یعنی ایک حقیقت پر صادق آتے ہیں۔

(۳) آیت کریمہ میں الرسل میں الف و لام استغراقی ہے۔

(۴) خلا کا معنی موت اور الف و لام استغراقی نہ لیا جائے تو تفریع غلط ہو جائے گی۔

(۵) گذرنا صرف دو فردوں، موت طبعی اور قتل میں منحصر ہے۔ اب اگر یہ جملہ امور صحیح اور درست ثابت ہو جائیں تو استدلال بالکل صحیح ہوگا اور مطلوب ثابت ورنہ اگر یہ

Marfat.com

سب کے سب یا ان سے بعض مامور غلط ہو جائیں تو استدلال مذکور ساقط الاعتبار ٹھہرے گا اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جملہ امور جن پر مرزائی نے وفات حضرت مسیح علیہ السلام کے استدلال کو بڑے زور شور سے قائم کیا ہے غلط اور غیر صحیح ہیں غور فرمائیں۔

نمبر۱...... خلا کا وضعی اور حقیقی معنی موت نہیں ہے جبکہ خلا کا حقیقی معنی ذہاب و انتقال ہے۔ عام ازیں کہ انتقال ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ کی طرف ہو یا ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف ایک حالت اور کیفیت سے دوسری حالت اور کیفیت کی طرف ہو قتل کی وجہ سے ہو یا موت طبعی سے ہو اوپر کی طرف ہو یا نیچے کی طرف ہو۔ یا یوں کہو کہ بصورت اشتراک معنوی خلا کا معنی صرف انتقال ہے اور باقی جملہ معانی مستعمل فیہ ہیں یا یوں سمجھو کہ مطلق انتقال بمنزلہ جنس اور باقی معانی بدرجہ انواع رکھیے۔

خلا بمعنی تحریہ بیضاوی شریف اومن خلوت به اذا سخرمنه ۔نمبر۲......بمعنی انتقال انفرادور زمانی بیضاوی میں ہے اوخلوت فلانا. اذا انفورت معه اسی طرح صراح ص۵۵۵ پر ہے۔نمبر۳ بمعنی مضی تجاوز انتقال زمانی مفردات ۱۴۸ امام راغب پر والخلو یستعمل فی الزمان والمکان بمعنی سقوط۴ صراح میں ہے خلا کی ذم سقط عنک الذم.۵ انفراو زمانی مفردات امام راغب خلاالیه وانتهیٰ الیه فی خلوة ۶ بمعنی ارسال صراح میں ہے وان من امة الاخلافیها نذیر ای مضی وارسل۷بمعنی برایت صراح میں ہے انامنک خلی ای بری۸ بمعنی قطع صراح میں ہے خلیت الخلاء والسیف یختلی ای یقطع وکذا المفردات ۹ بمعنی متارکہ صراح میں ہے خلیت الرجل تارکته مفردات میں ہے فخلوا سبیلهم ناقته خلیة امرة خلیة فخلاه عن الروح بمعنی تاسف صراح میں ہے خلاخلوه بالفتح تنہائی ساختن وافسوس واشتن خلا کے ان معانی متعدد مذکورہ میں غور کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ یہ سب کے سب کسی نہ کسی اعتبار سے معنی انتقال پر مشتمل ہیں اور خلا کا معنی موت متعین نہیں پس بنابریں اس آیت سے

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال قائم کرنا درست اور صحیح نہیں کیونکہ جب استدلال اس پر موقوف ہے کہ خلا کا معنی موت ہے تو یہ اسی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے کہ خلا کا وضعی معنی موت ہو اور جب یہ باطل ہوا تو استدلال جو اس پر موقوف تھا وہ بھی باطل ہوگیا۔

(۲) تردید:

جب کہ اوپر ثابت ہوا کہ معنی حقیقۃً صرف انتقال ہے تو دونوں کا متساوی الصدق اور متحد المعنی ہونا کیسے مانا جاسکتا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ خلا اور موت چونکہ دو کلی مفہوم ہیں لہٰذا ان میں نسبت تباین تساوی عام خاص مطلق عام خاص من وجہ چاروں میں سے کوئی ضرور متحقق ہوگی۔ تبائن بالکل باطل ہے کیونکہ بعض جگہ خلا بمعنی موت مستعمل ہے اور تساوی بھی غیر متصور ہے کیونکہ بعض جگہ خلا مستعمل ہے مگر وہاں پر معنی موت نہیں لے سکتے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے ایسے ہی عموم وخصوص من وجہ بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ جانب موت میں عموم نہیں ہے باقی رہا عموم وخصوص مطلق وہ قطعی طور پر ہوسکتی ہے یعنی خلا معنی انتقال عام مطلق ہے اور موت خاص مطلق پس جبکہ موت اور خلا متساوی الصدق متحد المعنی ثابت نہ ہوئے۔ تو استدلال بھی چونکہ دونوں کے اتحاد پر موقوف تھا تو عدم اتحاد کی صورت میں بھی وہ باطل ہوا۔

(۳) تردید:

جمع پر الف لام کا استغراق کے لیے ہونا کوئی مستحکم امر نہیں اور نہ ہی کوئی قاعدہ کلیہ ہے دیکھئے قرآن مجید میں ہے **واذقالت الملائکۃ یا مریم ان اللّٰہ یبشرک الایۃ واذقالت الملئکۃ یامریم ان اللّٰہ اصطفک الایۃ. قال لھم الناس** ملاحظہ فرمائیے الملائکۃ سے دونوں آیتوں میں فقط حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں اور تیسری آیت میں الناس سے مراد نعیم بن مسعود، شجعی مراد ہے۔ علی ہذا القیاس ایسی متعدد آیات واحادیث مل سکتی ہیں جو کہ بصورت جمع ہیں اور ان پر الف ولام بھی داخل ہے لیکن وہ استغراق کی مفید نہیں ہیں پس جب کہ الرسل پر الف لام مفید استغراق نہ ہوا تو استدلال جو اس پر موقوف تھا وہ باطل

Marfat.com

ہوگیا بلکہ مرزائی صاحبان وخود مسلم ہے کہ یہاں پر الف لام استغراق کے لیے نہیں ہے کیونکہ آیت کریمہ مالمسیح بن مریم الا رسول قدخلت من قبلہ الرسل میں ان کے ہاں الف والالام استغراق کا نہیں ہے چنانچہ پاک بک جدید احمدیہ ص ۳۵۴ میں تحریر ہے۔

''بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ چونکہ آیت مالمسیح بن مریم الارسول. (لایۃ) میں سے حضرت مسیح باہر وہ جاتے تھے۔'' تو جب اسی میں الف لام استغراق کا نہ ہوا تو آیت مامحمد الارسول قدخلت من قبلہ الرسل میں بھی الف لام استغراق کا نہیں ہوسکتا کیونکہ دونوں کا اسلوب جب ایک ہی شکل ہیئت پر ہے تو ایک کا حکم دوسرے پر قطعاً جاری ہوگا۔

(۴) تردید:

اور نیز اگر الرسل سے الف لام استغراقی بھی مراد لے لیا جائے تو پھر بھی وفات مسیح علیہ السلام اس سے قطعاً ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ کسی عام چیز کا کسی نوع کے لیے ثابت ہونا قطعاً اس بات کو مستلزم نہیں کہ جو چیز اس عام کے ماتحت داخل ہو وہ اس نوع یا اس کے ہر ایک فرد کے لیے ثابت ہو مثلاً ایک عام چیز ہے جو متعدد معنی پر دلالت کرتا ہے مثلاً ایجاب سبب خطاب اللہ تعالیٰ اثر مرتب اذعان اعتقاد وغیرہ تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر اب ایک چیز کا علم حاصل کریں وہاں علم کے جملہ معانی پائے جائیں یا ایک جگہ آپ نے حکم جزی لگایا ہے تو کیا اس سے یہ لازم آجائے گا۔ کہ اس جگہ حکم کے جملہ معانی متحقق ہو جائیں۔ بناء علیہ اگر خلاف انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت ہو یا ان میں سے ایک کے لیے ثابت ہو تو کیا اس سے یہ لازم آجائے گا کہ جتنے معنی خلا کے ہیں حتی کہ موت بھی وہاں ثابت ہوں۔ حاشا وکلا بلکہ ممکن ہے۔ کہ بعض کے لیے خلا کسی دوسرے معنی سے۔

(۵) تردید:

یہ کہنا کہ اگر خلا بمعنی موت اور الف لام استغراقی نہ ہو تو تفریع درست نہیں ہوتی

Marfat.com

بالکل غیر صحیح ہے کیونکہ تفریع گو بظاہر اُفان بات معلوم ہوتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے احکام شرعیہ کی تبلیغ اور اسلامیات کی نشرواشاعت کے بعد اس دارفنا سے دار بقا میں تشریف لے جانے کی تقدیر پر صحابہ کرام کے اور دین حق سے پھر جانے کی نفی اور استبعاد کو مترتب فرمایا ہے یعنی آنحضرت ﷺ رسول ہیں آپ سے پہلے رسول گذر گئے تو کیا تم دلیل حق کی تکمیل ہو جانے کے بعد اسلام سے پھر جاؤ گے اگر آپ تم میں سے بوجہ قتل یا موت طبعی کے انتقال کر جائیں یا یوں کہو کہ اگر بوجہ موت طبعی یا قتل تم میں سے انتقال کر جائیں تو کیا تم شریعت مطہرہ سے پھر جاؤ گے اور ظاہر ہے کہ انتقال بذریعہ موت طبعی یا قتل جس کی بنا پر اسلام سے پھر جانے کی نفی فرمائی ہے کہ تفریع قد خلت پر صحیح ہے کیونکہ خلا بمعنی مضٰی و انتقال اور انتقال متساوی اور متحد ہیں اور ایک مساوی کی دوسرے مساوی پر تفریع صحیح ہے۔ جیسا کہا جائے کہ میں نے حیوان ناطق دیکھا ہے پس وہ انسان ہے۔ پس وہ انسان چونکہ حیوان ناطق کے ساتھ مساوی ہے لہٰذا تفریع صحیح ہے۔

(۲) تردید:

یہ کہنا کہ گذرنا صرف دو امور میں منحصر ہے موت طبعی اور قتل اور اگر کوئی فرد اور بھی ہوتا مثلاً آسمان کی طرف اٹھانا تو اس کا آیت کریمہ میں ضرور تذکرہ ہونا بالکل غیر صحیح ہے اس وجہ سے کہ گذرنے کا ایک اور بھی طریقہ ہے یعنی آسمان پر اٹھانا اور یہاں آیۃ کریمہ میں گو آپ کا انتقال اس طریقہ سے کہ آسمان پر اٹھالیا جائے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باتفاق اہل اسلام آسمان پر اٹھالیا گیا ہے یا بذریعہ موت طبعی یا بطریقہ قتل عالم فانی سے ہو جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے؟ رہا یہ امر کہ اس تیسری شق کا بیان آیت کریمہ میں کیوں ضروری نہیں سمجھا گیا سو وجہ اس کی یہ ہے کہ موت طبعی کا ذکر تو اس لیے ہے کہ یہ واقع کے مطابق ہے یعنی آنحضرت ﷺ کا انتقال اللہ تعالیٰ کے علم ازل میں چونکہ بصورت موت طبعی تھا لہٰذا اس تقدیر کو ظاہر کر دیا اور قتل کا تذکرہ گو حقیقت کے خلاف ہے لیکن جب کہ شیطان لعین نے آواز دی کہ

Marfat.com

آنحضرت ﷺ قتل کیے گئے تو جن صحابہ کرام نے سنا انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی بیقراری و پریشانی میں مبتلا ہوئے اپنی موت وزیست کے مختلف منصوبے خیال کرنے لگے کسی نے کہا کہ اب جینے سے کیا فائدہ چلو خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں اور کسی نے کچھ اور بہر حال آپ کے قتل کا خیال بعض کے دل میں مستحکم ہو چکا تھا۔ اور پھر جبکہ تایید اس سے بھی ہو جاتی تھی کہ پہلے متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کر دیا گیا جیسا قرآن مجید میں وارد ہے۔ **ویقتلون النّبین بغیر الحق.** (الایۃ) صاف الفاظ میں اس کا تذکرہ موجود ہے کہ بنی اسرائیل نے متعدد نبیوں کو بلاوجہ قتل کے گھاٹ اتار دیا جسکی وجہ سے وہ ابدالاباد کے لیے جہنم رسید ہوئے تو اس خیال کا صحابہ کے دلوں میں پیدا ہو جانا کوئی بعید از عقل امر نہیں۔

بہر حال آپ کے قتل کا خیال بڑے زور سے دلوں میں چونکہ بیٹھ چکا تھا لہٰذا قتل کی تصریح کر دی گئی۔ باقی رہا یہ کہ آسمان پر اٹھانے کی باوجود یکہ مراد ہے پھر تصریح نہیں کی سو اس کی وجہ یہ ہے کہ آسمان پر اٹھایا جانا جبکہ حقیقت یعنی علم الٰہی کے خلاف تھا اور نہ ہی اس کا دلوں میں استقرار تھا کہ آپ اوپر اٹھائے جائیں گے جیسا کہ قتل ذہنوں میں مستحکم ہو چکا تھا۔ بیان نہیں کیا گیا اور پھر جس وقت آپ سے پیشتر اس طرح کا انتقال یعنی آسمان پر اٹھایا جانا بھی قلیل الوجود اور نادر الوقوع ہو کسی طرح سے اس بات کی تصریح ضروری خیال نہیں کی جاسکتی کہ اگر آپ آسمان پر اٹھائے جائیں تو۔ الخ

ناظرین! باتمکین آپ کو اس بیان کے سن لینے کے بعد یہ امر واضح ہو گیا ہو گا کہ مرزائیوں کا یہ کہنا ''کہ گذر جانے کے صرف دو طریقے قرار دیئے ہیں...... یہ کرنا...... سب رسول گذر چکے ہیں یعنی فوت ہو چکے ہیں۔ بالکل ناانصافی ہے اور قرآن مجید میں ناجائز تصرف کا ارتکاب ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ اگر کوئی کہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ نے آسمان پر نہ جانا تھا تو میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے قتل بھی نہ ہونا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے۔ **واللہ یعصمک من الناس** پھر اس کا ذکر کیوں کیا۔ پاکٹ بک احمدیہ ۳۵۵ بھی نادرست

Marfat.com

ہے ہمارے بیان میں ادنیٰ تامل کرنے سے اس کا۔ خاہر البطلان ہونا ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے بلکہ وجہ وہ ہے جو کہ اوپر بیان ہو چکی۔

مفسرین کرام اور حیات مسیح علیہ السلام

امام جلال الدین سیوطی، شیخ جلال الدین محلی۔ تفسیر اتقان و تفسیر جلالین

ومکروا ومکر واللہ خیر الماکرین بان اللہ تشبہ عیسٰی علی من قصد قتلہ ورفع عیسٰی الی السماء. یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی شبیہ اس شخص پر ڈالی گئی جس نے آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اور آپ کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ محمد طاہر گجراتی مجمع البحار یدرص ۱۰۲ **فبعث اللہ عیسٰی ای ینزل من السما** یعنی عیسی علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ حافظ ابو محمد حسین البغوی تفسیر معالم ۱۶۲ التنزیل جلد ۲۶۳ **بل وفع اللہ عیسٰی الی السماء** یعنی بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ قاضی نصیر الدین ۱۶۳ بیضاوی تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص ۸۲ **روی ان عیسیٰ ینزل من السما حسین یخرج الدجال فیقتلہ** یعنی جب دجال نکلے گا اتریں گے اور اس کو قتل کریں گے سید معین الدین محمد ۱۶۵ تفسیر جامع البیان ص ۱۰۱ ایضاً یعنی اٹھایا مجھے آسمان پر علاؤ الدین خازن ۱۶۰ تفسیر خازن جلد اوّل ۵۳۱ **فلما توفیتنی فلما رفعنی الی السماء** یعنی جب کہ تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد حنفی تفسیر مدارک التنزیل جلد اوّل ۲۰۶ **روی ان عیسیٰ ینزل من السماء فی اخر الزمان** یعنی اخیر زمانہ میں آپ آسمان سے اتریں گے۔ محمد بن عمر ۱۷۰ زمخشری تفسیر کشاف جلد نمبر ا ص ۳۰۶ **رافعل الی سمائی۔** یعنی تجھے آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔ شیخ زین الدین ۱۷۲ تفسیر تیسیر المناف بصیر الرحمٰن جلد ا ص ۱۱۳ **وافعل الی سمائی** یعنی تجھے آسمان پر لے جانے والا ہوں۔ شیخ کمال الدین تفسیر کمالین برحاشیہ جلالین **ان اللہ رفع عیسیٰ من روزنۃ فی البیت الی السماء** یعنی آپ کو آسمان پر روشندان سے آسمان پر اٹھالیا۔ امام زاہدی تفسیر زاہدی قلمی ۱۷۳ ورق ۱۶۴ ص ۲ چوں کار موناں تنگ آید حق سبحانہٗ عیسٰی راز آسمان فرستدہ وجال را بکشد۔ یعنی آپ کو

Marfat.com

زمین پر اتارا جائے گا۔ تا کہ دجال کو قتل کریں گے۔ مولوی احتشام الدین تفسیرین اکسیر اعظم جلد ۲ ص ۴۰ خدا نے عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا قاضی شوکانی یمنی تفسیر فتح البیان جلد ۱ ص ۱۷۶ ص ۱۵۷ تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ جسماً یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نزول جسمی پر متواتر حدیثیں آچکی ہیں۔

امام فخر الدین ۱۷۷ رازی تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۳۴۰ بل رفعه الله اليه رفع عيسیٰ الی السماء ثابت بهذا الاية. یعنی آپ کا رفع جسمی آسمانی کی طرف اس آیت سے ثابت ہے حافظ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر بحاشیہ فتح البیان مطبوعہ ۱۷۸ مصر جلد ۲ ص ۲۲۹ نجاه الله من بينهم و رفعهٔ من روزنة ذالک البيت الی السماء ۱۷۹ جلد ۳ ص ۲۳۴ بقی حياته (ای عیسیٰ) فی السما وانه سينزل الی الارض قبل يوم القيامة. یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے ان سے نجات دی اور روشندان سے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ اب آپ زندہ آسمان میں ہیں قیامت سے پیش تر زمین پر اتریں گے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد ملۂ تاویل ص ۱۸۰ الاحادیث مترجم اور قصص الانبیاء مطبع احمدی ص ۶۰ واجمعوا علی قتل عیسیٰ ومکروا ومکر اللہ واللّٰہ خير الماكرين فجعل فيه متشابهة و رفعه الی السماء یعنی یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر جمع ہوئے پس مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ غالب مکر کرنے والا ہے پس اللہ تعالیٰ نے شبیہہ عیسیٰ کی ڈال دی ایک پر اور اٹھالیا عیسیٰ کو آسمان پر۔ یہ وہ مجدد صاحب ہیں جن کو مرزائی صاحب مانتے ہیں مگر افسوس کہ صرف یہ زبانی ہی دعوی ہے ورنہ عقیدہ مجدد میں جو کہ اجماع کے موافق ہے متحد ہوتے۔ بہر صورت یہ سب وہ تفسیریں ہیں جو کہ نہایت ہی معتبر ہیں۔ اور سب میں حیات مسیح علیہ السلام مذکور اور لفظ آسمان کی صاف تصریح موجود ہے ماننے کے لیے ایمان چاہئے۔ صاحب تنویر ۱۷۶۔ تفسیر ۱۸۷ تنویر المقیاس باشیہ درمنثور جلد ۱ ص ۲۷۸ رفعتنی من بینهم یعنی یہود میں سے مجھے اٹھالیا۔

ابو جعفر محمد بن جوہر طبری شافعی تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۲۷ جلد ۱۸۹ ص ۲۸ ابو ہریرہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو تمام دنیا والے ان کے تابع ہو جائیں۔ تفسیر ابوسعود بحاشیہ کبیر جلد ا ص ۱۳۷ اخبار الطبر ی ۱۹۲ ان اللہ ورفع عیسیٰ من غیر موت۔ یعنی آپ کو بلاموت آسمان پر اٹھالیا گیا۔

۱۹۳ تفسیر قادری جلد نمبر ۲ ص ۴۰۸ پر ہے اس واسطے کہ قیامت کی علامات میں سے ایک عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا ہے۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۲ ص ۳۳۴ یعنی ان نزول عیسی علیہ السلام من اشراط الساعۃ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا علامات قیامت سے ہے۔

تفسیر غرائب القرآن جلد ۲۵ ص ۶۴ وانه يعنى عيسىٰ عليه السلام لعلم للساعة لعلامة من علامات القيامة كما جافى الحديث یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہیں یعنی آپ کے اترنے کے بعد فوراً قیامت آئے گی جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ بحرالمحیط ۱۸۱ جلد ۸ ص ۲۵ وهونزوله من السما فى اخر الزمان. یعنی مراد علامت سے عیسیٰ علیہ السلام کا اخیر زمانہ میں آتا ہے۔ ۱۸۲ النہرالماء و جلد ۸ ص ۲۴ وهونزوله من السماء فى اخر الزمان یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا ہے فتح البیان جلد ۲ ص ۴۲۲ پر ہے اسی واسطے کہ اترنا اس کا آسمان سے قیامت کے نزدیک ہونے کی علامتوں میں سے ہے۔ ۱۸۴ اعظم التفاسیر حصہ ۲۵ ص ۳۱۸ کیونکہ قیامت کی علامت میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول کرنا ہے۔

فتح المنان جلد ۶ ص ۲۳۴ اور نیز وہ قیامت کی نشانی ہے کہ قریب قیامت کے دنیا پر اترے گا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آتا ہے۔ ۱۹۶ الکلیل برحاشیہ جامع البیان ص ۳۵۹ وانه لعلم الساعة اى فى نزول عيسى عليه السلام قربها یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے میں قرب قیامت ہے۔ ۱۹۷ لسان العرب جلد ۱۵ ص ۳۳۱ المعنى ان ظهور عيسىٰ و نزوله الى الارض علامة تدل على اقتراب الساعة. یعنی آپ قیامت کی علامت ہیں۔ شرح فقہ اکبر المعروف بہ شرح ملا علی قاری ص ۱۳۶ قبل موته اى قبل موت عيسىٰ بعد نزول عنه قيام الساعة فتصير الملل واحدة وهى ملة الاسلام الحيفية. یعنی

Marfat.com

آپ قیام قیامت سے پہلے زمین پر اتریں گے اور اس وقت سب کا مذہب صرف اسلام ہوگا کتاب ۲۰۰ الوجیز جلد۴ ص ۲۷۸ ای بمنزوله یعلم قیام الساعة یعنی آپ کا اترنا قرب قیامت کی علامت ہے۔ ۲۰۱ التفسیر الاحمدی ص ۶۵۲ وانه لعلم للساعة هذهِ الایة التی یفهم منها ان نزول عیسیٰ یدل علی قرب القیامة. یعنی اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا علامت قرب قیامت ہے۔ ۲۰۳ سراج المنیر جلد۳ ص ۵۷۰۔ لعلم للساعة ای نزول سبب للعلم بقرب القیامة. یعنی آپ کا اترنا علم قرب قیامت کے لیے ہے ۲۰۴ روح البیان جلد۳ ص ۵۸۴ وانه ای ان عیسیٰ علیه السلام بنزوله فی الخرالزمان یعنی علامت قرب قیامت ہیں اس وجہ سے کہ آپ اخیر زمانہ میں اتریں گے۔ ۲۰۵ روح المعانی جلد۸ ص ۳۶۲ ای انه بنزوله شرط من اشراطها یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا علامت قیامت ہے عرائس ۲۰۶ البیان جلد۲ ص ۳۶۲ وذالک کان نزوله من اشراط الساعة یعنی آپ کا اترنا قیامت کی شرطوں سے ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور

مسیح علیہ السلام کی حیات جسدی

(۱) کنز العمال جلد۸ ص ۲۶۸ اور منتخب کنز العمال جلد۶ ص ۵۶ اور حج الکرامة ص ۴۲۳ پر ہے۔ قال ابن عباس قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فعند ذالک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً هادیاً و حکماً عادلاً علیه برنس له مربوع الخلق اصلت سبط الشعر بیدهٖ حربة یقتل

Marfat.com

الدجال يصنع الحرب اوزارها فكان السلم. فيلقى الرجل فلا يهيجهٔ رياضخذ الحية فلاتضره وتنبت الارض كنباتها على عهدادم و يومن به اهل الارض و يكون الناس اهل ملة واحدة.

ترجمہ: یعنی" عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ پس اس وقت میرے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جبل افیق پر نازل ہوں گے اور آپ امام ہادی حاکم عادل ہوں گے آپ پر ایک چادر ہوگی وسیع الاخلاق مضبوط سیدھے بالوں والے ہوں گے اور ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے پس جبکہ دجال قتل ہو جائے گا لڑائی بند ہو جائے گی اور بالکل امن ہوگا پس ایک آدمی شیر سے ملے گا وہ کچھ نہیں کہے گا اور سانپ کو پکڑے گا وہ ضرر نہ دے گا اور زمیں اسی طرح انگوری آجائے گی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت اگاتی تھی اور آپ کے ساتھ سب ایمان لائیں گے اور اس وقت سب لوگ ایک مذہب پر (یعنی اسلام پر) ہوں گے۔"

علامہ بیہقی کی (۳) کتاب الاسماء الصفات کے ص ۳۰۱ پر ہے۔ ان اباهريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول اللهﷺ كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم.

ترجمہ: "بالضرور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا کہ حضور ﷺ نے یوں فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم آسمان سے اترے گا"

تم میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ ابن عساکر اور اسحٰق بن شبیر نے روایت کیا ہے۔

عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول اللهﷺ فعند ذالك ينزل اخى عيسىٰ ابن مريم من السماء.

ترجمہ: "عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ پس اس وقت میرا بھائی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوگا۔"

Marfat.com

نوٹ: ہر دو حدیث میں ''آسمان کا لفظ موجود ہے۔ لہٰذا مرزا کا اپنی کتاب حمامۃ البشری حاشیہ ۱۸ اور حمامۃ البشری ۶۱ پر یا کسی مرزائی کا یہ کہنا کہ حدیث میں آسمان کا لفظ موجود نہیں ہے محض اپنی زیادتی ہے۔ ہرگز درست نہیں ہے محض غلط ہے۔

صحیح مسلم شریف ۶ جلد اوّل ۴۰۶ میں ہے۔ **یحدث عن ابی هریرة عن النبی ﷺ، قال والذی نفسی بیده یهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجّا او معتمراً اونها.**

ترجمہ: ''یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے البتہ ضرور گزرے گا ابن مریم روحاء کے راستے سے حج کرتے ہوئے یا عمرہ کرتے ہوئے یا دونوں۔

نوٹ: اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنا حلیفہ اور قسمیہ بیان فرمایا ہے جو کہ اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ مضمون اپنے ظاہری منوں پر محمول ہے اور ہرگز قابل تاویل نہیں اور مضمون کا اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہونا خود مرزا کو تسلیم ہے اپنی کتاب حماۃ البشری مترجم حاشیہ ۵ ص ۴۱۔۴۲۔۴۳ میں لکھتے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کے ایسے ارشاد کا تب اختلاف ہوسکتا ہے جو وحی الہٰی اور موکد بہ حلف ہو اور قسم صاف بتلاتی ہے کہ یہ خبر ظاہری معنوں پر محمول ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے ور نہ استثناء ورنہ قسم میں کون سا فائدہ ہے تو ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ علیہ السلام نے بھی چونکہ بہ حلف بیان فرمایا ہے اور کوئی استثناء نہیں فرمایا لہٰذا وہ بھی اپنے ظاہری معنوں پر بلا تاویل محمول ہونا چاہئے اور وہ معنی یہی ہیں کہ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ نبی تھے اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے وہی آئیں گے نہ کہ کوئی اور۔ تفسیر جامع البیان جلد سوئم ص ۱۸۳، ۱۸۴ تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص ۲۲۹، ۲۳۰ (۹) تفسیر درمنثور جلد ۲ ص ۳۶ پر ہے۔

Marfat.com

قال الحسن قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ.

ترجمہ: ''حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کو فرمایا کہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور ضرور وہ قیامت سے پیش تر تمہاری طرف دوبارہ تشریف لائیں گے۔'' کتاب المحلی (۱۰) جلد اول ص ۸۔۹ پر ابن حزم لکھتا ہے۔

عن ابن جریج قال اخبرنا ابو الزبیرا نہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تنزل طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم للقیامۃ قال فینزل عیسٰی بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللّٰہ ھذہ الامۃ.

ترجمہ ''یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ جاتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے ایک گروہ تا قیامت حق کے لیے لڑتا رہے گا۔ اور غالب رہے گا پھر فرمایا پس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے پس مسلمانوں کا امام کہے گا کہ آیئے نماز پڑھایئے آپ فرمائیں گے نہ تمہارے بعض ایک دوسرے پر امیر ہیں بوجہ شرافت اس امت کے۔

اور یہی ابن خرم اپنی کتاب الفصل کی جلد ۴۰ ص ۱۸۰ پر لکھتا ہے۔ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و قول رسول اللّٰہ علیہ وسلم فی الاثار المستندۃ الثابتۃ فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعدہٗ علیہ السلام نبیا فی الارض حاشاہ استثناہ رسول اللہ ﷺ فی الاثار الثابتہ فی نزول عیسٰی بن مریم علیہ السلام فی اخر الزمان.**

ترجمہ ''یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد ولکن رسول اللہ خاتم النبیین اور آپ کے ارشاد لا نبی بعدی کے کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا کہ کوئی نبی آئے گا مگر جس کو آپ نے خود مستثنیٰ فرمایا ہے جب کہ روایت صحیحہ میں وارد ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آخر زمانے میں آئیں گے۔

Marfat.com

یہی صاحب اپنی کتاب الفصل فی الملل والا ھوا والنحل میں کہتے ہیں۔ **انه اخبر انه لانبی بعدی الاماجاء ت الاخبار الصّحیحه من نزول عیسیٰ علیه السلام الذی بعث الی بنیّ اسرائیل وادعی الیهود قتله و صلب فوجب الاقرار بهذا الجملة و صح ان وجود النبوّة بعده علیه السلام باطل.**

ترجمہ: ''یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر جس کو احادیث صحیحہ نے مستثنیٰ کیا۔ جیسا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور یہود نے ان کو قتل اور مصلوب کرنے کا دعویٰ کیا تھا پھر دوبارہ اتریں گے پس تمام کے ساتھ اقرار واجب ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ فتوحات مکیہ جلد سوم (۳) باب ۳۶۲ ص ۳۴۱ پر ہے۔ **فلما دخل اذا بعیسٰی علیه السلام بجسده بعینه فانه لم یمت الی الان بل رفعه اللّٰه الی هذا السماء واسکنه بها.**

ترجمہ: ''پس جبکہ آنحضرت ﷺ دوسرے آسمان میں گئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کی اس لیے کہ وہ ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان کی طرف اٹھایا ہے اور وہاں ان کو مکین ٹھہرایا ہے۔ (۱۴) صحیح مسلم جلد دوم ص ۳۶۳ (۱۵) المعلم جلد ۶ ص ۶۷۔۲۷۔۶۸۔۳۰۔۲۹۔۲۷ (۱۶) سنن ابن ماجہ تفسیر ابن کثیر ۲۲ جلد ۷ ص ۲۳۔۲۳۲ مسند امام احمد جلد ۴ ص ۷ پر ہے۔ حضرت حذیفہ بن رسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں ایسے وقت میں دیکھا جس وقت ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے ہو عرض کیا گیا کہ قیامت کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تک تم دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو تو قیامت نہیں آسکتی پس آپ نے علامتوں کا تذکرہ فرمایا۔ دجال کا نکلنا، دابتہ الارض اور مغرب سے سورج کا نکلنا، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم کا اترنا یاجوج ماجوج کا نکلنا اور تین خسفوں کا ہونا ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک عرب میں اور وہ علامت جو کہ سب کے بعد ہوگی ایک آگ ہوگی جو عدن کے پرلے

Marfat.com

کنارے سے نکلے گی اور لوگوں کو زمین میں حشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۹۰،۴۸۹ صحیح مسلم ۴۵ جلد ۱ ص ۸۷ فتح الباری (۲۶) پارہ ۱۳ ص ۲۸۱ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۴۵۱، ارشاد الباری جلد ۵ ص ۴۱۸، ۴۶ مشکوٰۃ مترجم لد ۲ ص ۱۲۷، ۱۲۸ مرقات (۳۰) جلد ۵ ص ۲۲۰، ۲۲۱ اشعۃ اللمعات (۳۱) جلد ۳ ۳۷۴،۳۷۲ مظاہری (۳۲) جلد ۲ ص ۳۷۶ پر ہے۔

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے ضرور تم میں اتریں گے ابن مریم ایسی حالت میں کہ وہ حاکم عادل ہوں گے پس صلیب کو توڑیں گے اور سور کو قتل کریں گے (یعنی ان کا حکم دیں گے) اور جنگ کو بند کر دیں گے (اور مسلم میں ہے کہ جزیہ رکھ دیں گے) اور بہت مال ہوگا حتیٰ کہ ایک سجدہ دینا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو (یہ آیت پڑھ لو کہ) اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے (جو حضرت مسیح علیہ السلام کے اترنے کی وقت موجود ہوں گے) مگر یہ کہ ضرور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پیش تر ایمان لائے گا اور وہ ان پر قیامت کے دن گواہ ہوگا۔ کتاب انتباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء ص ۴، ۵ پر ہے۔

ترجمہ ''ابوذر رضی اللہ عنہ بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یوں فرماتے سنا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور عیسیٰ بن مریم تم میں اتریں گے پھر میری قبر پر کھڑے ہو کر پکاریں گے کہ اے محمد (ﷺ) تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا۔

نوٹ: مرزائی بتلائیں کیا مرزا روضہ اقدس آنحضرت ﷺ پر گئے۔ اگر نہیں گئے اور یقیناً نہیں گئے تو اپنے دعویٰ میں کیسے سچے ہو سکتے ہیں۔ اشعات اللمعات (۳۴) جلد ۴ ص ۳۷۳ پر ہے بہ تحقیق ثابت شدہ است باحادیث صحیحہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فرود می آید از آسمان بزمین ری باشد تابع دین محمد را صلی اللہ علیہ وسلم وحکم می کند شریعت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے اور

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کے تابع ہوں گے اور آپ کی شریعت کے ساتھ حکم دیں گے۔ (۳۵) مسند امام احمد جلد ۶ ص ۷۵ اور کنز العمال ۳۶ ص ۱۹۷ پر بروایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فینزل عیسٰی علیه السلام فیقتلهٗ لم یمکث عیسٰی علیه السلام فی الارض اربعین سنة اماماً عدلاً و حکماً مقسطاً ترجمہ "یعنی آپ فرماتی ہیں۔ کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ پس اتریں گے حضرت عیسٰی علیہ السلام، پس دجال کو ختم کریں گے۔ پھر زمین میں چالیس برس تک امام عادل اور حاکم منصف ہو کر رہیں گے۔ تفسیر مجمع البیان مطبوعہ (۳۷) ایران جلد ۲ ص ۳۴۴ پر ہے وَ قال ابن جریج اخبرنی ابوزبیر انه سمع جابر بن عبد الله یقول سمعت النبی ﷺ یقول ینزل عیسٰی بن مریم فیقول امیهم تعال صلی بناء فیقول ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة من الله هذا الامة.

ترجمہ: "جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا کہ عیسٰی بن مریم علیہ السلام اتریں گے پس ان کا امیر کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں حضرت مسیح علیہ السلام انکار فرمائیں گے۔ اور کہیں گے کہ اسی امت کی یہ شرافت اور امتیازی نشان ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے بعض کو بعض پر امیر بنایا۔ (۳۸) حاکم اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وانْ من اهل الکتاب الالیومن بهٖ قبل موتهٖ قال خروج عیسٰی علیه السلام. ترجمہ: "یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہو کہ اس پہ ایمان نہ لائے اور کہا آپ کو مراد حضرت عیسٰی علیہ السلام کا اترنا ہے۔ (۴۱) ابن جریر (۴۲) ابن ابی حاتم نے بروایت ربیع نقل کیا ہے۔ عن الربیع قال النصاری اتوا النبی صلی الله علیه وسلم تخاصوا فی عیسی ابن مریم الی ان قال لهم النبی ﷺ الستم تعلمون ان وبناحی لایموت فان عیسٰی یاتی علیه الفناء

Marfat.com

ترجمہ: ''یعنی نصاریٰ نے آنحضرت ﷺ کے ہاں آ کر عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے متعلق گفتگو شروع کی۔ آپ نے جواب دیا حق کہ آپ نے فرمایا کہ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس پر موت نہیں آ سکتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ضرور موت آئے گی۔ کس قدر صاف ہے کہ ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں ورنہ آپ فرماتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت واقع ہو چکی ہے۔ امام احمد ابن ابی شیبہ سعید ابن بیہقی ابن ماجہ حاکم بطریق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں۔ ترجمہ ''عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ شب معراج میں میں نے (حضرت) ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام) سے ملاقات کی۔ پس انہوں نے قیامت کا تذکرہ کیا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ آپنے فرمایا مجھے علم نہیں اسی طرح موسیٰ علیہ السلام نے انکار فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کا علم بجز ذات باری کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ہاں اتنا مجھے علم دیا گیا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو وہ میرے ہی ہاتھوں سے قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ سے عہد ہے کہ میں عند نزول، دجال کو قتل کروں گا۔

کنز العمال ۴۹ برحاشیہ مسند امام احمد جلد۲ ص۵۷ اخرج ابن عساکر عن عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ انی اھی اریٰ احی بعدک فتاذن ان ادفن الی جنبل فقال و انی لی بذالک الموضع مافیہ الاموضع قبری وقبر ابی بکر و عمر و عیسٰی بن مریم.

ترجمہ: ''یعنی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد تک زندہ رہوں گی پس آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں بھی آپ کے پہلو رحمت میں دفن ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے وہاں تو فقط ایک میری قبر کی جگہ ہے اور (حضرت) ابوبکر اور عمر اور عیسیٰ ابن مریم کی۔ مشکوٰۃ شریف باب نزول عیسیٰ علیہ السلام۔

Marfat.com

ترجمہ: "یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے ان کی اولاد ہوگی۔ اور تقریباً پینتالیس سال زندہ رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے پہلو میں دفن ہوں گے پھر قیامت کے دن میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ایک قبر سے اٹھیں گے اسی طرح کہ (حضرت) رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان ہوں گے۔

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حیات مسیح علیہ السلام

ابوہریرہ مشکوٰۃ مترجم جلد۴ ۱۲۷، ۱۲۸ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم۔ عن

ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله تعال عليه وسلم والذى نفسي بيدهٖ ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصّليب و يقتل الخنزير ويضع الجزية ويقبض المال حتى لا يقبله احد و تكون السجدة الواحدة خير من الدنياوما فيها ثم يقول ابوهريرة فاقروا ان شئتم وان من اهل الكتاب الاليومن بهٖ قبل مرتهٖ.

ترجمہ: "یعنی کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ضرور عیسیٰ بیٹے مریم کے تم میں اتریں گے۔ بحالتیکہ حاکم عادل ہوں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور دجال کو قتل کریں گے خنزیر کو (یعنی حکم فرمائیں گے) اور مال اس قدر ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ دینا اور دنیا بھر کی چیزوں سے بہتر ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر تم کو شک ہو تو پڑھو قرآن مجید کی یہ آیت (اہل کتاب سے کوئی ایسا نہیں جو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پیش تر ان پر ایمان نہ لائے اور قیامت میں ان پر گواہ ہوں گے اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے بلکہ تمام صحابہ کا جن کے روبرو آپ نے یہ حدیث پڑھی کیونکہ کسی نے اس حدیث کا آپ پر انکار نہیں کیا۔ عبداللہ ابن ماجہ مصری جلد۲ ص۲۶۸ ترجمہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں میں نے (حضرت) ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ

Marfat.com

(علیہم السلام) سے ملاقات کی قیامت کا تذکرہ ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کا علم بجز باری تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ہاں میرے ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ نے اتنا وعدہ کیا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو میں اتروں گا اور اس کو قتل کروں گا۔ عبداللہ بن عمر بجلی آسمانی حصہ اوّل ص ۴۷ ترجمہ ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور دجال جب آپ کو دیکھے گا تو نمک کی طرح پگھلے گا۔ پس آپ دجال کو قتل کریں گے۔ عبداللہ بن سلام اور منثور جلد ص ۲۴۵ **خرج البخاری فی تاریخہ عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ مع رسول اللہ ﷺ و ابی بکر و عمر فیکون قبرہ رابعاً.** یعنی ”حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے مقبرے میں دفن ہوں گے آپ کے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن ہوں گے۔“ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابھی تک ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بجلی آسمانی ص ۴۹ **اخرج احمد و ابن ابی شیبہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال فینزل عیسیٰ فیقتل الدجال.** یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اور ایک دوسری حدیث اس مضمون کی منتخب کنز العمال حاشیہ مسند امام احمد جلد ۲ ص ۵۷ پر بھی موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ آسمان سے اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

اسی طرح ایک اور روایت آپ ہی سے ہے۔ جو کہ مسند امام احمد جلد ۶ ص ۷۵ پر ہے **فینزل عیسیٰ علیہ السلام فیقتلہٗ لم یمکث عیسیٰ علیہ السلام فی الارض اربعین سنۃ اماماً عدلاً و حکما مقسطاً.** یعنی آپ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے پس دجال کو قتل کریں گے پھر زمین میں چالیس سال برابر امام عادل اور حاکم منصف ہو کر رہیں گے۔ اسی طرح آپ سے ایک اور روایت

Marfat.com

بھی ہے جو کہ کنز العمال جلد ۷ ص ۲۶۷ پر ہے۔ اخرج ابن المناری فی مسندہ عن علی ابن ابی طالب قال لیقتله الله تعالیٰ بالشام علی عقبہ یقال لهاعقبہ رفیق لثلاث ساعات یمضین من النهار علی یدی عیسیٰ بن مریم. (از کتاب الاشاعۃ ص ۲۰۷) یعنی آپ فرماتے ہیں کہ آپ دجال کو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے عقبہ رفیق پر جو شام کے علاقہ میں ایک پہاڑی ہے جس وقت تقریباً تین گھڑیاں گذر جائیں گی قتل کرے گا۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنز العمال جلد ۷ ص ۲۰۷ جب آنحضرت ﷺ ابن صیاد کے پاس ایک جماعت صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اور دجال کی کچھ علامتیں ابن صیاد میں پائیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اجازت فرماتے ہیں کہ اس کو قتل کر دوں فرمایا کہ دجال کا قاتل عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہے تو اسکا قاتل نہیں۔ (رواہ احمد عن جابر) اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ خلاصہ موجودات ﷺ اور جملہ صحابہ کا یہی مذہب تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی اتر کر دجال کو قتل کریں گے اور مراد وہی مسیح ناصری صاحب کتاب (انجیل) آپ اور صحابہ کا مفہوم تھا اس لیے کہ اگر آپ اور آپ کے صحابہ کا یہ مذہب ہوتا کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو کر کشمیر میں مدفون ہو چکے ہیں جیسا کہ مرزا کا خیال ہے تو آپ ہرگز نہ فرماتے کہ دجال کا قاتل عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) ہے۔

(۲) یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر اور رفیع الشان صحابہ کا جس کی فراست کمال کو پہنچ چکی تھی آنحضرت ﷺ سے یہ سن کر کہ دجال کو عیسیٰ علیہ السلام اتر کر قتل کریں گے، خاموش ہونا ایک زبردست دلیل ہے کہ آپ کا مذہب یہی تھا کہ آپ کا رفع الی السماء جسمانی بحالت حیات ہوا اور اسی طرح نزول بھی جسمانی ہوگا۔ ورنہ آپ کہہ دیتے کہ یارسول اللہ ﷺ! ایسا اعتقاد رکھنا کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت تک زندہ رہیں گے ایک ناجائز خیال ہے آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آ کر دجال کو قتل کریں گے حالانکہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔

(۳) یہ کہ آپ کے علاوہ تمام صحابہ کا یہ سن کر کہ عیسیٰ علیہ السلام اتر کر دجال کو قتل کریں

Marfat.com

گے خاموش رہنا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ آپ کا یہ فرمانا بالکل برحق ہے ورنہ کوئی تو ان میں سے یہ کہہ اٹھتا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ تو فوت ہو چکے ہیں اب کیسے اتریں گے اور اس میں آپ کی سخت ہتک ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو قیامت تک آسمان پر زندہ رہیں۔ اور آپ زمین پر اور ان کو اتنی عمر دی جائے اور آپ کو اس کے عشر عشیر بھی نہیں۔ شیخ اکبر الدین عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب مستطاب فتوحات مکیہ میں باب میں لکھتے ہیں اور یہ وہ حضرت ہیں جن کا صاحب کشف ہونا مرزا کو بھی مسلم ہے۔ ترجمہ حضرت عبداللہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت عمرؓ نے سعد بن وقاصؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ نضلہ انصاری کو حلوان عراق کی جانب بھیجو تا کہ وہاں جا کر جہاد کرے پس سعد بن وقاص نے نضلہ انصاری کو ہمراہ ایک جماعت مہاجرین کو ادھر روانہ کر دیا ان لوگوں کو وہاں فتح نصیب ہوئی بہت سامال غنیمت ملا جب واپس ہوئے تو مغرب کا وقت قریب ہو گیا پس نضلہ انصاری نے گھبرا کر سب کو کنارہ پہاڑ پر ٹھہرایا اور خود آذان دینی شروع کی۔ جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو پہاڑ سے ایک مجیب نے کہا کہ اے فضلہ! تو نے غذا کی بہت بڑائی کی پھر نضلہ انصاری نے اشھدان لا الٰہ الا اللہ کہا تو اس مجیب نے کہا کہ اے نضلہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اور جس وقت اس نے اشھدان محمد رسول اللہ کہا تو اس نے جواب دیا کہ یہ اس ذات کا نام پاک ہے جس کی خوشخبری ہم کو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی اور یہ بھی فرمایا کہ اس نبی کی امت کے اخیر میں قیامت ہوگی پھر جب اس نے حی علی الصلوۃ کہا تو اس نے جواب میں کہا۔ کہ خوشخبری ہے اس کو جس نے ہمیشہ نماز ادا کی پھر جب اس نے حی علی الفلاح کہا تو اس نے جواب دیا کہ جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے نجات پائی پھر جب اس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو مجیب نے وہی پہلا جواب دیا۔ جب اس نے لا الٰہ الا اللہ پر اذان ختم کی تو مجیب نے جواب دیا۔ کہ اے نضلہ! تم نے اخلاص کو پورا کیا تمہارے بدن پر خداوند کریم نے آگ کو حرام کیا جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ اے صاحب! آپ کون ہیں؟ فرشتہ یا جن یا انسان جیسے آپ نے اپنی آواز ہم کو سنائی ہے ویسے اپنے آپ دکھائے بھی۔

Marfat.com

اس لیے کہ ہم خدا اور اس کے رسول اور نائب رسول عمر بن الخطاب کی جماعت ہیں۔ پس اسوقت وہ پہاڑ پھٹ گیا اور اس میں سے ایک شخص نکلا جس کا سر بہت بڑا چکی کے برابر تھا اور بال بالکل سفید تھے اور اس پر دو صوف کے کپڑے تھے اور ہمیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ کہا ہم نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہہ کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں کہ میں زریب بن برثملا وصی عیسیٰ ابن مریم ہوں مجھے عیسیٰ ابن مریم نے اس پہاڑ پر ٹھہرایا ہے اور میرے لیے آپ نے آسمان سے اترنے تک درازی عمر کی دعا فرمائی ہے جب وہ اتریں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور نصاریٰ کی اختراعی باتوں سے بیزار ہوں گے فرمایا کہ وہ نبی صادق فی الحال کس طرح ہے ہم نے عرض کیا کہ آپ کا وصال ہوگیا ہے پس وہ بہت روئے یہاں تک ان کی تمام داڑھی بھیگ گئی پھر فرمایا بعد ازاں تم سے کون خلیفہ ہوا ہم نے عرض کیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پھر فرمایا کہ وہ کیا کرتے ہیں ہم نے عرض کیا وہ وفات پاگئے ہیں فرمایا بعد ازاں کون خلیفہ ہوا۔ عرض کیا گیا کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پھر فرمایا کہ محمد ﷺ کی زیارت تو مجھے میسر نہ ہوئی پس تم لوگ میرا اسلام عمرؓ کو پہنچائیو اور کہیو کہ اے عمرؓ جس وقت یہ خصلتیں محمد ﷺ پر ظاہر ہوجائیں تو کنارہ کشی کے سوا مفرد چارہ نہیں جس وقت مرد مردوں کی وجہ سے بے پردہ ہوں (یعنی اغلام بازی کریں) اور عورت عورتوں کی وجہ سے (یعنی رنڈی بازی کریں) اور ادنیٰ لوگ اپنے آپ کو اعلیٰ کی طرف منسوب کریں اور بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں اور چھوٹے بڑوں کی توقیر نہ کریں امر بالمعروف اس طرح چھوڑ دیا جائے کہ کوئی نامور نہ کیا جائے اور نہی عن المنکر اس طرح چھوڑ دیں کہ کسی کو برائی سے نہ روکیں اور ان کے عام تحصیل علم بغرض حصول دینا کریں اور گرم بارش ہوا (یعنی غیر مفید) اور بڑے بڑے منبر بنائیں اور قرآن کو نقری طلائی کریں اور مسجدوں کی از حد زینت ہو اور پختہ پختہ مکان بنائیں اور خواہشات کی اتباع کریں اور دین کو دنیا کے بارے بیچیں اور خونریزیاں کریں اور صلہ رحمی منقطع ہو جائے اور حکم فروخت کیا جائے اور بیاج لیا جائے اور حکومت فخر ہو جائے اور دولت مندی عزت بن جائے اور ادنیٰ شخص کی تعظیم اعلیٰ کرے اور عورتیں زین پر سوار ہوں پھر ہم

Marfat.com

سے غائب ہو گئے۔ پس اس قصہ کو نضلہ انصاری نے اور سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد کو لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر اس پہاڑ کے پاس اترو جس وقت ان کے پاس اترو۔ مری طرف سے سلام کہنا۔ اس واسطے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی عراق کے پہاڑوں میں اترے ہوئے ہیں۔ پس چار ہزار مہاجرین اور انصار کے ہمراہ اس پہاڑ کے قریب اترے اور چالیس روز تک ہر نماز کے وقت اذان کہتے رہے مگر ملاقات نہ ہوئی۔

اس حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالہ الخفاء میں نقل کیا ہے۔ اور یہ حدیث اگرچہ اس میں محدثین کو بوجہ ابن ازہر کے کلام ہے لیکن صاحب کشف والوں کے نزدیک بالکل صحیح ہے جیسا کہ خود شیخ صاحب نے تصریح فرمائی ہے اس حدیث سے کئی امور ثابت ہوئے۔

(۱) الیٰ حین نزولہ من السما کا لفظ موجود ہے۔

(۲) زریب بن برثملا کا اس قدر زمانہ اور از تک بغیر اکل وشرب کے زندہ رہنا۔

(۳) عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول بنفسہ کی شہادت دینا۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نضلہ اور تین سو سوار کی روایت وصی عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کر کے اپنا سلام وصی علیہ السلام کی طرف بھیجنا۔

(۵) حضرت عمر کا بمعہ چار ہزار صحابہ مہاجرین و انصار کے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی اللہ کے نزول من السماء کو صحیح خیال کرنا نہ کہ اس کا کوئی مثیل آئے گا۔

(۶) چار ہزار سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم مہاجرین و انصار کا حضرت عیسیٰ بن مریم کی حیات جسدی پر اجماع قطعی۔

(۷) کسی کے دیر تک زندہ رہنے سے یا آسمان پر رہنے سے قطعاً فضیلت نہیں نکلتی اور نہ کسی کی توہین ہوتی ہے ورنہ صحابہ یہ اعتقاد نہ رکھتے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

Marfat.com

طبقات کبریٰ جلداوّل ص ۲٦ مطبوعہ لندن جرمنی پر ہے۔ اخبر اھشام بن محمد بن السائب عن ابیه عن ابی صالح عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال کان بین موسیٰ بن عمران و عیسٰی بن مریم الف سنة و تسعة مائة سنه فلم تکن بینهما فتره و ان عیسٰی علیه السلام حین رفع کان ابن النین و ثلاثین سنة و کانت نبوته ثلث وثلاثون سَنَةً و ان الله رفع بجسدهٖ وانه حی الأن وسیرجع الی الدنیا فیکون فیها مَلکاً ثم یموث کما یموت الناس. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا آپ نے کہ درمیان موسیٰ بیٹے عمران اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کے ایک ہزار نو سو برس گذرے جو کہ زمانہ فترہ کا نہ تھا اور ضرور جب کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام آسمان پر بمعہ جسم اٹھائے گئے ان کی عمر ۳۳ برس کی تھی اور ان کی نبوت کا زمانہ تیس برس کا تھا اور یقیناً وہ جلد واپس آنے والے ہیں دنیا میں اور آپ بادشاہ ہوں گے اور پھر آپ کی لوگوں کی طرح وفات ہوگی۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور جرامت کا خطاب رکھتے ہیں اور لیاقت علمیہ خصوصاً معارف قرانیہ میں اوّل نمبر ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کی زیادتی علم کے لیے دعا فرمائی تھی اور مرزا کو بھی یہ امر مسلم ہے ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۲۴۷ میں لکھتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کے سمجھنے میں اوّل نمبر والوں میں سے ہیں اور اس بارہ میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی دعا بھی ہے حدیث مذکورہ سے کئی باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی ہوا جس سے رفع روحانی کا ڈھکوسلا باطل ہوا۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام رفع جسمی ۳۳ برس کی عمر ہوا جس سے کہانی قبر کشمیر مرزا کی ایجاد کہ وہ باطل ہوئی۔

(۳) زندہ اٹھایا جانا ثابت ہوا جیسا کہ لفظ حیّ دلالت کرتا ہے۔

(۴) الی الدنیا بت رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے

Marfat.com

وہی نازل ہوں گے۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بادشاہ عادل ہو کر آنا ثابت ہوا۔ کیونکہ وارد ہوا ہے کہ جزیہ معاف کردیں گے اور یہ حق صرف بادشاہ کو ہے نہ کہ رعیت اور مرزا تمام عمر غلامی میں رہے۔

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تا نزول زندہ رہنا ثابت ہوا جیسا کہ لفظ ثم یموت کما یموت الناس بتلا رہا ہے۔ روی اسحق بن بشروابن عساکر عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فعند ذالک ینزل اخی عیسٰی ابن مریم من السّماء. یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت میرا بھائی آسمان سے اترے گا۔ (النہر الماد جلد ۸ ص ۲۴ پر ہے۔

وقرء ابن عباس وجماعة لعلم ای لعلامة للساعة یدل علی قرب میقاتها اذخروجه شرط من اشراطها ونزوله من السماء فی اخر الزمان. یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک جماعت نے لعلم پڑھا ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی ایک علامت ہیں جس سے قرب قیامت متصور ہے اس لیے کہ آپ قیامت کی شرطوں میں سے ایک شرط ہیں اور وہ یہ کہ اخیر زمانہ میں آپ آسمان سے اتریں گے اور تفسیر درمنثور میں ہے فلما توفیتنی ای رفعتنی یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توفیتنی کا ترجمہ رفعتنی کیا ہے یعنی تو نے مجھے جب اٹھالیا۔ تفسیر عباسی میں حضرت عبداللہ ابن عباس کو یہی تفسیر لکھی ہے پس ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ بجسدی عنصری موجود ہیں اور قبل قیامت آسمان سے اتریں گے اور اسی طرح مسند احمد جلد اول ۳۱۷، ۳۱۸ ابن کثیر جلد نہم ص ۱۴۴ درمنثور جلد ۶ ص ۲۰ فتح البیان جلد ہشتم ص ۳۱۱، ۳۱۲ ترجمان القرآن جلد ۱۴ ص ۶۶ مواہب الرحمٰن پارہ ص ۲۵، ۱۴۴ مستدرک حاکم جلد دوم ص ۴۴۸ تفسیر ابن جریر جلد ۲۵

Marfat.com

ص ۴۸، ۴۹۔

تفسیر در منثور جلد ششم ص ۶۰ پر بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ ترجمہ: یعنی یہود کے ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو گالیاں دی آپ نے بددعا کی جس سے ان کی صورتیں مسخ ہوگئیں۔ پس یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر اتفاق کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی اور وہ آپ کو آسمان پر اٹھالے گا اور صحبت یہود سے پاک کردیا۔

صحیح نسائی میں ہے۔ عن ابن عباس ان رھطاًمن الیھود ھبوہ وامہ فدعا علیھم فمسخھم قردۃ وخنازیر فاجتمعت الیھود علی قلتہ فاخبرہ اللّٰہ بانہ یرفعہ الی السما و یطھرہ من صحبۃ الیھود. ابن ابی خاتم. ابن مردویہ قال ابن عباس سیدرک الناس من اھل الکتاب عیسٰی حسین یبعث فیومنون بہ (فتح البیان) یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اہل کتاب آپ کے ساتھ ایمان لائیں گے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ آپ نے جو متوفیک کی تفسیر ممیتک سے کی ہے اس سے یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کی موت زمانہ گذشتہ میں واقع ہوئی ایک تو اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمی کی تصریح موجود ہے جیسا کہ ابھی گذرا اور دوسرا اس لیے کہ ممیتک زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہی نہیں جیسا کہ متوفیک نہیں کرتا کیونکہ یہ اسم فاعل ہے جو کہ زمانہ پر وصفاً دلالت نہیں کرتا اگر کسی قرینہ وشرطہ سے اسم فاعل زمانہ پر دلالت کرے بھی تو یہاں زمانہ حال بلکہ استقبال پر ہی کرے گا۔ نہ کہ ماضی پر پس معنی یہ ہوئے کہ میں تجھے تیرے وقت میں مارنے والا ہوں جیسا کہ تفسیر کشاف وغیرہ میں یہی معنی لکھا ہے۔ اور نیز یہ صاف ہوا کہ جب کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب متوفیک کی ممیتک جس کسی نے اس تفسیر کو نقل کیا ہے۔ ان کا مذہب حیات مسیح علیہ السلام اور نزول بعینہٖ کے قائل ہیں تو جس کسی نے اس تفسیر کو نقل کیا ہے ان کا مذہب حیات مسیح علیہ السلام اور نزول بعینہٖ کا ہے جیسا کہ ابھی آتا ہے۔ عبداللہ بن مغفل۔ کنزالعمال جلد ہفتم ص ۱۹۹

Marfat.com

حدیث ۹۳،۲۰ ترجمہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ابن مریم نازل ہوں گے اور امام و حاکم و عادل ہوں گے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے مصدق ہوں گے۔

عبداللہ بن عاص بجلی آسمانی ص۴۲ دجال کے قصہ میں ابن عساکر کرنے اپنی تاریخ میں عبد اللہ ابن عاص سے اخراج کیا ہے کہ بعد نزول حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے ابوسعید بجلی آسمانی ص۴۱ اخرج ابی نعیم فی الحلیة عن ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسٰی بن مریم فیقول امیر مهدی تعال صل لنا فیقول لنا ان بعضکم علی بعض امراء. ترجمہ: آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اور امام مہدی کہیں گے کہ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے آپ انکار فرمائیں گے۔الخ

اماۃ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سنن ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال و نزول عیسیٰ علیہ السلام جلد دوم ۳۶۷ اور کنزل العمال جلد ہفتم ص ۳۶۵ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیبعث الله المسیح ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق. ترجمہ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق کے مشرقی منارے پر اتریں گے۔ حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل اور اترنے سے پیشتر منارہ بنا ہوا تھا اس پر آپ اتریں گے نہ کہ بعد میں بنایا جائے گا۔ جیسا کہ مرزا نے کہا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہاں فقط ایک منارہ نہیں ہوگا بلکہ چار مینارے ہوں گے آپ شرقی پر اتریں گے نہ کہ ایک منارہ جیسا کہ مرزا نے سمجھا بات یہ ہے کہ مرزا کی جیسے بناوٹی نبوت اور خانہ ساز رسالت ہے ویسے ہی معنی بھی بناوٹی اور خانہ ساز ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنز العمال جلد ہفتم ص ۲۰۲ ترجمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور مسلمانوں کا امیر کہے گا کہ آپ نماز پڑھائیں تو آپ فرمائیں گے کہ نہیں تم سب ایک دوسرے کے امیر ہو اور یہ وقت کی بزرگی ہے۔ حذیفہ بن سعید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنز العمال جلد ہفتم ص ۱۸۵ میں ہے۔ ترجمہ یعنی ہم قیامت کے بارے میں ذکر کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے

Marfat.com

آئے اور دریافت فرمایا کہ کیا ذکر کر رہے تھے ہم نے عرض کی کہ قیامت کا آپ نے فرمایا قیامت نہ آئے گی جب تک یہ دس نشانیاں نہ دیکھو۔ دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع کرنا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا اجماع تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں اور وہی بعینہٖ نازل ہوں گے کیونکہ ایک مجمع تھا جس نے یہ حدیث سنی اور اگر آپ بحیات نہ ہوتے تو جھٹ کہہ دیتے کہ آپ تو مر چکے ہیں پھر کیسے اتریں گے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جن دس علامتوں کا آپ نے ذکر فرمایا۔ وہ سب خلاف عادت ہیں تو جب دس میں سے نو چیزیں باوجودیکہ وہ خلاف عقل ہیں ہر مسلمان کو بلکہ مرزا کو بھی تسلیم ہیں تو نزول بعینہٖ جو کہ خلاف عادت ہے وہ کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور اتنی چیخ و پکار کی جاتی ہے۔

حضرت ثوبان کنز العمال جلد ہفتم ص۲۰۲ ینزل عیسی بن مریم عند المنارۃ البیضآء دمشق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم جامع دمشق کے مشرقی کنارے پر اتریں گے (کیسان) عبد الرحمٰن بن ثمرہ بجلی آسمانی جلد اول ۴۹ ترجمہ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے سچا رسول بنا کر بھیجا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میرے خلفاء میں سے ہوگا۔ سمرہ بجلی آسمانی جلد اوّل ص۴۶ ترجمہ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اترے گا اور محمد ﷺ کی تصدیق کرے گا۔ اور دجال کو قتل کرے گا اور پھر قیامت ہوگی مجمع بن جاء، ترمذی ترجمہ اردو جلد دوم ص۱۳۱ کنزل العمال جلد ہفتم ص۲۰۲ مرقات جلد ۵ ص۱۹۸ آپ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ کو یوں فرماتے سنا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور دجال کو دروازۂ لدیت پر قتل کریں گے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنز العمال ص۱۹۸ (آپ روایت کرتے ہیں) جلد نمبر ہفتم ص۱۸۶ وہی دس نشانیاں اس حدیث میں ہیں جو کہ پہلے مذکور ہو چکی ہیں ابو شریحہ کنز العمال جلد ہفتم ص۱۸۵ وہی دس نشانیوں کا بیان ہے جو کہ اوپر گزریں غروہ بن اویم اور انس بن مالک کا یہی مذہب ہے دیکھو کنز العمال جلد ششم ص۱۲۶ یحیٰی بن عب الرحمٰن الثقفی درمنثور جلد دوم ص۲۵ ترجمہ: یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

Marfat.com

نے نکاح نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ اٹھائے گئے۔ عاطب بن ابی بلتعہ خصائص الکبری جلد دوم ص ۱۲ بیہقی نے ان سے اخراج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں اٹھالیا ہے۔ سفینہ درمنثور جلد پنجم ص ۳۹۴ ترجمہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور عقبہ رفیق کے پاس اتریں گے۔ اسی طرح سمرہ بن مبذب اور عمرو بن عوف عمران بن حصلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہم ضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی مسلک ہے۔

تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور حیات مسیح علیہ السلام

امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ اکبر ۱۰۲ ص ۱۶ خروج الدجال و یاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها و نزول عیسٰی علیه السلام من السماء وباقی. علامات یوم القیمة علیٰ ماوردت به الاخبار الصحیة حق کائن یعنی دجال اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور باقی تمام قیامت کی علامتیں جو کہ صحیح فرشتوں سے ثابت ہیں بالکل حق ہیں اور وہ یقیناً ہونے والی ہیں۔ یہ وہ امام ہیں جنکی تقلید کا امرزا دم بھرتے ہیں اوران کی فراست اور فہم کو باقی اماموں سے بڑھ کر مانتے ہیں۔ دیکھئے ازالہ اوہام جلد دوم ص ۵۳۰، ۵۳۱ میں لکھتے ہیں امام اعظم اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم وفراست اور فہم و روایت میں آئمہ باقی ثلاثہ سے افضل اور اعلیٰ تھے اور ان کی خداداد قوت اور قدرت فیصلہ بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کو قوت مدرکہ کو قرآن کے سمجھنے میں ایک دست گاہ تھی۔ کئی باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ آپ کی علمی ثقافت اور فہم وفراست باقی تین اماموں سے بڑھ کر تھیں۔ (۲) آپ کو ثبوت اور عدم ثبوت میں کافی امتیاز تھا۔ (۳) آپ کو معارف قرآنیہ میں ایک کامل دست گاہ تھی۔ (۴) آپ مجتہد مطلق تھے۔ (۵) جو آپ کا مذہب تھا وہی باقی اماموں کا مذہب تھا کیونکہ جب اعلیٰ شخص نے ایک چیز کا اقرار کرلیا تو اس سے ادنیٰ شخص کو اس بات کا مان لینا از بس ضروری ہے پس نتیجہ صاف ہے کہ چار اماموں کا

Marfat.com

مذہب یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک اسی جسم سے زندہ ہیں اور قبل از قیامت تریں گے۔ امام محمد بن ادریس الشافی آپ کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک حیات ہیں۔ اس لیے کہ آپ سے اعلیٰ یعنی امام اعظم کا مذہب یہی ہے دوسرا اس لیے کہ یہ شاگرد ہیں امام اعظم کے اور ان کے مذہب اوپر بیان ہو چکا ہے کہ وہ حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں لہٰذا یہ بھی اس بات کے معتقد ہوں گے۔ تیسرا اس لیے کہ اگر اس عقیدہ میں یہ مخالف ہوتے تو ضرور امام اعظم کی مخالفت کرتے اور بالخصوص جبکہ ایک امر اعتقادی ہو تو کسی طرح سکوت جائز نہیں پس اختلاف نہ کرنا زبردست دلیل ہے کہ اس عقیدہ میں سب امام اعظم کے ساتھ متحد ہیں۔ چوتھا اس لیے کہ آپ کے سب مقلد صحاح ستہ وغیرہ والوں کا یہی مذہب ہے۔ گویا اپنے اپنی خاموشی سے ''سکوتی اجماع'' پر مہر تصدیق کردی امام احمد مسند امام احمد جلد اول ص ۳۱۸ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نہ لعلم للساعۃ یہ عیسیٰ بن مریم کا قبل از قیامت نکلنا اور اترنا ہے۔ اور دوسرا اس لیے کہ ان سے اعلیٰ یعنی امام اعظم کا یہی مذہب ہے تیسرا اس لیے کہ آپ سے مخالفت اور تصریح وفات ثابت نہیں بلکہ تصریح حیات ثابت ہے۔ امام مالک آپ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم جلد اول ۲۶۶ پر ہے۔ **فی العتبة قال مالک بین ان الناس قیام یستمعون لاقامة الصلوٰة فتغشاهم غمامة فاذا عیسٰی قد نزل.** یعنی عتبہ میں ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ اس حالت میں کھڑے ہوں گے اقامت نماز سنتے ہوں گے کہ اچانک ان کو ایک بادل ڈھانک لے گا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً اس وقت اتریں گے۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ کتاب امام مالکؒ کی نہیں ہے بلکہ امام عبدالعزیز اندلسی قرطبی کی ہے دیکھو کشف الظنون جلد اوّل ص ۱۰۶، ۱۰۷ اور دوسرا اس لیے کہ آپ سے اعلیٰ یعنی امام اعظم کا یہی مذہب ہے تیسرا اس لیے کہ آپ کے مقلدوں کا یہی مذہب ہے ورنہ ضرور مخالفت کرتے اور وفات مسیح علیہ السلام کی تصریح کرتے مگر یہاں تو حیات مسیح علیہ السلام کی تصریح موجود ہے علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب قسطانی میں فرماتے ہیں **فاذا نزل سیدنا عیسٰی (ابن**

Marfat.com

مریم) علیه السلام فانه یحکم بشریعه نبینا صلی الله علیه وسلم بالھام و اطلاع علی الروح المحمدی او بماشاء الله من استنباط لھا من الکتاب و اسنه و نحو ذالک فھو علیه السلام وان کان خلیفة فی الامّة المحمدیة فھو رسول و نبی کریم علی حالهٖ لاکمایظن بعض الناس انه یاتی واحداً من ھذهٖ الامّة بدون نبوة و رسالة وجھل انھالایرد لان بالموت کما تقدم فکیف بمن ھوحی نعم ھو واحدة من ھذه الامة مع بقائه علی نبوقو رسالة. یعنی جبکہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے آنحضرت ﷺ کی شریعت کے موافق حکم صادر فرمائیں گے بوجہ الہام یا اطلاع فیوض نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے یا جیسا کہ منظور خدا ہوگا کتاب وسنت سے استخراج فرمائیں گے پس حضرت مسیح علیہ السلام گوامت محمدیہ میں ایک خلیفہ ہوں گے مگر وہ رسول اور نبی ہوں گے جیسا کہ پہلے نبی اور رسول تھے جس نے یہ اعتقاد کیا ہے کہ وہ اس وقت نبی اور رسول نہیں ہوں گے غلطی پر ہے کیا وہ یہ نہیں جانتا کہ نبوت و رسالت ہر دو بوجہ موت زائل نہیں ہوتیں جیسا کہ گذرا پس اس انسان کے متعلق کیسے متصور ہوسکتا ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہے اور جب آئے گا تو بلا نبوت و رسالت آئے گا ہاں باوجودیکہ آپ نبی اور رسول ہوں گے آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک امتی ہوں گے۔ ایسا ہی شیخ الاسلام اور نفرادی مالک نے خورکہ دوانی میں تصریح کی ہے۔ چوتھا اس لیے کہ جب آپ نزول بعینہٖ کے قائل ہیں تو رفع بعینہٖ کے بھی قائل ہوں گے۔ کیونکہ نزول بعینہٖ فرع ہے رفع بعینہٖ کی پانچواں اس لیے مسیح علیہ السلام پر اجماع ہے تو پھر کیسے علیحدہ شمار کیے جاسکتے ہیں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاعلام میں تحریر فرماتے ہیں۔ انه یحکم بشرع نبینا وودت به الاحادیث و انعقد علیه الاجماع یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو آنحضرت ﷺ کی شریعت کے ساتھ حکم فرمائیں گے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ فتح البیان میں ہے وقدتوترت الاحادیث بنزول عیسٰی جسما اوضح ذالک الشوکانی فی مولف مستقل. الخ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کے بعینہٖ اترنے پر اور اسی

Marfat.com

جسم کے ساتھ نازل ہونے کے متعلق متواتر حدیثیں آئی ہیں اور علامہ شوکانی نے ایک کتاب مستقل میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ اجماع آپ کی اس حیات میں ہے جو کہ عند رفع اور اٹھائے جانے کے وقت ثابت ہے نہ اس حیات پر جو اٹھائے جانے سے پیش تر متحقق ہے کیونکہ یہ حیات یعنی اٹھائے جانے سے پہلے مختلف فیہ ہے۔ بعض اہلسنت والجماعت اور بعض نصاریٰ کا یہ مذہب ہے کہ اٹھائے جانے سے پیشتر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی بعد میں آپ کو زندہ کیا گیا اور آسمان پر اٹھا لیا گیا اور جمہور اہلسنت والجماعت اور اکثر نصاریٰ اس کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جانے کے وقت زندہ تھے اسی طرح زندہ اٹھائے جانے سے پہلے بھی زندہ تھے اور آپ پر قطعاً موت واقع نہیں ہوئی۔

قال شيخ الاسلام الحرانی وصعود الادمی ببدنہ الی السماء قدثبت فی امر المیسح عیسٰی بن مریم علیه السلام فانه صعد الی السما و سوف ینزل الی الارض و هذا ماتوافق النصاریٰ علیه المسلمین فانهم یقولون المسیح صعد الی السماء ببدنہ و روحہ کما یقول المسلمون و انه سوف ینزل الی الارض ایض و هذا کما یقوله المسلمون و کما اخبربه النبیّ صلی الله علیه وسلم فی الاحادیث الصّحیحة لکن کثیراً من النصّریٰ یقولون انه یعد بعد ان صلب و انه قام من قبرہٖ اما المسلمون و کثیر من النصریٰ یقولون انه لم بصلب ولکن صعد الی السماء بلاصلب والمسلمون و من وافقهم من النصاریٰ یقولون انه ینزل الی الارض قبل یوم القیامة وان نزوله من اشراط الساعةش کمادل علی ذالک الکتاب والسنةِ. الخ

یعنی شیخ اسلام حرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اٹھائے جانے سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ آدمی بمعہ جسم آسمان پر جا سکتا ہے اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اوپر اٹھائے جانے سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ آدمی بمعہ جسم آسمان پر جا سکتا ہے اس

Marfat.com

لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم اوپر اٹھائے گئے اور عنقریب آسمان سے اتریں گے اور یہ ایسا امر ہے جس پر نصاریٰ بھی مسلمانوں کا یہی مذہب ہے کہ آپ کو بلاسولی آسمان پر اٹھالیا گیا ہے اور آپ قیامت سے پہلے زمین پر اتریں گے اور آپ کا اترنا قیامت کی نشانی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

بیضاوی شریف میں ہے قیل اماته الله سبع ساعات ثم رفعه الله الی والیه ذهب النصریٰ یعنی یہ قول (کہ اٹھانے سے پہلے سات ساعت تک مرے رہے) نصاریٰ کا قول ہے اور معالم التنزیل وابن کثیر میں ہے قال وهب توفی الله عیسیٰ ثلث ساعات من النهار ثم احیاه ثم رفعه الله الیه و قال محمد بن اسحاق ان النصریٰ یزعمون ان الله تو فاهُ سبع ساعات من النهار ثم احیاه و رفعه الیه. یعنی وہب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان میں تین ساعت تک وفات دی پھر زندہ کیا اور آسمان کی طرف اٹھالیا اور محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ اکثر نصاریٰ کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو دن میں سات ساعت تک وفات دی بعدازاں زندہ کیا اور آسمان کی طرف اٹھالیا۔ پہلے قول (یعنی سات ساعت) کو سب نے نصاریٰ کی طرف منسوب کیا ہے اور دوسرے قول کے بعض اہل اسلام قائل ہیں اور امام مالک بھی انہی میں سے ہیں پس اس سے یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ جب امام مالک وفات کے قائل ہیں تو اجماع کے کیا معنی؟ مجمع البحار میں ہے قَالَ مَالِکُ مَاتَ کیونکہ امام مالکؒ کا خلاف صرف اس حیات میں ہے جو کہ اٹھائے جانے سے پیشتر ہے نہ کہ اس حیات میں جو کہ رفع کے وقت ثابت اور محقق ہے اسی واسطے شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار اسکی یہ تاویل کرتے ہیں ولعلهُ اراد رفعه علی السماءِ او حقیقةً ویجی فی اخر الزمان لتواتر خبر النزول. یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ ہے کہ آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا یا حقیقی طور پر آپ کی وفات ہوچکی ہے اور اخیر زمانہ میں آپ اتریں گے جیسا کہ متواتر حدیثوں سے آپ کا اترنا ثابت ہے۔ اب نتیجہ صاف ہے کہ امام مالک اس حیات میں خلاف کر رہے ہیں جو کہ رفع سے پہلے ہو ورنہ اگر آپ کا مطلب یہ

Marfat.com

ہوتا کہ آپ کو قطعی موت دی گئی اور زندہ اٹھائے نہیں گئے تو نزول بعینہ کے کیسے قائل ہوتے کیونکہ نزول بعینہ فرع ہے رفع بعینہ وبجسمہ کا بہرصورت آپ کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا جیسے کہ آپ کے مقلدوں کا مذہب ہے اور دیگر ائمہ اکابر کا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جلد ۱۳ ص ۲۸۱ عمدۃ القاری جلد ہفتم ص ۴۵۲ درمنثور جلد دوم ص ۲۴۱ اخرج ابن جریر حسن بصری و ان من اھل الکتاب الالیومن بہٖ قبل موتہٖ قال قبل موت عیسیٰ واللہ ان حی الان عند اللہ ولکن اذا انزل آمن بہ اجمعون یعنی آپ فرماتے ہیں قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے اور وہ اللہ کی قسم ابھی تک آسمان پر زندہ ہیں لیکن جس وقت اتریں گے سب کے سب آپ پر ایمان لائیں گے۔ کعب الاحبار عمدۃ القاری جلد ہفتم اور ص ۴۵۳ اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن کعب الاحبار فیرجع امام المسلمین المھدی فیقول عیسٰی بن مریم تقدم. یعنی امام المسلمین حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب واپس تشریف لائیں گے پس عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائیں گے کہ بڑھیئے نماز پڑھایئے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امام مہدی اور ہیں نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ ربیع بن انس درمنثور جلد دوم ص ۳ تفسیر کبیر جلد دوم ص ۳۹۴ تفسیر ابوداؤد جلد دوم ۵۸ ترجمہ۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس نصاریٰ آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بحث ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ زندہ لایموت ہے یعنی اس کو موت نہیں آتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابھی تک موت واقع نہیں ہوئی اور آئندہ واقع ہوگی۔ حریث بن مغشی درمنثور جلد دوم ص ۳۶ اخرج حاکم فی المستدرک عن حرث بن مغشی قال ولیلۃ اسریٰ بعیسیٰ یعنے دفع الی السماء یعنی اس رات جس رات عیسیٰ علیہ السلام کو اسریٰ نصیب ہوا یعنی آپ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ مجاہد درمنثور جلد دوم ص ۲۳۸ اخرج عبد بن حمید و

ل امام حسن بصری سلسلۂ صوفیائے کرام کے سرتاج بیسوں مجددین کو ان کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔ ایسے ہی آپ ابن عباس کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ۱۲ عسل مصفی جلد اول ۹۱ ۔ ۹۲

Marfat.com

ابن جریر و ابن المنذر عن مجاهد فی قولہ تعالیٰ شبہ لھم قال صلبوا غیر عیسٰی و رفع اللہ الیہ عیسیٰ حیاً۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور ان کے علاوہ غیر کو صلیب پر دیا گیا۔ قتادہ اخرج ابن جریر و منع اللہ نبیّہ و رفعہ الیہِ یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ عکرمہ۔ ضحاک، ابو مالک، ابو العالیہ، تفسیر ترجمان القرآن ص ۴۱-۴۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی نشانی ہے۔ وہب بن منبہ درمنثور جلد اوّل اخرج ابن عساکر وحاکم عن وھب بن منبہ قال امات اللہ عیسٰی ثلاث ساعات ثم احیاہ و رفعہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تین ساعات تک وفات دیکر زندہ کیا اور پھر آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ یہ تفسیر انا جیل مروجہ کے مطابق ہے۔ عطاء ابن ابی رباح تفسیر فتوحات الٰہیہ جلد اوّل ص ۵۳۵ قال عطاء اذا نزل عیسٰی الی الارض لایبقی یھودی ولا نصرانی الا امن بعیسٰی یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے تو کوئی یہودی یا نصرانی نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

امام جعفر، امام باقر، امام زین العابدین، امام حسینؓ مشکوٰۃ المصابیح ۴۶۱ اخرج عن جعفر الصادق عن ابیہ محمد باقر عن جدہٖ امام حسین ابی زین العابین قال قال رسول اللہ ﷺ کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اخرھا۔ یعنی کیونکہ ہلاک ہوسکتی ہے وہ امت جس کے اول میں ہوں اور درمیان مہدی اور آخر میں مسیح علیہ السلام کس قدر روشن ہے کہ مہدی اور مسیح علیہ السلام اور حسین بن الفضل تفسیر خازن جلد اول ص ۲۴۴ تفسیر کبیر جلد دوم ص ۴۵۶ قول الحسین بن الفضل ان المراد بقولہ و کھلا۔ بعد ان ینزل من اخر الزمان ویکلم الناس و یقتل الدجال یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول یعنی ''کہلا'' سے یہ ہے کہ آخیر زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے لوگوں سے کلام کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے یہی مضمون تفسیر فتح البیان جلد دوم ص ۴۴ میں ہے ابن زید آپ فرماتے ہیں کہ وانہ لعلم للساعۃ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا ہے تفسیر ابن جریر جلد ۲۵ ص ۴۹ ضحاک۔ آپ فرماتے ہیں کہ وانہ العلم للساعۃ سے مراد یہ

Marfat.com

ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پیشتر دنیا میں اتریں گے۔

محدثین رحمہم اللہ اور حیات مسیح علیہ السلام

حافظ ابوعبد اللہ البخاری صحیح البخاری نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، کتاب ذکر الانبیاء جلد اوّل ص۴۹۰ میں ہے۔ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہٖ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً مقسطاً فیکسر الصّلیب وتقیل الخنزیر و یضع العرب ویفیض المال حتی لایقبل احدوتکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیھا ثم فیقول ابوھریرۃ فاقروا ان شتم وان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہٖ درمنثور جلد دوم ص۲۴۵ اخرج البخاری فی تاریخہٖ عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسٰی مع رسول اللہ ﷺ وابی بکرٍ وعمر ویکون رابعاً. دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ضرور تم میں حاکم و عادل بن کر آئیں گے پس سولی کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑائی کو بند کریں گے اور مال کو اس قدر بہائیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ دنیا و فیہا سے بہتر شمار ہوگا پھر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں شک ہو تو یہ آیۃ وان من اہل الکتاب (الآیۃ) پڑھ لو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے مقبرہ میں آپ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ دفن کیے جائیں گے۔ اور آپ کی چوتھی قبر ہوگی۔ حضرات سامعین یہ وہی بخاری ہے۔ جس کو مرزا قرآن مجید کے بعد اصح الکتب مانتے ہیں اس میں قرآن مجید کی رو سے مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزول بعینہٖ ثابت ہے اور یہ بھی کہ مدینہ منورہ میں فوت ہو کر آنحضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ میں مدفون ہوں گے نہ یہ کہ کشمیر اور قادیان میں بھی ہے امام بخاری کا مذہب ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں سے اسی عقیدہ کے اظہار کے لیے باب ہی اسی عنوان سے شروع کیا ہے (باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام) اور یہی وجہ ہے کہ آپ کا

Marfat.com

چونکہ مذہب یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ اٹھا لیے گئے اور قبل از قیامت بعینہٖ از قیامت بعینہٖ اتریں گے اپنی صحیح بخاری میں اس آیت و اذقال اللہ یعیسیٰ أنت قلت (آلایۃ) میں قال بمعنی یقول اور اذ کو صلہ یعنی زاہدہ قرار دیا ہے اور کہا ہے یہ سوال و جواب قیامت میں ہوگا اور قال بمعنی یقول خلیفہ اول مرزا مولوی نورالدین صاحب نے بھی لیا ہے (مقدمہ اہل کتاب ص ۱۷۸) پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں آل عمران کے لفظ متوفیک کی تفسیر ممتیک کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے اسے یہ ہرگز نہیں ثابت ہوتا کہ آپ کا مذہب وفات مسیح ہے کیونکہ اول توفیک سے تحقق موت کے معنی نکلتے ہی نہیں۔ دوسرا اس لیے ک جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب وفات مسیح علیہ السلام نہیں جس کا تذکرہ گذر چکا تو امام بخاری کا جو کہ ناقل محض ہیں کیسے یہ مذہب ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔

ابوعبداللہ محمد بن ماجہ قزوینی۔ ابن ماجہ جلد دوم ص۲۶۵ عن لوامن بن سمعان ان المسیح ینزل عند منارۃ البیضاء شرقی دمشق الخ مسیح علیہ السلام جامع دمشق کے مشرقی منارہ پر اتریں گے۔ حافظ ابوعیسیٰ محمد بن علی الحکیم الترمذی ترمذی جلد دوم ص ۴۷ عن نواس ان المسیح ینزل عند المنارۃ البیضاء دمشق الخ یعنی آپ مشرقی منارۃ پر اتریں گے۔ سلیمان بن اشعب سجستانی سنن ابوداؤد جلد دوم ص۲۴۶ عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال لیس بنی بینیؑ و بینہٗ ای عیسٰی و انہ نازل الخ یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مابین کوئی نبی نہیں اور وہ اترنے والے ہیں۔ ابو عبدالرحمن احمد شعیب النسائی سنن النسائی کتاب الجہاد ص۴۹۶ عن الثوبان عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ عصابتان منامتی اخرھم اللہ من النار عصابۃ تغزوا الھند رعصابۃ تکون مع عیسٰی بن مریم یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے دور کیا ہے ایک ہند سے جہاد کرے گی اور دوسری عیسیٰ علیہ السلام ساتھ ہوگی (اور کفار سے لڑائی کرے گی) یہ صحاح ستہ والوں کا مذہب

Marfat.com

ہے محمد بن سیرین بجلی آسمانی جلد اول ص ۴۴ اخرج ابن ابی شیبة فی مغعنه عن ابن بشر قال المهدی من هذا الامة وهو الذی یصلی خلفه عیسی بن مریم یعنی امام مہدی اس امت سے ہوں گے اور امام مہدی وہ ہیں جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخص ہیں ابو داؤد طیالسی کنز العمال جلد ہفتم ص ۲۰۳ اخرج ابو داؤد طیالسی فی مسندہٖ عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال لم سیلط علی الدجال الاعیسی بن مریم یعنی بجز عیسیٰ علیہ السلام کے اور کوئی دجال کو قتل نہیں کرے گا۔ ابو عبداللہ محمد المعروف بحاکم عون ابوودد شرح ابی داؤد جلد چہارم ص ۲۰۵ اخرج الحاکم عن ابی هریره عن النبی ﷺ قال لیهبطن عیسی اماما مقسطاً یعنی عیسیٰ علیہ السلام عادل ہو کر اتریں گے امام عبد الرزاق (۱۴۴) درمنثور جلد ششم ص ۲۰ اخرج عبد الرزاق عن قادة و انه لعلم للساعة قال نزول عیسی علیه السلام للساعةِ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا علامات قیامت میں سے ہے۔

(۱۴۵) ابن حاتم (۱۴۶) ابن مردویہ (۱۴۷) عبد بن حمید (۱۴۸) سعد بن منصور (۱۴۹) طبرانی تفسیر درمنثور جلد ششم ص ۲۰ میں مذکور ہے کہ یہ (مفسریں) محدثین حضرت ابن عباس سے آیت وانه لعلم للساعة کی تفسیر کرتے ہیں کہ قیامت کے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا نشانی قیامت سے ہے۔ ابو نعیم آسمانی بجلی جلد اوّل ص ۴۸ اخرج ابو نعیم عن عبد الله بن مسعود فی الحدیث الطویل حتی ینزل علیهم عیسی بن مریم فیقاتلون مع الدّجال الخ یعنی مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کا مقابلہ کریں گے۔ اسحٰق بن بشیر (۱۵۱) بن العساکر کنزل العمال جلد ہفتم ص ۲۶۸ میں ہے اخرج اسحق بن بشیر و ابن العساکر عن ابن عباس عن النبی ﷺ فیعند ذالک ینزل اخی عیسی ابن مریم من السماء یعنی اس وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ ابو کبر ابن ابی شیبہ بجلی آسمانی (۱۵۲) ص ۴۹ اخرج ابن ابی شیبه عن عائشه عن

Marfat.com

النبی ﷺ فینزل عیسٰی فیقتل الدّجال الخ یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کو قتل کریں گے۔ ابن جوزی (۱۵۳) مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام۔ ترجمہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے پھر شادی کریں گے اور انکی اولاد ہوگی اور ۴۵ برس رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ ابن حبان اسعاف اسرابین برحاشیہ مشارق الانوار مطبوعہ مصر ص ۱۲۴ اخرج ابن حبان مرفوعاً ینزل عیسٰی فیقول امیر المھدیٰ تعالیٰ صلّ بنا فیقول له انما بعضکم ائمة علٰی بعض تکرمة لھذه الامة الخ یعنی عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو امام مہدی کہیں گے کہ نماز پڑھائیے۔ آپ انکار فرمائیں گے اور کہیں گے کہ بوجہ خصوصی اس امت کے اسی میں سے امام ہونا چاہئے۔ دیلمی کنز العمال (۱۵۵) جلد ششم ص ۱۲۶ اخرج دیلمی عن انس قال کان طعام عیسٰی الباقلا حتی وفعهٔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا طعام باقلا تھا اور اسی حالت پر انکو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ بیہقی کتاب کتاب الاسماء والصفات (۱۵۶) ص ۳۰۱ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذ ینزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم. الخ یعنی تمہارا کیا حال ہوگا؟ جس وقت ابن مریم علیہ السلام آسمان سے تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم سے ہوگا۔

بزار بجلی آسمانی (۱۵۷) ص ۴۶ اخرج البزاز عن ابن مسعود قال قال سول الله ینزل عیس ؑی بن مریم مصدقاً لمحمدٍ وعلی ملته فتقیل الدجال ثم انما ھر قیام الساعة یعنی عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے درحالیکہ آنحضرت ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ کے مذہب پر ہوں گے پس دجال کو قتل کریں گے پھر قیامت قائم ہوجائے گی۔ احمد بن علی ابویعلی بجلی آسمانی ص ۴۷ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول الله ﷺ یدرکونه دجال من امتی عیسٰی بن مریم. یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بہت سے آدمی میری امت کے عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پائیں گے۔

Marfat.com

بزرگان دین علماء کرام وحیات مسیح علیہ السلام

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد اول ص ۱۱۳ اللہ عزوجل عیسیٰ را بآسمان برداشت یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا اشعۃ اللمعات جلد چہارم ۳۴۴ فرود آید عیسیٰ از آسمان برزمین۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے (۱۶۱) اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۳۷۳ یہ تحقیق ثابت شدہ است باحادیث صحیحہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فرود می آیداز آسمان برزمین وی باشد تابع دین محمد ﷺ وحکم می کند بشریعت آنحضرت ﷺ۔ یعنی صحیح حدیثوں سے البتہ ثابت ہوا کہ آپ آسمان سے زمین پر اتریں گے اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ حکم فرمائیں گے۔ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۳۰۲ سوگند بخدائے تعالیٰ کہ بقاء ذات من دودست قدرت اوست ہر آئینہ نزدیک است کہ فرود آیداز آسمان دردین وملت شما عیسیٰ پسر مریم علیہما السلام یعنی قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ، قدرت میں میری جان ہے کہ ضرور بضرور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین میں اتریں گے۔ کتاب منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اوّل ص ۲۴۰ لیکن اٹھانا اور لے جانا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر ہمارے پیغمبر کو شب معراج میں بالاتر اس سے اس جگہ لے گئے کہ کسی کو نہ لے گئے تھے۔ یہ حضرت شیخ کا مذہب جولوگ ماثبت بالسنۃ وغیرہ سے شیخ صاحب کا مذہب وفات مسیح بتلاتے ہیں وہ محض دھوکہ دیتے ہیں اور اپنی نافہمی سے شیخ صاحب پر افتراء باندھتے ہیں۔ شیخ شہاب الدین المعروف ابن حجر تلخیص الجبر جلد دوم ص ۳۱۹ واما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انہ رفع ببنہ حیًا یعنی اہل تفسیر اور احادیث کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اسی جسم سے اٹھائے گئے کس قدر صاف تصریح ہے کہ فریقین کا اتفاق ہے کہ آپ کو بمعہ جسم زندہ اٹھایا گیا کیا اب بھی کوئی صاحب کہنے کا مجاز ہے کہ کوئی ضعیف حدیث بھی ایسی نہیں جس سے حیات مسیح ثابت ہو؟ سید بدرالدین علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد گیارہویں ص ۳۷۱ ان عیسیٰ یقتل الدجال بعد ان ینزل من السماء یعنی عیسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے (۱۶۵) عمدۃ القاری جلد ہفتم ص ۴۵۴ ان عیسٰی دعا اللہ لمارای صفة محمد و امته ان یجعله منهم استجاب اللہ دعاء ہ وابقی حی ینزل فی خرالزمان و یجدد امرالاسلام یعنی عیسٰی علیہ السلام نے جب کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کی امت کی انجیل وغیرہ میں صفت دیکھی تو یہ خواہش کی کہ مجھے بھی آپ کی امت بنا دیا جائے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور زندہ باقی رکھا یہاں تک کہ آپ اخیر زمانہ میں اتریں گے اور امر اسلام کی تجدید فرمائیں گے۔ جلد ہفتم ص ۳۲۷ القول الصحیح بان عیسٰی رفع وهو حی. یعنی قول صحیح یہ ہے کہ آپ کو زندہ اٹھالیا گیا۔ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد پنجم ص ۴۱۹ ینزل عیسی من السماء الی الارض. یعنی آپ زمین پر آسمان سے اتریں گے۔ (۱۶۷) جلد ہفتم ص ۱۱۴ فلما توفیتنی ای بالرفع الی السماء یعنی جبکہ تو نے مجھے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ حافظ شمس الدین ابن قیم ہدایۃ الحیاری فی اجوبۃ الیہود و النصاری ص ۶۳ ان المسیح رفع وصعد الی السماء. یعنی آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ (۱۶۸) ۱۰۴ ان المسیح نازل من السماء فیحکم بکتاب اللہ وسنة رسوله یعنی آپ آسمان سے تم میں اتریں گے اور کتاب سنت کے ساتھ حکم کریں گے۔ علامہ ملا علی قاری مرقاۃ جلد پنجم ص ۱۶۰ ینزل من اسماء علی منارة المسجد دمشق یعنی آپ آسمان سے منارہ مشرقی پر اتریں گے۔ جلد پنجم ص ۳۲۳ ورسالہ مہدی ص ۱۵ ان عیسٰی رفع به الی السماء یعنی آپ کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔ شیخ اکبر محی الدین زین عربی فتوحات مکیہ (میری) جلد سوم (۳۶۷) باب ص ۳۴۱ حدیث معراج میں فرماتے ہیں۔ فلما ذخل اذا بعیسٰی بجسدہٖ عینه فانه لم یمت الی الأن بل رفعه اللہ الی هذه السماء. یعنی جس وقت آپ داخل ہوئے تو عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ایسی صورت میں ہوئی کہ آپ بعینہٖ وبجسمہٖ موجود تھے اس لیے کہ آپ ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا ہے۔ (۱۵۲) کتاب خصوص الحکم معہ شرح جامی ص ۳۱۳ پر ہے وعیسٰی علیه السلام لم یمیت بل رفعه اللہ اِلی السماءِ فلما

Marfat.com

توفیتنی ولما کان المتوفی ظاهراً فی الامامةِ فسره رضی اللہ عنه بقوله ای رفعتنی الیک یعنی توفی سے بظاہر موت معلوم ہوتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں لہٰذا آپ نے رفعتنی کے ساتھ تفسیر فرمائی ہے یعنی تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ فتوحات جلد سوم باب ۳۶۹ ص ۳۲۷، ۳۲۸ پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں وینزل عیسیٰ ابن مریم بالمنارۃ البیضاء بشرقی دمشق یعنی عیسیٰ علیہ السلام منارہ شرقی دمشق پر اتریں گے اسی طرح فتوحات مکیہ کی (۱۷۴) جلد دوم باب ۷۳ ص ۳ جلد (۱۷۵) اول باب ۲۴ ص ۱۸۵ (۱۷۶) جلد اول ص ۲۲۴ (۳۷۷) جلد اوّل باب ص ۱۳۵ (۱۷۸) ص ۱۴۴ جلد دوم ص ۴۹ (۱۷۹) جلد دوم ص ۱۲۵ جلد سوم (۱۸۰) ص ۵۱۳، ۵۱۴ میں بھی حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کے اترنے کا ذکر بڑی صراحت سے موجود ہے۔ یہ ہے شیخ فتوحات کا مذہب جو لوگ آپ کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ وفات مسیح کے قائل ہیں وہ محض دھوکہ اور افتراء ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (الفوز الکبیر میں) نیز از ضلالت ایشاں یعنی نصاریٰ یکے آنست کہ جزم میکند کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول شدہ است و فی الواقع واقع عیسیٰ اشتباہ واقعہ شدہ بود رفع بر آسمان را قتل گمان وندو کابراعن اکابر ہمان غلط را روایت نمودند۔ یعنی نصاریٰ کی ایک یہ بھی جہالت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ مقتول ہوئے اور اسی غلط بات کو اپنے بڑوں سے روایت کرتے آتے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا ہے۔ ترجمہ (۱۸۲) القرآن میں لکھتے ہیں فلما توفیتنی پس ہرگاہ کہ برداشتی مرا یعنی جس وقت تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ اس سے یہ بھی صاف ہوگیا کہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیوض الحرمین میں اور حضرت ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی و روحی ہوا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ آپ کا رفع روحانی ہوا کیونکہ اس رفع سے رفع روحانی مراد لینا ان کے مذہب اور تصریحات کے بالکل خلاف ہے ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے

Marfat.com

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلوب الشہوات کرنے کے بعد زندہ اٹھا لیا گیا یعنی ان دونوں حضرات کا صرف اسی امر میں اختلاف ہے کہ آپ کو بلا سلب کر لینے شہوات طعام وغیرہ کے زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور دیگر حضرات نے اس امر کو ملحوظ نہیں فرمایا اور بلا تفصیل ارشاد فرمایا کہ آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا اور دیگر حضرات نے اس امر کو ملحوظ نہیں فرمایا اور بلا تفصیل ارشاد فرمایا کہ آپ کو زندہ اٹھا لیا گیا۔ امام عبدالوہاب (۱۸۳) شعرانی الموافیت والجواہر جلد دوم ص۲۹۱ والحق ان المیسح رفع بحبسدہ الی السما والایمان بذالک واجب قال اللہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ. یعنی حق یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بجسدہٖ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بل رفعہ اللہ الیہ آپ تحریر فرماتے ہیں ترجمہ اگر تو سوال کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر دلیل اللہ تعالیٰ کا قول وان من اھل الکتاب الالیومنن بہ قبل موتہٖ ہے یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو سب اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ ہاں معتزلہ، فلاسفہ، یہود اور نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کی رفع جسمی سے انکار کیا ہے۔ صاف ہو گیا کہ جو لوگ آپ کے قول کو وفات مسیح علیہ السلام پر پیش کرتے ہیں یا آپ کا مذہب بیان کرتے ہیں محض مفتری ہیں۔ آپ تو وفات کے قائلوں کو معتزلی، فلاسفی، یہودی، اور نصرانی کا خطاب دے رہے ہیں نہ کہ اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔

علامہ ابو طاہر قزوینی الیواقیت والجواہر (۱۸۴) جلد دوم ص۲۹۱ قال ابو طاہر قزوینی واعلم ان کیفیۃ رفع عیسٰی و نزولہ و کیفیۃ مکثہ فی السماء الی ان ینزل من غیر طعام و شراب یتقاصر عن دوکہ العقل. یعنی آسمان پر اٹھائے جانے اور اترنے تک آسمان پر بغیر کھانے پینے کے رہنے کی کیفیت عقل میں نہیں آ سکتی۔ امام قرطبی (۱۸۵) قال قرطبی والصحیح ان اللہ رفع عیسی من غیر موت. تفسیر ابو مسعود (۱۸۶) جلد اول ص۳۷ یعنی صحیح ہے کہ آپ کو بلا موت زندہ آسمان پر اٹھا گیا ہے۔ یحیٰی بن اشرف محی الدین (۱۸۷) علامہ نوری فبعث اللہ عیسٰی بن مریم ای بدلہ من السماء

Marfat.com

حاکماً بشریعتنا یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائے گا یعنی آپ کو آسمان سے بدل کر ہماری شریعت کا امام حاکم بنائے گا۔ (۱۸۸) شرح مسلم جلد دوئم ص ۴۰۳ علامہ تفتازانی شرح (۱۸۹) شرح عقائد نسفی۔ ترجمہ: "آنحضرت ﷺ نے قیامت کی علامتوں میں سے دجال دابۃ الارض یاجوج ماجوج کا نکلنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور سورج کا مغرب سے طلوع کرنا بیان فرمایا ہے۔ شیخ محمد بن احمد الاسفرائنی انجیل لوائح الانوار البہید جلد دوم ص ۸۹ میں فرمایا ہے من ساعات الساعة العظیمة ان ینزل من السماءِ عیسیٰ بن مریم و نزوله ثابت بالکتاب والسنة واجماع الامة یعنی علامات قیامت سے ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم آسمان سے اتریں گے اور آپ کا اترنا کتاب وسنت اجماع سے ثابت ہے۔ حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب (۱۹۱) ص ۹۲ پر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرتع رکھتے تھے جس کو وہ آسمان پر لے گئے۔ کس قدر واضح ہے کہ رفع جسمی ہے کیونکہ گوڈری رکھنا روح کا کام نہیں۔ (۱۹۲) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۳) حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ رئیس الارواح مطبوعہ ص ۹ محمد بن عبداللہ یعنی امام مہدی بیرون آید از شرق تا غرب عدل دی بگیرد و حضرت عیسیٰ علیہ السلام از آسمان فرود آید۔ قاضی عیاض (۱۹۴) صحیح مسلم جلد دوئم ص ۴۰۳ حاشیہ نووی قال القاضی نزول عیسیٰ وقتل الدجال حق وصحیح عند اهل السنة والجماعة بالاحادیث الصحیحة عون المعبود جلد چہارم ص ۲۰۳ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور دجال کو قتل کرنا احادیث صحیحہ کی رو سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالکل حق ہے۔ (۱۹۵) شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی اردو ترجمہ علامات قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر تکیہ لگائے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر رونق افروز ہوں گے۔ (۱۹۶) شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی قرآن مجید مترجمہ شاہ صاحب ص ۱۳۸ مائدہ موضح القرآن ۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اسی جہاں میں آکر اس کو ماریں گے۔ (۱۹۷) مولانا عبدالحق صاحب حقانی عقائد الاسلام مطبوعہ مطبع

Marfat.com

اکمل المطابع ص ۱۸۷ بوقت رات ملائکہ حضرت مسیح کو آسمان پر لے گئے تھے اور آپ آسمان پر زندہ ہیں۔ (۱۹۸) نواب صدیق حسن خان تفسیر ترجمان القرآن جلد دوئم ص ۱۰۳ اس بات پر خبریں متفق ہیں کہ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نہیں مرے بلکہ آسمان میں اسی حایت دینوی پر باقی ہیں نواب قطب الدین دہلوی مظاہر الحق جلد چہارم ص ۳۳۹ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تھے اس وقت ۳۳ برس کے تھے۔ ابوالحسن محمد بن حسین الاسلوی ۱۱۹۹ الحنشمی رسالہ مہدی ص ۳۵ فتح (۲۰۰) الباری جلد ۱۳ ص ۲۸۲ ترجمہ یعنی اس پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ (۲۰۱) مورخ ابن الاثیر تاریخ کامل جلد اوّل ص ۱۰۹ فرفع الی السماء من تلک الرّوزنۃ الخ یعنی آپ کو اس روشن دان سے اوپر اٹھالیا گیا۔ (۲۰۲) مؤرخ خادم علی فاروق تاریخ جدولیہ ص ۵۰۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۵۶۱۷ لبوط روم میں آسمان پر اٹھائے گئے۔

مورخ ابن خلدون تاریخ ابن خلدون جلد دوئم ص ۲۰۷ ان المهدی الاکبر الذی یخرج فی اخرالزمان وان عیسٰی یکون صاحبه و یصلی خلفه. یعنی مہدی اکبر وہ ہیں جو کہ آخیر زمانہ میں ظہور فرمائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھی ہوں گے اور آپ کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ (۲۰۴) مورخ مسعودی تاریخ مروج الذہب بحاشیہ ابن الاثیر جلد اول ص ۵۸ رفع الله عیسٰی وهو ابن ثلاث وثلاثین سنة الخ یعنی ۳۳ برس کی عمر میں آپ کو اٹھالیا گیا۔

تاریخی واقعات سے بھی کس قدر ثابت ہے کہ آپ ابھی تک زندہ ہیں۔ افسوس کہ بعض صاحب اسلامی تاریخ کو جن سے روز روشن کی طرح حیات ثابت ہوتی ہے چھوڑ کر غیر مذاہب کے رطب و یابس تاریخی واقعات کو وفات مسیح علیہ السلام پر بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

ابوالقاسم (۲۰۵) اندلسی عمدۃ القاری علامہ عینی جلد گیارہویں ص ۳۱۴ قال ابو القاسم الاندلسی لاشک ان عیسٰی فی السماءِ وهو حی. یعنی اس میں شک نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں۔ (۲۰۶) حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ، مثنوی، مثنوی جزو اوّل ص ۸ جسم خاک از عشق برافلاک شد بآیت کریمہ کہ در سورۃ النساء درشان عیسیٰ علیہ السلام بل رفعه الله الیه یعنی برداشت او خدا بسوئے خود انح یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ ۲۰۶ اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان تذکیر الاحوال باب دوم ص ۱۳۱ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے آگے یوں عرض کریں گے میرے آسمان پر جانے کے بعد لوگوں نے مجھ کو اور میری ماں کو پوجا اور پرستش کی جب تو نے مجھ کو اپنی طرف پھیرلیا اور میں آسمان پر آ گیا۔ ۲۰۷ علامہ مناوی مشارق الانوار ص ۱۰۹ قال الامام المناوی فی جواهر العقدین وفی مسلم خروج الدجال فیبعث الله عیسی فیقتله ویهلکه یعنی دجال نکلے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آ کر اس کو قتل کریں گے۔ ۲۰۸ علامہ نفرادی مشارق الانوار ص ۱۱۰ ان جبرائیل ینزل علی عیسی بعد نزول عیسی من السماءِ یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو جبرائیل آپ پر آیا کریں گے۔ ۲۰۹ علامہ زرقانی شرح مواہب الدنیہ فاذا نزل سیدنا عیسی فانه یحکم بشریعتنا یعنی پس جبکہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو ہماری شریعت کے ساتھ حکم فرمائیں گے۔ ۲۱۰ امام تورپشتی المعتمد فی المعتمد۔ بعد از ظہور دجال وفساد زمین نزول عیسیٰ از آسمان۔ یعنی دجال کے فساد کے فرد کرنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ ۲۱۱ شیخ محمد اکبر صابری اقتباس الانوار ص ۲۷ در اکثر احادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناہ ﷺ ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود وعیسیٰ باو اقتداء کردہ نماز خواہد گزارد وجمیع عارفاں صاحب تمکین برایں متفق، یعنی آنحضرت ﷺ سے روایت ہے کہ امام مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے اور تمام عارف صاحب مرتبہ لوگ اس پر متفق ہیں۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کے متعلق مرزا نے جھوٹ لکھ دیا کہ آپ لامهدی الاعیسیٰ یعنی مہدی فقط عیسیٰ ہیں کے قائل ہیں اور اس کے بھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کا روح مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گا یعنی آپ وفات عیسیٰ علیہ السلام کے معتقد ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کا مذہب وہ ہے جو بیان ہوا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے نزدیک مہدی اور عیسیٰ دو الگ الگ شخص ہیں اور عیسیٰ

Marfat.com

السلام ابھی تک زندہ ہیں۔ ۲۱۲ علامہ دمیری حیات الحیات جلد اوّل ص۴ ینزل عسی الی الارض وکا واسۂ یقطر الماء یعنی آپ زمین پر اتریں گے درآنحالانکہ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں گے ۲۱۳ شیخ برکت اللہ مہاجر مکی ازالۃ الشکوک جلد اول ص۱۵۲ آسمان کی طرف عیسیٰ کی روح معہ بدن اٹھائی گئی کوئی فقط روح کو بغیر بدن کے نہ سمجھے الخ دیکھئے رفع روحانی کی کس قدر تردید ہے۔ ۲۱۴ آل حسن استفسار برحاشیہ ازالہ اوہام مطبوعہ سید المطابع ص۲۵۸ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ ۲۱۵ رضی الدین حسن بن احسن صفائی، مشارق الانور مصری ص۱۱۰ ان عیسی حی فی السماء الثانیۃ لا یاکل ولایشرب یعنی بلا اکل وشرب دوسرے آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ۲۱۶ مولوی خرم علی جونپوری تحفۃ الاخیار ترجمہ اردو مشارق الانور ص۳۴۶ قیامت کے قریب امام مہدی کے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور نصرانی دین کو مٹائیں گے۔ ۲۱۷ مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند ہدیۃ الشعیہ ص۲۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حافظ انجیل باتفاقی شیعہ وسنی آسمان چہارم پر زندہ ہیں۔ ۲۱۸ شیخ شرقاوی مشارق الانور میری ص۱۰۷ قال الشیخ الشرقاوی ان عیسی فینزل فی زمان المھدی بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق یعنی امام مہدی کے زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر اتریں گے۔ ۲۱۹ مولوی احمد علی محدث سہانپوری صحیح بخاری مطبع احمدی جلد دوم ص۶۶۵ کتاب التفسیر حاشیہ فلما توفیتنی بالرفع الی السّماء ص۱۴۰ حاشیہ ۱۰ لاشک ان عیسٰی فی السماوھو حی ص۱۰۵۵ حاشیہ ۷ ان عیسٰی یقتل الدجال بعد ان ینزل من السماء فیحکم بشریعتہ المحمدیۃ. یعنی آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور آپ آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے اور شریعت اسلام (محمدیہ) کے ساتھ حکم فرمائیں گے۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی شرح ابوداؤد جلد دوئم ص۲۴۵ حاشیہ ان عیسیٰ یقتل الدجال بعد ان ینزل من السماءِ الخ یعنی آپ آسمان سے اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ ۲۲۱ مولوی صدر الدین بروڈوی عقائد الاسلام ص۱۰۰ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ چوتھے آسمان سے اتر کر امام مہدی کی مدد

Marfat.com

کریں گے۔۲۲ مولوی نجم الغنی صاحب بریلوی مذاہب الاسلام ص ۶۵ دجال اور دابۃ الارض کا ظاہر ہونا اور یاجوج ماجوج کا خروج کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسلمانوں کی مدد کے لیے آسمان سے اترنا اور تین نفسوں کا ہونا یہ سب باتیں ہونے والی ہیں۔۲۲۳ مولوی وحید الزمان دکنی الملتقطات علی حاشیہ مشکوۃ جلد چہارم ص ۹۹ قیامت کے قریب امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں عیسیٰ آسمان سے اتریں گے۔۲۲۴ مولوی حافظ حاجی احمد حسین صاحب دکنی مقدمہ احسن التفاسیر جز ششم ص ۷۷۶ عیسیٰ کی شبیہ قتل کی گئی اور وہ زندہ ہی آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور قیامت کے نزدیک اتریں گے۔۲۲۸ علامہ کاشفی معارج النبوت قلمی ورق ۵۳ ص اعیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ را باسمان چہارم بروند کہ بل رفعہ اللہ الیہ یعنی آپ کو چوتھے آسمان پر لے گئے ۔۲۲۶ ورق ۲۴۱ عیسیٰ بامداد خداوند تعالیٰ باسمان رفت۔ یعنی آپ بامداد خداوندی آسمان پر تشریف لے گئے۔ ۲۲۷ محمد بن نصیر الدین بن جعفر کتاب بحرالمعانی ینزل عیسیٰ من السماء الرّابع. یعنی آپ چوتھے آسمان سے اتریں گے۔ ۲۲۸ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی زجران س ص ۸۵ یاتی عیسیٰ بن مریم فی اخرالزمان علیٰ شریعۃ محمد وھوبنی. یعنی آپ شریعت اسلام پر اخیر زمانہ میں آئیں گے۔ حافظ محمد لکھنوی احوال آخرت (۲۲۹) ص ۳۰ آسماناں تھیں حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ موڑ ملکاں آوے۔ اور منارہ شرقی مسجد جامع جامع آن ہلاوے۔ مولوی محمد مظہر الدین صاحب دہلوی مظہر ۲۳۰ العقائد ص ۱۶،۲۴ عیسیٰ اخیر زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ ۲۳۱ علامہ قنوی حاشیہ علی البیضاوی جلد ششم ص ۱۳۵ قولہ لان حدوث عیسیٰ ای نزول عیسیٰ من اشراط الساعۃ الخ یعنی آپ کا اترنا علامت قرب قیامت ہے۔ مولوی فیروز الدین ڈسکوی ۲۳۲ لغات فیروزی ص ۳۰۰ خدا نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو آسمان پر زندہ اٹھالیا قیامت کے نزدیک مسیح پھر اتریں گے۔ علامہ عبدالرحمٰن بن علی ازبیع الشیبانی الزبیدی الشافعی۔ ۲۳۳ تیسرا الوصول الی جامع الاصول مطبوعہ میر جلد چہارم ص ۲۱۷ کتاب القیامت فصل چہارم اخرج مسلم عن جابو عن النبی ﷺ قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعل صل لنا یعنی مسیح علیہ

Marfat.com

السلام اتریں گے تو امام مہدی علیہ السلام فرمائیں گے کہ نماز پڑھایئے۔ ۲۳۴ علامہ مجد الدین فیروز آبادی قاموس جلد اول ص ۳۴۸ قتل عیسیٰ الدجال فی الشام بالمنارة البیضاء ویقتل الدجال الخ یعنی آپ شام میں منارہ شرقی پر اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ قاری حافظ خلیل الرحمان صاحب سہانپوری ۲۳۵ قصص الکاملین ص ۴۳ عیسیٰ قریب قیامت کے آسمان سے نزول فرما کرامت حبیب خدا میں داخل ہوں گے ۲۳۶ محمد بن عبدالرسول برزنجی ثم المدنی اشراط الساعة ص ۴۸۷ اولھاخروج المھدی وانه یاتی فی اخر الزمان من ولده فاطمه یملا الارض عدلاً کماملئت ظلماً وانه یقاتل الروم و ینزل عیسیٰ ویصلی خلفه الخ مختصراً یعنی پہلی علامت قیامت یہ ہے کہ اخیر زمانہ میں مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے تشریف لائیں گے اور زمین کو جس طرح کہ وہ ظلم وستم سے پُر ہوگی عدل وانصاف سے بھر دیں گے اور آپ روم سے مقاتلہ کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ شیخ فرید الدین عطار، ۲۳۸ مثنوی عطار ص ۲۰ عشق عیسیٰ را بگردوں میبرد۔ یافتہ ادریس جنت از صمد۔ یعنی آپ کو عشق خداوندی پر لے گیا اور ادریس علیہ السلام کو الہ العالمین سے جنت ملی۔ ۲۴۸ سید الطائفہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۴۸ والتاسع رفع الله عزوجل عیسیٰ بن مریم الی السماء یعنی آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ ۲۳۹ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید مرج ابن حجر علی متن فی مدح خیر البرتیہ ص ۳۲ والمارفع عیسیٰ الی السماء یعنی جس وقت آپ کو آسمان کی طرف اٹھالایا۔ شیخ محمد الحفنی ایض ۲۴۰ حاشیہ وحکمه نزول عیسیٰ دون غیره من الانبیاء الرد علی الیهود فی زعمهم انهم قتلوه فبین الله کذبهم یعنی فقط آپ کے پھر دوبارہ زمین میں آنے کی حکمت یہ ہے کہ یہود کے عقیدہ کی تردید کرنی ہے۔ خطیب شربینی۔ عرائس البیان ۲۴۱ جلد اوّل ص ۸۴ وقیل یکلم الناس فی المهدی صبیًا وعند نزوله من السما کهلاً. یعنی آپ آسمان سے اترنے کے بعد بھی زمانہ کہالت میں کلام فرمائیں گے۔ جیسا کہ بچپن

Marfat.com

میں فرماتے تھے۔۲۴۳ علامہ فیض احمد فیضی سوطع الالہام ص ۱۴۰ وصعد روح الله مصاعد السماء یعنی آپ کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ شاہ رؤف احمد مجددی رؤفی جلد اوّل ۲۴۳ ص ۲۸۷ حق تعالیٰ نے عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے وقت آسمان پر پہنچایا تھا۔ امام نیشاپوری تفسیر غرایب ۲۴۴ البیان جلد ششم ص ۱۹ ثم تنبه بقول وکان الله عزیزاً حکیماً علی ان فی قدرته سهلاً۔ یعنی آپ کا اٹھانا اور زندہ آسمان پر لے جانا ہماری قدرت میں کوئی مشکل نہیں۔ مصنف عجائب ۲۴۵ القصص جلد دوم ص ۴۸۶ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے، امام ابوحیان بحرالحیط ۲۴۶ جلد چہارم ص ۶۱ ان الاخبار تواترت برفع عیسی حیاوانه فی السماء حی وانه منزل ویقتل الدجال یعنی احادیث متواترہ سے ثابت ہوا ہے کہ آپ آسمان پر زندہ ہیں اور آپ اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے مصنف تفسیر النهر الماء جلد چہارم ۲۴۷ ص ۶۱ وتواتر الاخبار الصحیحة عن رسول الله انه فی السماء حی وانه ینزل ویقتل الدجال الخ یعنی احادیث متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آسمان پر زندہ ہیں اور آپ اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے مصنف تفسیر خلاصہ التفاسیر ۲۴۸ جلد اول ۴۷۳ بلکہ خدا نے اسے (عیسیٰ) کو اپنی حضوری میں بلایا اور آسمان پر اٹھالیا۔ ۲۴۹ امام ابوالحسن علی ابن احمد الواحدی کتاب الوجیز جلد اوّل ص ۲۲۹ ای قبضتنی ورفعتنی الیک ای الی السماء یعنی تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ ۲۵۰ شیخ محمد نور مراح لبید جلد اول ص ۸۳ قال کثیر من المتکلین ان الیهود لما قصدوا قتله رفعه الله الی السماء. یعنی جبکہ یہود مردود نے جب آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ ۲۵۱ یوسف بن اسماعیل النبھانی حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۳ ان الله تعالیٰ رفع عیسیٰ الیٰ السماء یعنی آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا۔ ۲۵۲ سراج المنیر جلد اوّل ص ۱۳۱ رفع عیسی الی السماء یعنی آپ کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ ۲۵۳ تحفۃ الباری جلد ہفتم ص ۲۰۹ باب نزول عیسیٰ ای من السماء الی الارض یعنی وہ باب جس میں آپ کے زمین پہ دوبارہ اترنے کا بیان ہے۔ مصنف نزہۃ ۲۵۴ المجالس جلد دوم ص ۶۸ رفع الله عیسی الی السماء یعنی آپ کو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا۔ ۲۵۵ مصنف توضیح العقائد عصر کے وقت دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوں پر ہاتھ رکھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ ۲۵۶ حضرت معروف کرخی علامہ دمیری کی کتاب حیات الحیوان جلد اوّل ص ۳۶ **عن ابی نعیم قال سمعت معروف کرخی یقول فاوحی الله عزوجل الی جبرئیل ان ارفع عبدی الی** یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو وحی کہ میری بندے کو میری طرف اٹھا۔ شیخ محمد حبان اسعاف الراغبین ۲۵۷ برحاشیہ مشارق الانوار مصری ص ۱۲۷ **ان عیسیٰ یقتل الدجال بباب لدباوض فلسطین** یعنی عیسیٰ علیہ السلام دجال کو زمین بیت المقدس میں مقام لد پر قتل کریں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا نے جو لد کی تاویل جو لدھیانہ سے کی ہے بالکل غلط ہے کیونکہ لدھیانہ علاقہ پنجاب میں ہے نہ کہ بیت المقدس میں۔ ولی الدین تبریز مشکوٰۃ ۲۵۸ المصابیح باب نزول علیہ السلام یعنی اس مین مسیح علیہ السلام کا اترنا بیان کیا جائے گا اس باب میں بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

انجیل اور حیات مسیح

۱۲۵۹ انجیل یوحنا ۲۸/۱۵ تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ میں جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔ ۱۲۶۰ انجیل متی ۲۴، ۴۰، ۵، ۶ اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے خلوت میں اس کے پاس آکر کہا کہ یہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور زمانہ کے اخیر ہونے کا۔ نشان کیا ہے تب یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہترے میرے نام پر آئیں ے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ آیت ۳۰ ان دنوں ۲۶۰ کی مصیبت کے بعد ترت سورج اندھیرا ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی میں نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گر جائیں گے اور آسمان کی قوتیں ہل جائیں گے تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اس وقت کے سارے گھرانے چھاتی پیٹیں گے اور ابن آدم (عیسیٰ) کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کی

Marfat.com

بلندیوں پر آتے دیکھیں گے۔ انجیل برناس فصل ص ۹۷ آیت ۲۶۲۱۴ اور اس بنا پر پس مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھے پہنچے گا وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائے گا۔ ۲۶۳ آیت ۱۵ اس لیے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھائے گا اور یہون کی صورت بدل دے گا یہاں تک اس کو ہر ایک یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں ۲۶۴ آیت ۱۶ مگر مقدس رسول محمد رسول اللہ آئے گا وہ اس بدنامی کے دھبہ کو مجھ سے دور کرے گا۔ نوٹ: انجیل برناس وہ ہے جس کا مرزا نے بھی اعتبار کیا ہے اور بڑا معتبر گردانا ہے۔

مرزا سرمہ چشمۂ آریہ ص ۱۸۴، ۱۸۵ کا حاشیہ۔ انجیل مذکور فصل ۸ ص ۱۳۸ مگر اللہ مجھ کو چھڑا لے گا ان کے ہاتھوں سے اور مجھے دنیا سے اٹھا لے گا۔ فصل ۵ ص ۲۱۵ تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکھن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا پس وہ اس کو اٹھا کر لے گئے اور اسے تیرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا جو کہ اب تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔ فصل ص ۲۱۶ اور یہودا ورکس کے ساتھ اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں سے یسوع کو اٹھایا گیا تھا اور شاگرد سب کے سب سو رہے تھے۔ جب اللہ نے ایک عجیب کام کیا پس یہودا یوے اور چہرے میں بدل کر یسوع کے مشابہ ہو گیا یہاں تک کہ ہم لوگوں سے اعتقاد کیا کہ وہی یسوع ہے۔ آیت ۹ اور اسی اثناء میں کہ وہ یہ بات کر رہا تھا سپاہی داخل ہوئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ یہودا پر ڈالا ہے اس لیے کہ وہ ہر ایک وجہ سے یسوع کے مشابہ تھا۔ فصل ۸۰ ص ۲۱۷ اور یہودا نے کچھ نہیں کیا سوائے اس چیخ کے اے اللہ تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا اس لیے کہ مجرم تو بچ گیا اور میں ظلم سے مر رہا ہوں ص ۸۱ میں سچ کہتا ہوں کہ یہودا کی آواز اور اس کا چہرہ اور اس کی صورت یسوع سے مشابہ ہونے میں اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ یسوع کے سب ہی شاگردوں اور اس پر ایمان لانے والوں نے اس کو یسوع ہی سمجھا۔ آیت ۸۸ تب اس کو صلیب پر سے ایسے رونے دھونے کے ساتھ اتارا جس کو کوئی باور نہ کرے گا۔ (۸۹) اور اس کو یوسف کی نئی قبر میں ایک سو رطل خوشبو میں بسانے کے بعد دفن کر دیا۔ فصل ۵ ص ۲۱۹ اور وہ فرشتے جو کہ مریم پر محافظ تھے تیسرے آسمان کی طرف چڑھ گئے جہاں کہ

Marfat.com

یسوع فرشتوں کی ہمراہی میں تھا اوا سی سے سب باتیں بیان کیں۔ ۲ لہٰذا یسوع نے اللہ سے منت کی کہ وہ اس کو اجازت دے کہ یہ اپنی ماں اور شاگردوں کو دیکھ آئے۔ ۷۔ تب اس وقت رحمٰن نے اپنے چاروں نزدیکی فرشتوں کو جو کہ جبرئیل اور میخائیل اور رافائیل اور ئیل ہیں حکم دیا کہ یہ یسوع کو اس کی ماں کے گھر اٹھا کر لے جائیں۔ ۸۔ اور یہ کہ متواتر تین دن کی مدت تک وہاں اس کی نگہبانی کریں اور سوائے ان لوگوں کے جو اس کی تعلیم پر ایمان لائے ہیں اور کسی کو اسے دیکھنے نہ دیں۔ فصل ۲۲۱۱۴ لیکن یسوع نے ان کو اٹھا کر کھڑا کیا اور یہ کہہ کر انہیں تسلی دی، تم ڈرو مت میں تمہارا معلم ہوں اور اس نے ان لوگوں میں سے بہتوں کو ملامت کی جنہوں نے اعتقاد کیا تھا کہ وہ یسوع مرکو پھر جی اٹھا ہے یہ کہتے ہوئے آیا تم مجھ کو اور اللہ دونوں کو جھوٹا سمجھتے ہو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نہیں مرا ہوں بلکہ یہودا خائن مرا ہے۔ ۲۴ پھر اس کو چاروں فرشتے ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان کی طرف اٹھا کر لے گئے۔ انجیل لوق باب ۲۲ آیت ۵۰ سے ۵۲ تک تب وہ (عیسیٰ علیہ السلام) انہیں وہاں سے باہر بیت عنا تک لے گیا اور اعنے ہاتھ اٹھا کے انہیں برکت دی اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔ کس قدر صاف تصریح ہے رفع جسمی کی کیونکہ روح کے ہاتھ ہی کہاں ہیں کہ ان سے دعا کرے۔ اعمال باب ۱ آیت ۹ سے ۱۰ تک اور یہ کہہ کے ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس کھڑے تھے اور کہنے لگے کہ اے جلیل مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی جو یسوع تمہارے پاس سے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا پھر آئے گا۔ انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۹ عرض خداوندی (عیسیٰ علیہ السلام) انہیں ایسا فرمانے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا۔ انجیل لوق باب ۲۴ آیت ۳۶ میرے ہاتھ پاؤں دیکھ کہ میں ہوں اور مجھے چھوڑ اور دیکھو کہ روح کو ہڈی اور جسم نہیں جیسا مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کر انہیں اپنے ہاتھ پاؤں دکھلائے۔ کس قدر آپ خود رفع روحانی کی تردید

Marfat.com

فرما رہے ہیں۔ کہ فقط یہی نہیں ہوا بلکہ رفع جسمی مع رفع روحانی ہوا۔ مرزا اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں ص ۴۹۸، ۴۹۹ پر تحریر کرتے ہیں اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ یہ مضمون چونکہ الہامی ہے لہٰذا بالکل صادق ہے اور اس لیے بھی سچا ہے کہ قرآن و حدیث پر اجماع کے موافق ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ آپ تو ابھی تک زندہ ہیں اور بعینہٖ اتریں گے۔ حاشیہ در حاشیہ ۱۲۳ ص ۳۶۱ براہین احمدیہ مصنفہ مرزا میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔ دیکھئے کس قدر زبردست تصریح ہے کہ رفع بجسم ہوا نہ روحہ۔

حضرات ناظرین! بالتمکین یہ تین سو تیس سے زائد حوالجات ہیں جن سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسمہٖ آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک وہ بلا اکل و شرب زندہ ہیں وہ مقتول و مصلوب ہرگز نہیں ہوئے۔ بلکہ نہ سولی پر چڑھائے گئے اور نہ ہی کسی نے ان کو چھوا آپ کا شبیہ کوئی بھی ہو مقتول و مصلوب ہوا اور بوجہ چغلخوری اور بددیانتی کے اس کو یہ سزا دی گئی اور لوگوں نے بوجہ کمال مشابہت اور مماثلت کے اسی شبیہ کو عیسیٰ علیہ السلام خیال کیا اور عیسیٰ علیہ السلام بعینہٖ و بجسدہٖ العنصری پھر دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دجال کو قتل کریں گے امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے آپ کی شادی ہوگی اولاد ہوگی پھر وفات ہوگی اور آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر میں آپ کے آغوش رحمت میں مدفون ہوں گے وغیرہ وغیرہ اور نیز ان حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ قرآن مجید اور حدیث پاک میں مسیح علیہ السلام کی حیاتی کے متعلق تصریح ہے اور اسی پر اجماع قطعی اہلسنت والجماعت ہے اور یہی مذہب ہے اہلسنت والجماعت کا لہٰذا مرزا کے معیار صداقت مقرر کردہ کے مطابق کہ جو عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا اور اہلسنت والجماعت کا اتفاقی مسئلہ ہوا اور امور دینیہ سے اجماعی طور سے ثابت ہوا وہی حق ہے خلاف اس کے سراسر گمراہی اور بدامنی ہے اور کفر کو اختیار کرنا ہے۔ امام الصلح تحفۂ گولڑویہ آئینہ احمدیت وغیرہ۔ توضیح المرام ص ۳ بائبل، اور ہماری

Marfat.com

احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو ہی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرا مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ چاہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتی جسدی و بدنی کا اقرار کیا جائے اور یہی عقیدہ رکھا جائے کیونکہ قرآن و حدیث اجماع وغیرہ سے یہی عقیدہ ثابت ہے۔ پس مرزا اور آپ کے جملہ معتقدین مرزا کے اپنے معیار مقرر کردہ ہی کے لحاظ سے اہلسنت سے خارج ہیں اور صراط مستقیم سے الگ اور یقیناً باطل پر ہیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

Marfat.com

مرزا کی مختصر سوانح حیات

برادران اسلام!

حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تقریباً تیس ۳۰ دجال کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک کا یہی دعویٰ ہوگا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد) اس حدیث پاک کی رو سے متعدد دجال پیدا ہوچکے ہیں اور اسی سلسلہ کا ایک شخص ہمارے زمانہ میں سرزمین پنجاب سے پیدا ہوا جس کو لوگ مرزا غلام احمد کہا کرتے تھے پنجاب ضلع گورداسپور سے متعلق ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے۔ امرتسر سے شمال مشرق کو جو ریلے لائن جاتی ہے اس میں ایک بڑا اسٹیشن بٹالہ ہے جو کہ پرانا اور مشہور قصبہ ہے بٹالہ سے گیارہ میل پر موضع قادیان واقعہ ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی اس موضع کایان کے رہنے والے تھے جس کو انہوں نے مل ملا کر قادیان سے مشہور کر دیا صحیح نام کادیان ہی ہے۔ اہل پنجاب اب بھی اس کو کادیاں ہی کہتے ہیں پنجابی میں کادی کیوڑہ کو کہتے ہیں اس میں بھی کیوڑہ فروش رہا کرتے تھے لہٰذا کادیان نام پڑ گیا مرزا نے زر کثیر صرف فرما کر اس کو سرکاری کاغذات میں قادیان لکھوایا اور کہا کہ اصل لفظ قادیان تھا کثرت تلفظ سے اس قدر تغیر رونما ہوگیا ہے حالانکہ یہ سب غلط فاحش ہے......... مرزا ۱۲۶۱ھ کے مطابق ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوا اور چوبیس ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مرگیا مرزا غلام احمد صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب طبابت کا پیشہ معمولی طور پر رکھتے تھے اور مختصر سی زمینداری بھی تھی مرزا نے ابتداء عمر میں کچھ فارسی اور عربی پڑھی ابھی درسی کتابیں ختم نہ ہونے پائی تھیں کہ فکر معاش لاحق ہوئی اور اس قدر پریشان ہوئے کہ تحصیل علم چھوڑ کر نوکری کی تلاش کی اور ابتدائی زمانہ نہایت ہی گمنامی اور عسرت میں

Marfat.com

گذرا جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب استفسار میں بری تفصیل سے اپنی مفلسی و تنگدستی کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ میرے باپ دادا بھی انہی سختیوں میں مر گئے۔ الختصر کہ مرزا سب سرگرانی اور پریشانی کے بعد بمشکل سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار پر ملازم ہوئے۔ مگر اس قلیل رقم کے ساتھ فراغت کے ساتھ بودوباش مشکل تھی لہٰذا سوچا کہ مختاری کا قانون پاس کر کے مختاری شروع کر دیں چنانچہ بڑی محنت سے قانون شروع کیا۔ مگر قسمت میں لکھا پیش آیا۔ امتحان دیا تو ڈبل فیل ہوا لیکن آدمی چونکہ چلتے پھرتے تھے اپنی معاش کی وسعت اور فراخی کے لیے ایک اور راستہ تلاش کیا۔ اشتہاری اور تالیف و تصنیف کے ذریعے سے شہرت حاصل کرنے کے درپے ہوئے سب سے پہلے آریوں سے منہ لگایا اور بڑے زور و شور اور آب و تاب سے اشتہار نکالے اور اسی کی وجہ سے مسلمانوں سے ہزاروں روپوں کا چندہ ہضم کر گئے اور یہ کہہ کر کہ میں مسلمانوں کی طرف سے آریہ مذہب کا مقابلہ کر رہا ہوں۔ خوب روپیہ بٹورا اور غالباً اسی وقت سے مرزا صاحب کے دماغ میں یہ بات جگہ کر گئی تھی کہ تدریجاً مجددیت، مسیحیت نبوت و رسالت مہدیت وغیرہ کے دعوے کرنے چاہئیں اگر یہ جال پور طریقے سے چل گیا۔ تو پھر کیا ہے ایک بڑی سلطنت کا لطف آجائے گا اور اگر نہ چلا تو اب کون سی عزت ہے جس کے جانے کا خوف و ہراس ہو...... چنانچہ ابتدائی زمانہ میں کچھ دنوں سرسید احمد خان علی گڑھ سے بھی ملاقات کا اتفاق ہوا اور وہ چونکہ ایک صوفی منش اور ایک نئی روشنی کا آدمی تھا اس کے روشنی آمیز خیالات نے مرزا کے مجوزہ پروگرام کو اور بھی آسان کر دیا سرسید احمد نے اسی زمانہ میں ایک نیا مسئلہ اختراع کیا ہوا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اب تک وہ ہرگز زندہ نہیں رہ سکتے۔ اتنی مدت تک انسان کیسے زندہ رہ سکتا ہے پس مرزا نے اپنے فرعونی مراتب اور دعاوی کے لیے اسی مسئلہ سے آغاز مناسب تصور کیا اور فوراً اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابتک ہرگز زندہ نہیں ہیں وہ فوت ہو گئے ہیں کسی آیت اور حدیث سے ان کی زندگی ثابت نہیں ہوتی بڑے بڑے اشتہار دیئے۔ علاوہ اپنے خانہ زاد الہاموں کے کئی آیات اور احادیث نبویہ ﷺ کو بھی دوراز کار تاویلات کر کے اپنے استدلال

Marfat.com

میں پیش کیا۔ چنانچہ بہت جگہ مناظرہ بھی کیا۔ مگر کمال یہ کہ جہاں بھی مناظرہ کیا غیر معمولی زق اٹھائی چونکہ یہ مسئلہ انگریزی دانوں کے مذاق کے مطابق تھا لہٰذا اسی طبقہ نے مرزا کی طرف توجہ کی اور مرزا کا مقصود بھی یہی تھا کہ ایسے طبقہ کو اپنی طرف مبذول کیا جائے تا کہ پیسے تو آئیں پس اس موقع کو مرزا نے غنیمت خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو پہلے ایک روشن ضمیر صوفی ظاہر کیا اور خفیہ طور پر دلال مقرر کیے کہ لوگوں کو ترغیب دے کر مرزا کا مرید بنائیں جب دیکھا کہ چند لوگ مرید ہو گئے ہیں تو مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا پھر مثیل مسیح ہونے کا پھر مہدی ہونے کا پھر مریم پھر ابن مریم پھر ختم نبوت کا انکار کیا اور جھٹ اپنے نبی رسول صاحب وحی صاحب شریعت ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنے آپ کو جملہ انبیاء علیہم السلام سے اعلیٰ و افضل قرار دیا اور آخر کار کرشن ہونے کا بھی شرف حاصل کر لیا ان مختلف دعوؤں میں مرزا نے عجیب و غریب رنگ بدلے کہ کبھی یہ کہا کہ میں نہ نبی ہوں نہ رسول، نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے اور کبھی یہ بھی کہا کہ میں نبی ہوں رسول ہوں صاحب شریعت ہوں سب رسولوں سے افضل ہوں حتیٰ کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر و مرتد ہے...... الغرض مرزا نے خوب مقام پیدا کیا اور خوب عیش کیا اور نہایت ہی مرغن غذائیں کھائیں عمدہ اور نفیس لباس پہنے جوان کے باپ دادا کو نصیب نہ ہوئے تھے اور اپنی اولاد کو بھی خوب عیش و عشرت و سرور سے مالا مال کیا۔ کہ ان سے ہر ایک فرد دعویٰ نبوت کی استعداد رکھنے لگا آخر الامر مرزا صاحب اس باغ و بہار کو چھوڑ کر دار الجزا میں چل بسے۔ مرزا غلام احمد صاحب کے بعد ان کے دوست حکیم نور الدین صاحب خلیفہ ہوئے اور وہ بھی اپنے عیش و عشرت میں سرشار ہو کر چل بسے اب آج کل ان کے خلیفہ دوم ان کے فرزند ارجمند مرزا محمود بیگ صاحب ہیں۔ خلیفہ دوم کے زمانے میں مرزا صاحب کے متبعین میں باہمی افتراق پڑ گیا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اس وقت مرزائی جماعت پانچ گروہوں میں بٹ گئی۔

(۱) لاہوری پارٹی جس کے امام مسٹر محمد علی صاحب اور رکن اعظم خواجہ کمال الدین صاحب ہیں۔

(۲) محمودی پارٹی جس کے امام مرزا محمود ہیں۔

Marfat.com

(۳) تیسری ظہیری پارٹی جس کا پیشوا ظہیر الدین اروپی ساکن گوجرانوالہ ہے۔

(۴) تما پور پارٹی جس کا گورو عبداللہ تماپوری ہے۔

(۵) سمرالی پارٹی جس کا مقتداء محمد سعید ہے۔

سمبریال ایک گاؤں وزیرآباد جو علاقہ پنجاب کے پاس ہے یہ شخص وہاں کا باشندہ ہے لاہوری پارٹی اور محمودی پارٹی میں بظاہر ایک حد تک اختلاف ضرور ہے جس کو بنا یوں پڑی کہ مسٹر محمد علی حکیم نور الدین کے بعد چاہتے تھے کہ میں خلیفہ ہوں مگر خلیفہ محمود کے سامنے انکی ایک نہ چلی لہٰذا دونوں میں رنجش ہوگئی لیکن حقیقت میں دونوں پارٹیوں کا کوئی اختلاف نہیں دونوں کے عقائد متحد اور یکساں ہیں یہ بناوٹی شکل جو بھی ہے وہ یہ ہے کہ لاہوری پارٹی مرزا کو مقتداو پیشوا مسیح موعود، مجدد اور مہدی وغیرہ مانتی ہے اوران کی نبوت سے متعلق یہ عقیدہ ظاہری کرتی ہے کہ وہ مجاز بروزی نبی تھے حقیقی نبی نہ تھے اور مرزا نے جن لفظوں میں دعوت نبوت کیا ہے ان کی دوراز کارتلاویلات کرتے ہوئے حقیقت حال پر پردہ ڈالتی ہے۔ اور محمودی پارٹی یہ کہتی ہے کہ مرزا حقیقی نبی تھے جیسے کہ دوسرے نبی تھے اور اس کو نبی نہ ماننے والا قطعی کافر اور جہنمی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر جہنمی اور کافر ہے۔ اور مرزا کے کسی لفظ کی جن سے دعویٰ نبوت ثابت ہوتا ہے تاویل نہیں کرتی اور ان کی نبوت کو چھپانا پسند نہیں کرتی بلکہ ختم نبوت کا انکار کرتی ہے۔ لاہوری پارٹی دراصل بڑی پالیسی سے کام لے رہی ہے کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ مسلمان دعوت نبوت سے کلی نفرت کرتے ہیں اور ہرگز نہیں مانتے تو جھٹ اپنا تیور بدلا اور کہہ دیا کہ ہم لوگ مرزا کو نہیں مانتے اور نہ ہی اس کے نہ ماننے والے کو کافر خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ اسی پہاڑ سے کہ دولت ایقان و سرمایہ ایمان کو چٹ کر گئے اور محمودی پارٹی اس کی پروا نہیں کرتی کیونکہ اس کے امام محمود صاحب کو اپنے باپ کے ترکہ اور وراثت نے پورے طور پر بے نیاز کردیا ہے اور نیز وہ دیکھتی ہے کہ مرزا کا دعویٰ نبوت کسی تاویل سے چھپ نہیں سکتا............

لاہوری ومحمودی دونوں چونکہ بڑی پارٹیاں ہیں لہٰذا یہاں ان کا رد کیا جاتا ہے۔ اور تفصیل سے

Marfat.com

واضح کر دیا جاتا ہے کہ یہ دونوں پارٹیاں بوجہ عقائد فاسدہ کے اسلام سے خارج ہیں باقی تین پارٹیاں گو ان دونوں پارٹیوں کے باطل ہونے سے وہ بھی باطل ہو جاتی ہیں مگر تاہم مختصر طور پر ان کی اجمالی حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے۔ ظہیری پارٹی مرزا کو نبی اور رسول سے بالاتر خدا کا مظہر قرار دیتی ہے اور اپنے اس اعتقاد کے ثبوت میں مرزا کے وہ کلمات پیش کرتی ہے جن میں الوہیت کا دعوی کیا گیا ہے اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ ظہیر الدین اروپی جو اس فرقہ کا امام ہے وہ یوسف موعود ہے۔ مرزا نے ایک پیشگوئی یہ بھی کی تھی کہ میرے بعد یوسف آئے گا پس اسے یوں ہی سمجھ لو کہ خدا ہی اترا ہے۔ ظہیر الدین کہتا ہے کہ وہ یوسف میں ہوں اور میں بھی خدا کا مظہر ہو اس پارٹی کا یہ بھی خیال ہے کہ نماز قادیاں کی طرف منہ کر کے پڑھنا چاہئے قادیاں مکہ ہے وہاں خدا کے ایک رسول نے جنم لیا تھا۔ تیماپوری پارٹی بھی مرزا کو نبی و رسول مانتی ہے مگر اس کا پیشوا عبد اللہ تیماپوری ہے جو مرزا سے سبقت لے گیا۔ وہ کہتا ہے۔ مجھے خود اپنے بازو سے الہام ہوتا ہے اس شخص نے اپنی (تفسیر) کتاب تفسیر آسمانی میں حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا علیہ السلام کے ساتھ خلاف فطرت فعل سے ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے.......... سٹھریالی پارٹی سب سے آگے بڑھ گئی، محمد سعید جو اس کا پیشوا ہے۔ کہتا ہے خدا نے مجھے قمر الانبیاء فرمایا اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نئی شریعت ملی تھی وہ شریعت محمدیہ کی اصلاح کے لیے بھیجے گئے تھے مگر اس کا موقع پورے طور پر ان کو نہیں ملا۔ یہ شخص جو اصلاحات شریعت محمدیہ کی ابتک پیش کر چکا ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔؟؟ حلال ہے اپنی رشتہ داری میں مثلاً خالہ پھوپھی چچی ماموں کی لڑکی سے نکاح حرام ہے۔؟؟ استغفر اللہ) یہ پانچوں پارٹیاں آپس میں اس قدر اختلاف کرتی ہیں کافر کہتی ہیں مگر دین اسلام کے تباہ کرنے اور مسلمانوں کے لوٹنے میں سب مشترکہ سعی کر رہی ہیں سب کی یہ اتفاقی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح آنحضرت ﷺ کے سایہ رحمت سے نکال کر مرزا کی امت بنایا جائے۔ اللہ سب کو محفوظ رکھے۔

Marfat.com

تنبیہ: مسلمانو! یادرکھنا چاہئے کہ مرزائیوں کی بالخصوص لاہوری ومحمودی پارٹی کی یہ خواہش ہے کہ ہم کواحمدی پکارا جائے مگر ان کی اس خواہش کو ہرگز نہ پورا کیا جائے کیونکہ اگر ان کو احمدی کہا جائے گا۔ تو ایک تو یہ اشتباہ ہوگا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کے مطیع وفرمانبردار ہیں حالانکہ یہ سب کے سب مخرب اسلام ہیں۔ دوسرا اس لیے کہ کئی برس سے لفظ احمدی حضرت امام ربانی مجددی الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کے نام کے ساتھ استعمال ہو رہا ہے لہٰذا ان کو جب پکارا جائے تو مرزائی، کادیانی، جدید عیسائی، غلمدی وغیرہ نام سے پکارا جائے تا کہ کسی طرح کا اشتباہ واقع نہ ہو۔

توہین الوہیّت

حقیقۃ الوحی پر ہے انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون. یعنی خدا نے فرمایا کہ اے مرزا تیری یہ شان ہے کہ جب تو کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ حقیقت الوحی ۸۶ انت منی بمنزلة ولدی. یعنی اللہ نے فرمایا کہ اے مرزا تو میرے بیٹے کے برابر ہے۔ آئینہ کمالات اسلام میں ہے وایتنی فی المنام عین الله و تیقنت اننی ھو فخلقت السموات والارض وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح. یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہٖ اللہ ہوں اور میں نے یقین کیا کہ میں ہی خدا ہوں پھر میں نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا اور میں نے کہا کہ آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے زینت دی ہے۔ میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا اور جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ الہام از البشریٰ ص ۷۹ جلد دوم، جلد ہفتم ص ۵ ص ۱۶ یعد وہ یوفی۔ یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور بعض وقت اسے پورا نہیں کرتا، یہ قول خلیفۂ اوّل حکیم نورالدین کا بہت مشہور ہے دیکھو ریویو بابت ماہ مئی، جون ۱۹۰۸ء (بظاہر گو یہ قول نورالدین کا ہے لیکن درحقیقت تعلیم ان کے مسیح موعود کی ہے) اوتیت صفة الاحیاء والاموات. مجھ کو مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے خطبہ الہامیہ ص ۲۳ ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی

Marfat.com

حقیقت الوحی ۲۵۵ خدا کی تصویر بھی کھچ سکتی ہے حقیقۃ الوحی ص ۲۵ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید میاں یار محمد صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر نے اپنے ٹریکٹ موسومہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس ہند امرتسر ص ۱۲ پر لکھا ہے۔ جیسے مسیح علیہ السلام (مرزا) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا (یعنی............)

ناظرین! یہ حوالجات پڑھیں اور کسی نتیجہ تک از خود پہنچیں۔ اور اندازہ لگائیں کہ کیا یہ مسلمان کی شان ہوسکتی ہے؟ اور مرزا صاحب نے خدائی قدرت کے تاثرات زمین و آسمان وغیرہ جو بنائے ہیں کہاں ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

کا بارگاہ رب العزت میں مقام

حضرات باتمکین! جناب تاجدار مدینہ سردار محمد بدرا بہر نور مجسم فیض مقسم خلاصہ موجودات فخر کائنات حبیب الہ الکائنین رحمت اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مالک کون و مکان رب السماء والارض منعم حقیقی خالق تحقیقی منبع عالم مصدر خاتم جل جلالہٗ وعم نوالہ نے اپنے فضل جسیم و کرم عمیم سے بقعۂ عدم سے منصۂ ظہور میں جلوہ افروز فرمایا وہ جو کسی نے پایا اسی در سے ہو کر پایا جو ادھر سے محروم رہا اس نے درحقیقت کچھ نہ پایا جو کچھ بنایا آپ کے لیے بنایا جو منظور خاطر آنحضور تھا وہی اور پایا جملہ انبیاء علیہم السلام کا سردار بنایا اور ان کے واجب الوقار ہونے کا حکم سنایا اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت اس کی محبت کو اپنی محبت بلکہ ایمان آپ کی محبت کا نام بتایا آپ کے قول و فعل کو ضروری اور واجب العمل اور اسوۂ حسنہ قرار دیا آپ کے وطیرہ انیقہ کو معیار ایمان و علامت صداق ایقان سنایا آپ کی حرکت و نشست سیرت و خصلت کی اتباع کو موجب فلاح و خلاصی بتایا آپ کے مخالف و معاند کو مردلعین کافر

Marfat.com

بے دین ابوجہل ابولہب کی مثل بنایا اور دوزخی قطعی ناری بنایا اور ابدی جہنمی قرار پایا۔ مگر مرزائی صاحبوں کے گھروں کے نبی ورسول ہیں جو کچھ منہ میں آتا ہے کہتے چلے جارہے ہیں نہ خوف خدا نہ شرم رسول مشہور ہے کہ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔ اور تعجب یہ ہے کہ ساتھ ہی اپنے کو آنحضرت ﷺ کا تبع فدائی امتی آپ کے جملہ کمالات کا مظہر بھی کہے جاتے ہیں۔ ناظرین کے لیے چند ایک حوالجات پیش کیے جاتے ہیں تاکہ دیکھیں اور اندازہ لگائیں خیال فرمائیں کہ کیا ایسا آدمی مسلمان بھی ہوسکتا ہے؟ مزید برآں کہ اس کو نبی ورسول مجدد و محدث امام الزماں مہدی موعود وغیرہ کہا جائے؟

انبیاء علیہم السلام کا دربار الٰہی میں مقام

ناظرین کرام! کون اس سے ناواقف ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا وجود پاک عالم کے لیے سراسر رحمت ہوا کرتا ہے ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حاجات پوری فرماتا ہے تکالیف کو دور کرتا ہے دربار الٰہی سے انہیں ایک خاص اعزاز حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے تمام مخلوقات پر ایک خصوصی امتیاز حاصل ہوتا ہے انکی اطاعت مخلوق پر فرض اور ان کی فرمانبرداری خدا کی اطاعت ہوتی ہے ان کے مخالف اور معاند کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کرتا ہے ان کو قطعی جہنمی ناری قرار دیتا ہے جس نے ان میں ذرا تفریق کی کسی کو مانا اور کسی کو ترک کر دیا اس کو لعین امرتد، مردود اور لعنتی قرار دیتا ہے۔ قرآن میں فرمایا ہے۔ کل امن باللہ و ملٰئکتہٖ و کتبہٖ و رسلہٖ لانفرّق بین احدمنھم یعنی تمام لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو اس طرح مانتے ہیں کہ کسی میں فرق نہیں کرتے۔ بچہ جب سمجھ والا ہوتا ہے تو اس کو یہی مضمون سکھایا جاتا ہے۔ صفت ایمان رٹائی جاتی ہے تاکہ اس کی قوت ایمانی مستحکم ہوجائے اور تاکہ کسی فریبی کے دام تزویر میں آکر اپنے ایمان کو کمزور نہ کردے۔ بہرصورت انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ رب العزت میں بے پناہ عزت ہے۔ احترام ہے، اعزاز ہے، مگر مرزائیوں کے مایۂ ناز نبی مرزا ہے کہ کسی کی بھی پروا نہیں کرتا

Marfat.com

اور ایمان سے علیحدہ ہو کر وہ کہے جارہے ہیں جو کہ مسلمان کی شان سے بعید ہے۔

جملہ انبیاء علیہم السلام کی توہین

حقیقت الوحی ص ۸۹ پر ہے تمام دنیا میں کئی تخت اترے پر میرا تخت (یعنی مرزا) سب سے اونچا بچھایا گیا ہے۔ استفتاء ص ۸۷ پر ہے۔ اوتانی مالم یوت احداً من العلمین یعنی خدا نے جو مجھے دیا سارے جہاں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۹ پر ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی آئے ہیں جنھوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔ اعجاز احمدی ص ۲۴ کوئی بھی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ اربعین ۲ ص ۲۲ جس شخص کو مسیح موعود کر کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے۔ تیرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم ہوگئی۔ خطبہ الہامیہ ص ۳۵

انبیاء اگر چہ بودہ اند بسے من بعرفان نہ کمترم زکسے۔ ترجمہ ''نبی اگرچہ بہت ہو چکے ہیں لیکن معرفِ الٰہی میں کسی سے میں کم نہیں ہوں۔ درثمین فارسی ص ۱۶۲

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

ترجمہ: ''ہر نبی میرے آنے سے زندہ ہوا۔ اور ہر ایک نبی میرے پراہن میں چھپا ہوا ہے۔

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

نزول مسیح ص ۹۹

Marfat.com

ضرورت امام

ازالہ اوہام ص ۲۴۷ پر مرزا فرماتے ہیں۔ علامت امام ۱۶ ان کی تقریر وتحریر میں اللہ جل شانہ ایک تاثیر رکھ دیتا ہے جو علماء ظاہری کی تحریروں اور تقریروں سے نرالی ہوتی ہے اور اس میں ایک ہیبت اور عظمت پائی جاتی ہے اور بشرطیکہ حجاب نہ ہو دلوں کو پکڑ لیتی ہے۔ ازالہ ص ۲۴۲ پر لکھتے ہیں بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میری کلام سے مردے زندہ نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ لیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ ازالہ الاوہام ص ۴۴۵ علامت ۱۰ ان کی اخلاقی حالت سب سے اعلیٰ درجہ کی جاتی ہے جس سے تکبر نخوت اور کمینگی خود پسندی ریاکاری حسد بخل اور تنگدلی اور تنگدستی سب کی دوا کی جاتی ہے۔ ضرورت امام ص ۸ علامت ۱ اس کی قوت اخلاق چونکہ ان کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا ہو نہ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہا کر پھر بداخلاقی میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں جھاگ لائے آنکھیں نیلی پیلی ہوں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا لہٰذا اس آیت انک لعلیٰ خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی تعریف یوں کی ہے

ضرورت امام ص ۲۴ پر لکھتے ہیں امام الزمان میں ہوں یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی و رسول محدث مجددیت سب داخل ہیں۔ مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ علامتیں اور شرطیں جمع کی ہیں۔ اربعین ۲ ص ۸ خلقت لک لیلاً و نہاراً واعمل ماشئت فانی

Marfat.com

قد غفرت لک ص ۲۰ پر یوں ہے (ترجمہ) تیرے لیے میں نے دن رات کو پیدا کیا تو جو چاہے کر کہ تو مغفور ہے اربعین ص ۲۲۰ میں ہے جس انسان کو مسیح موعود کر کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے اربعین ۳ ص ۲۲ سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تیس برس کی مدت دی گئی ہے اور تیس برس یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا ہے جس طرح آنحضرت ﷺ کی وحی تھی اسی طرح میری وحی ہے (نمونہ کا لفظ ملحوظ ہو کہ نہ صرف بڑائی بلکہ نبوت کا دعویٰ صریح ہے)

مرزا کا وجود کیا ثبوت ہوا؟

دافع البلاء ص ۷ پر ہے خدا ایسا نہیں کہ قادیاں کے لوگوں کے عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست و برد و تباہی سے بچائے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا میں رحمٰن ہوں جو دکھ کو دور کرنے والا ہوں میرے رسولوں کے میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں میں نگاہ رکھنے والا ہوں میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اس کو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے۔ الحکم ۱۲ جلد ۹ مطبوعہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء ۱۲ یکم اپریل کی رات کے وقت نزول وحی ہوا۔ محونا نار جھنم ہم نے جہنم کی آگ کو محو کیا۔ جس پر فرمایا۔ اجتہادی طور پر ایسا خیال ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اب قریباً دنیا سے طاعون کو اٹھانے والا ہے واللہ اعلم یا کہ اس گاؤں سے اٹھانے والا ہے (یعنی قادیاں سے جہاں پر مرزا صاحب مقیم تھے) صاف ظاہر ہے کہ قادیاں مبتلا طاعون ہوا۔ الحکم ۱۵ مورخہ ۳/ اپریل ۱۹۰۵ء جلد ۹ ص ۲ پر ہے میں اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دھوکہ لگا ہوا ہے شاید اچھی طرح میری باتوں پر غور نہیں کیا وہ غلطی اور دھوکہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہو جاتا ہے تو اس قدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے ہیں۔ کہ جنازہ اٹھانے والا بھی نہیں

Marfat.com

ملتا۔ کس قدر صاف ہے کہ قادیان میں کس زور سے طاعون نازل ہوئی لہذا مرزا بجائے رحمت کے زحمت ثابت ہوئے۔ واقع البلاء ص ۱۰ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ قادیان میں ستر برس تک طاعون نہیں آئے گی کیونکہ قادیان خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور تمام امتوں کا نشان ہے۔ حالانکہ مرزا کے ہوتے ہوئے قادیاں میں سخت طاعون پڑی جیسا کہ اوپر گذرا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ایسے حالات میں نبوت، ولایت کا دعویٰ کرنا مناسب ہے۔

مرزا اور آپ کی قرآن دانی

مرزا کو اپنے علم پر وہ ناز تھا کہ جملہ عالم کو ہیچ تصور کرتے تھے اور کیوں نہ ہوتا جب کہ وہ بزعم خود مامور من اللہ اور ملہم تھے۔ لہذا ناظرین حضرات کو ہم دکھاتے ہیں کہ اس سلسلہ میں مرزا کا پایۂ علم کیا تھا بالخصوص آپ کی قرآن مجید میں کس قدر مہارت تھی۔ براہین احمدیہ ص ۲۲۹ حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر۔ حالانکہ قرآن مجید میں یوں ہے وَلا تسجدوا للشمس ولا للقمر یہاں پر واؤ عاطفہ کو چھوڑ گئے براہین ص ۲۲۹ حاشیہ وان یسلبھم الذباب شیئاً لایستنقذوہ ضعف الطالب والمطلوب حالانکہ قرآن مجید میں یوں ہے یستنقذوا منہ یہاں پر لفظ منہ چھوڑ گئے۔ براہین ص ۲۴۸ ست بچن ص ۱۰۰ پر لکھتے ہیں فمن یرجوالقاء ربہ یہاں پر لفظ کان چھوڑا کیونکہ قرآن میں یوں ہے فمن کان یرجو الخ براہین ص ۲۴۸ حاشیہ وھم من خشیۃ ربھم مشفقون یہاں ضمیرہ چھوڑی اور لفظ ربہم زیادہ کردیا کہ قرآن میں یوں ہے وھم من خشیتہ مشفقون ہے تحفہ گرگردیہ ص ۱۴ حاشیہ پر ہے انک فی ضلالک القدیم یہاں لام چھوڑ دیا۔ کہ اصل میں آیت یوں ہے انک لفی ضلالک القدیم الحق مباحثہ دہلی ص ۳۵ پر ہے وانزلنامن الانعام ثمنیۃ ازواج حمامۃ البشریٰ عربی ص ۷۱، ص ۴۷ پر ہے یہاں پر تینوں جگہ لکم نہیں لکھا اصل آیت یوں ہے وانزل لکم من الانعام الآیۃ سراج المنیر ص ۲۹ اربعین ۳ ص ۳۵ ضمیمہ تحفہ گرلڑویہ پر لکھتے ہیں آمنت بالذی امنت بہ بن اسرائیل اور رسالہ استفتاء حاشیہ ص ۲۲ پر یوں ہے

Marfat.com

امنت بالذی امنوابہ بنو اسرائیل حالانکہ قرآن مجید میں یوں ہے امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنواسرائیل حمامۃ البشری مترجم ص ۳۲ پر ہے ونزلنا علیکم لباسااور حمامہ البشریٰ حاشیہ ۱۷ پر ہے وانزلنا علیکم لباساً حالانکہ قرآن میں یوں ہے قدانزلنا علیکم لباساً یواری وغیرہ اور ہزاروں حوالجات دیئے جاسکتے ہیں جن سے نیم روزہ سے زیادہ واضح ہوجاتا ہے کہ مرزا قرآن مجید میں کمزوراور کچے تھے ورنہ ایسی زبردست کمزوریاں کا مکورسہ کرراعادہ ان سے نہ ہوتا۔

ناظرین باتمکین! جب آپ نے مرزا کی یہ کمزوری قرآن مجید میں محسوس کر لی اوران کی ہمہ دانی کا پتہ چل گیا تو خیال فرمائیں کہ پھر احادیث مبارکہ میں کیا گل کھلائے ہوں گے اور پھر جب کہ باقاعدہ طور پر مرزا نے فن حدیث کو کسی ماہر استاد سے پڑھا بھی نہ ہوتو پھر کیا رنگ چڑھایا ہوگا۔ حیرانگی ہے کہ مرزا نے احادیث سے استدلال کس جرأت سے کیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا حدیث سے زیادہ مانوس نہ تھے اور اسی وجہ سے پردہ پوشی کی خاطر مرزا نے یہ کہہ دیا ہے کہ جو حدیث میرے الہام کے خلاف ہوگی میں اس کوردی کی ٹوکری میں پھینک دوں گا۔ استغفراللہ خاک بدہن ناپاک مسلمان اور امتی ہے اور یہ جرأت اللہ تعالیٰ اہل اسلام کوایسے بے باکانہ انداز حیات سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

مرزا غلام احمد قادیانی مثیل مسیح موعود کیسے؟

مرزا اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ میں وہ مسیح نہیں ہوں جو کہ بنی اسرائیل کی طرف نبیؑ ہو کر آئے تھے کیونکہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں ہاں ان کا کوئی مثیل بموجب احادیث صحیحہ ضرور آئے گا اور وہ میں ہی ہوں مجھے مسیح علیہ السلام کے ساتھ مشابہت تامہ ہے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ ازالہ اوہام ۳ ص ۶۸۲ طبع اول پر آپ لکھتے ہیں وہ مسیح جس کے آنے کا قرآن مجید میں وعدہ کیا گیا ہے وہ یہ عاجز ہے اور کتاب ص ۶۸۶ پر ہے۔ سو مسیح موعود جس نے اپنے

Marfat.com

تیئں ظاہر کیا وہ بھی عاجز ہے...... اسی طرح کتاب تبلیغ رسالت ۲ص ۲۱ پر ہے اور کتاب مصفی جلد دوم ص ۶۲۸ بحوالہ اشتہار مورخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء پر بھی ہے کتاب براہین احمدیہ ص ۴۹۹ پر ہے۔ اس عاجز (مرزا) کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے کتاب کشتی نوح ص ۴۹ پر ہے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک بات سے تشبیہ دی گئی ہے پس اب دیکھنا ہے کہ مرزا کو واقعی مسیح علیہ السلام کے ساتھ مشابہت تامہ حاصل ہے یا کہ معاملہ برعکس ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی سیرت اوپر بیان کی گئی ہے جس سے مرزا کورے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام بلا باپ پیدا ہوئے اور مرزا کے باپ کا نام غلام مرتضی ہے مسیح نے گہوارہ میں باتیں کیں۔ تریاق القلوب ص ۴۱ اور مرزا نے نہیں کیں حضرت مسیح کی بیوی نہ تھی۔ رسالہ ریویو بابت ماہ اپریل ۱۹۰۲ء ص ۱۲۴ اور مرزا کی شادی ہوی اولاد ہوئی مسیح کی اولاد نہ تھی۔ تریاق القلوب ص ۹۹ حاشیہ مواہب الرحمن ص ۷۶ بقول مرزا مسیح عیسیٰ علیہ السلام ۲/۱/۳۲ سال میں پھانسی پر چڑھائے گئے تھے تحفہ گولڑویہ طبع ثانی ص ۳۱ اور مرزا کے ساتھ ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ حضرت مسیح ناصری کی ذات مبارک جملہ امراض سے پاک تھی اور مرزا بیمار تھے۔ رسالہ ریولو آف بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶ پر ہے کہ مرزا دوراں سر و درد سر کی خواب تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت بول اور مراق وغیرہ تھا۔ حضرت مسیح میں محض جمالی رنگ تھا۔ نزول مسیح ص ۱۲۷ مرزا اپنے متعلق نزول المسیح کے ص ۱۲۷ پر لکھتے ہیں کہ آدم کی طرح میں جمالی اور جلالی دونوں رنگ رکھتا ہوں تحفہ گولڑویہ ص ۳۱۰ پر ہے کہ حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی اور مرزا کی عمر ۶۹ برس بحساب شمسی تھی کتاب نور الدین ص ۱۷۰ تحفہ گولڑویہ آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۱، ۳۴۲ کہ حضرت مسیح صاحب شریعت نبی تھے اور مرزا بقول خود غیر شریعتی اور امتی نبی ہیں۔ حقیقۃ النبوۃ ص ۱۱ بہرصورت ایسے سینکڑوں حوالے دیئے جاسکتے ہیں جن سے ثابت ہوسکتا ہے کہ مرزا کو مسیح علیہ السلام کے ساتھ کسی طرح کی مشابہت و مماثلت نہ تھی۔

Marfat.com

توہین مسیح علیہ السلام

دافع البلاء ص ۱۵ پر ہے۔ خدا ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس
کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا۔ فتح المبین ص ۱۲ پر ہے ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی
نسبت خود اعتراض ہے اس کا جواب کبھی آپ نے سوچا ہوگا ہم تو سوچ کر تھک گئے اور خیال
میں نہیں آیا کہ خواب خدا جس کی دادیاں نانیاں اس کمائی کی ہیں اعجاز احمد ص ۲۶ جس قدر
عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہاد میں غلطیاں ہیں اس کی نظیر کسی نبی میں بھی نہیں پائی جاتی شاید
خدائی کے لیے یہ بھی ایک شرط ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے کشتی نوح
ص ۶۵ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ عیسیٰ
علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے کشتی نوح
حاشیہ ص ۶۵ کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ سے ہے ہیجڑا ہونا
کوئی اچھی صفت نہیں جیسے بہرہ گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں ہاں یہ اعتراض بہت برا ہے
کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفت کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے
باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ مکتوبات احمدیہ جلد
سوئم ص ۲۸ مسیح درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔ کتاب ست بچن۔

ناظرین! آپ پڑھیں اور اندازہ لگاتے رہیں۔

مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ ازالہ ۳۰۳ ص۔ مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ
پیؤ شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والے مکتوبات احمد،
ص ۴ جلد ۳ ص ۲۳، ۱۵ عیسیٰ کجا است تا نہد پا بمنبرم۔ یعنی عیسیٰ کا رتبہ کیا ہے جو میرے منبر پر قدم
تو رکھے۔ ازالہ خورد جلد اوّل ص ۱۵۸ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اسی سے بہتر غلام احمد قادیانی
ہے۔ دافع البلاء ص ۲۰ مگر تعجب ہے کہ عیسائی لوگ کیوں متعہ کا ذکر کرتے ہیں جو صرف ایک
نکاح موقف ہے اور اپنے یسوع مسیح کے چال چلن کو نہیں دیکھتے وہ ایسی جوان عورتوں پر نظر

Marfat.com

ڈالتا جن پر نظر ڈالنا اس کو درست نہ تھا۔ فتح المبین ص ۴۸، ۲۶، ۲۵ اور یہ کہنا بالکل بے سود ہے کہ مرزا صاب نے یہ سب عیسائیوں کے یسوع کو کہا ہے جو مسیح کا غیر تھا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ مسیح اور یسوع ایک ہیں لکھتے ہیں...... کہ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ توضیح المرام ص ۳ اور عیسائیوں کی حضور علیہ السلام کے حق میں گستاخی کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہماری گستاخی جائز نہیں کیونکہ ہر دو معزز نبی و رسول ہیں۔ مرزا خود لکھتے ہیں۔ کہ بعض جاہل مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں اشتہار مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت۔ ناظرین کرام! اندازہ لگائیں کیا ایک ایمان دار یوں کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵ پر ہے اور جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطان کا وسوسہ ہے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ پر ہے خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا ۹ برس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر رہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ دکھلا نہ سکتا دافع البلاء ص ۱۳ پر ہے خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے سے تمام نشانیوں میں بڑھ کر ہے اور اس کا نام غلام احمد رکھا گیا۔

نشانات صداقت مسیح موعود

چشمۂ معرفت ص ۸۳ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ پر ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اس تکمیل کے لیے اس امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔ اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے الخ یعنی ایک عالمگیر

Marfat.com

غلبہ اس کو عطا کیا اور وہ چونکہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت ظہور میں آئے گا۔

نوٹ: ناظرین! کیا اس مدعی مسیح موعود کے وقت سب قومیں ایک مذہب پر متفق ہو گئیں کیا سب کا ایک مذہب ہو گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزا ازالہ اوہام ص ۴۹ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح کو ایک امی ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہتے دکھایا۔ فارسی ایام صلح ص ۱۲۷ پر ہے "فی الحقیقت مار او قتے حج راست در نیاید کہ دجال از کفر و دجل دست بردا داشتہ ایمانا و اخلاصا ورگرد کعبہ بگردو۔ چنانچہ از قرار حدیث مسلم عیاں میشود کہ جناب نبوت انتساب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدند دجال و مسیح ہر دو در آں واحد طواف می کنند۔ یعنی مسیح موعود (مرزا) و (قوم نصاریٰ) کو مسلمان کرکے ان کو ساتھ لے کر یں حج گے۔

(نوٹ) مرزا نے حج نہیں کیا حالانکہ ان کو حج کرنا لازمی تھا جیسا کہ انکو مسلم ہے۔

مرزا اشتہار چندہ منارہ المسیح میں لکھتے ہیں۔ "اور مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے کہ تاکہ تثلیث کے خیالات محو کرکے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے۔ اور شہادت القرآن ص ۱۲ پر ہے آنحضرت ﷺ کہ مسیح موعود کے آنے کی خبر دی اور فرمایا کہ اس کے ہاتھ سے عیسائی دین کا خاتمہ ہوگا اور فرمایا کہ وہ ان کی صلیب کو توڑے گا۔

نوٹ: مسیح موعود آیا اور چلا بھی گیا کیا تثلیث عیسائیت بالکل فنا ہو گئی ہے یا اور بھی زوروں پر ہے۔ مسیح موعود کے زمانہ میں جزیہ نہیں لیا جائے گا کیونکہ مال کی مسلمانوں کو کچھ ضرورت نہ ہوگی مگر بخلاف مرزا کہ باوجود مسیح موعود دعویٰ کرنے کے اور تو کیا خود ہی ہزاروں روپیہ چندہ بطور چندہ وغیرہ لیکر ہضم کر گئے مسیح موعود کے وقت مسلمان اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا اور اس کو زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ملے گا سب مالدار ہوں گے اور بے نیاز ہوں گے۔ مگر مرزا کے وقت تمام اقوام عالم میں سے سب سے زیادہ مفلس اور غریب مسلمان ہیں زکوٰۃ

Marfat.com

دینے والے بہت تھوڑے ہیں مسیح موعود کے وقت ذاتی کا دشمن بغض وعداوت وغیرہ باقی نہ رہے گی سب میں اتحاد ومحبت ہوگی۔ مگر مرزا کے وقت اتحاد تو کیا ایسا تفرقہ ہوا کہ مرزا نے خود ہی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنائی اور اہل اسلام سے جدا ہو کر صراط مستقیم اور اہل سنت والجماعت کو چھوڑ دیا اور جملہ اہل اسلام کو کافر بنایا۔ مسیح موعود کے وقت زہریلے جانور کا زہر جاتا رہے گا آدمی کے بچے سانپ سے کھیلیں گے وہ کچھ ضرر نہ دے گا بھیڑیا بکری کے ساتھ چرے گا۔ بھیڑیا بکری کے ساتھ ملنا گوارا نہیں کرتا مسیح موعود کے وقت زمین صلح سے بھر جائے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل پیدا کر اور اپنی برکت لوٹا دے اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھائے گا اور انار کے چھلکہ کو بنگلہ سا بنا کر اس کے سایے میں بیٹھیں گے دودھ میں برکت ہوگی یہاں تک کہ ایک دودھار اونٹنی آدمیوں کے ایک بڑے گروہ کو اور دودھ گائے ایک برادری کے لوگوں کو کفایت کرے گی گھوڑے سستے فروخت ہوں گے کیوں کہ لڑائی نہ ہوگی بیل گراں قیمت ہوں گے کہ تمام زمین کاشت ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ مگر بخلاف مرزا کے کہ آپ کے وقت کسی کا ظہور نہیں ہوا بلکہ الٹ ہوا۔

سیرت مسیح علیہ السلام

عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے پھر اہل دمشق کو ساتھ لے کر طلب دجال میں آرام سے چلیں گے زمین ان کے لیے سٹ جائے گی ان کی نظر قلعوں کے اندر گاؤں کے اندر تک اثر کر جائے گی۔ جس کافر کو ان کے سانس کا اثر پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا یہ بیت المقدس کو بند پائے گا دجال نے اس کا محاصرہ کر لیا ہوگا اس وقت نماز صبح کا وقت ہوگا ان کے وقت میں یاجوج ماجوج خروج کریں گے تمام خشکی وتری پر پھیل جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر پہنچائیں گے آپ روضہ آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے دجال کو باب لد پر قتل کریں گے اس کا خون اپنے نیزوں پر لوگوں کو دکھلا دیں گے۔ بخلاف

Marfat.com

مرزا کے کہ کوئی چیز بھی مذکورہ بالا چیزوں سے ان کو حاصل نہیں ہوئی۔

قادیانی کے الہامات کی تقسیم

۱) الہامات کاذبہ جن کے کاذب ہونے پر وہ خود ہی گواہ ہیں۔

۲) الہامات کاذبہ جن کو بوجہ پورا نہ نکلنے ان کے کاذب سمجھا گیا ہے۔

۳) الہامات صیادیہ جن کا ابن صیاد کے الہام کی طرح اگر سر ہے تو پاؤں اگر پاؤں ہے تو سر نہیں۔

۴) الہامات شیطانیہ انسیہ جن کو کوئی پڑھا لکھا انسان دل میں ڈال دیتا ہے۔

۵) الہامات خبیہ جن کو شیطن القاء کر دیتا ہے۔

۶) الہامات شیطانیہ معنویہ۔ کہ شیطان کبھی عام قاعدہ کے طور پر انسان کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ اور پھر وجوہ فاسدہ اور استدالات فاسدہ کا دروزاہ کھول دیتا ہے۔ اس کو شیطان معنوی کہا جاتا ہے۔ مثلاً یہ کہہ دیتا ہے کہ جس شخص پر امور غیبیہ منکشف ہوں تو وہ شخص نبی و رسول ہے پس مجھ پر کشف ہوتا ہے لہذا میں نبی و رسول ہوں۔ علی ہذا القیاس۔

حاضرین قارئین حضرات! مرزا کے الہامات اسی قسم کے ہیں مگر چونکہ یہ سب شریعت پاک کے خلاف ہیں لہذا نامقبول ہیں۔

Marfat.com

مرزا کے معتقدات

۱) آنحضرت ﷺ سورۃ الزلزال کے معنی غلط سمجھے۔ ازالہ اوہام ص۱۲۸، ۱۲۹

۲) قرآن خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ دیکھو لیکھرام کی نسبت اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء

۳) (ص۳) فرشتے نفوس فلکیہ اور ارواح کا ایک نام ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ سیارات کی تاثیر سے ہوتا ہے اور کچھ نہیں توضیح المرام ملخص ص۳۴، ۳۷، ۳۸، ۶۷۔

۴) جبرئیل امین (علیہ السلام) کبھی زمین پر نہیں آئے نہ آتے ہیں توضیح المرام ملخص ص۷۶۔ ۷۰، ۸۵۔

۵) انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں ازالہ ص۶۲۸۔ ۶۲۹۔

۶) حضرت محمد ﷺ کی وحی بھی غلط نکلی ازالہ ۶۸۸۔ ۶۸۹

۷) آنحضرت ﷺ کو ابن مریم دجال، دابۃ الارض خر دجال یا جوج ماجوج کی وحی نے خبر نہیں دی۔ ازالہ ص۶۹۱۔

۸) خر دجال ریل ہے، دابۃ الارض علماء ہوں گے اور دجل پادری صاحبان وغیرہ وغیرہ ازالہ ص۴۹۵، ۴۹۶ در رسالہ انجام۔

۹) حضرت مسیح علیہ السلام مسمریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔ ازالہ ص۳۰۸۔

۱۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے ص۳۰۳

۱۱) براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔ ازالہ ۵۳۳

۱۲) قرآن مجید میں جو معجزات ہیں وہ مسمریزم ہیں۔ ازالہ ص۷۴۸ تا ۷۵۳

۱۳) قرآن میں انا انزلناہ قریب من القادیان۔ موجود ہے ازالہ ص۷۴۸ تا ۷۵۳

Marfat.com

۱۴) مکہ، مدینہ قادیاں تین شہروں کا نام قرآن شریف میں بڑے اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ ازالہ ۷۶،۷۷۔

۱۵) بیت الفکر واقع قادیان (وہ چبارہ جس میں بیٹھ کر مرزا کتابت کرتے تھے) مثل حرم کعبہ ہے من دخلہ کان امنا۔ ص ۵۵۸ براہین احمدیہ۔

۱۶) سبحان الذی اسری بعبدہ الخ کا معنی اور اصلی طور پر مصداق وہ مسجد ہے جو کہ مرزا کے والد نے بنائی اور مرزا نے اس میں توسیع کی۔ اشتہار منارۃ المسیح۔

۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔

۱۸) حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین و مرسلین نہیں ہیں۔ ص ۴۲۱، ۴۲۳۔ واشتہار مینار الاخبار۔

۱۹) قیامت نہیں ہوگی تقدیر کوئی چیز نہیں۔ ٹائٹل پیج، ازالہ اوہام ص ۲

۲۰) حضرت امام مہدی نہیں آئیں گے ازالہ ص ۵۱۸

۲۱) آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔

۲۲) عذاب قبر نہیں۔ ازالہ ۳۱۵

۲۳) تناسخ صحیح ہے ص ۸۴ ست بچن

۲۴) قرآن مجید میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ ازالہ ص ۲۵، ۲۶۔

نوٹ: ناظرین کرام! یہ مرزا کے اعتقادات ہیں باقی مرزائیوں کی پانچوں پارٹیوں لاہوری پارٹی، قادیانی پارٹی، ظہیری پارٹی، تما پوری پارٹی، گھڑ یال پارٹی کے اعتقادات نظریات کی مختصر سی کیفیت عنوان مرزا کی مختصر سی تاریخ حیات کے ماتحت ذکر کہہ دی گئی ہے وہاں سے ملاحظہ فرمائیں اور پھر گذشتہ مرزائیت انگریز کا خود کاشتہ کے مضمون کو بھی پاس رکھ کر انداز فکر کو موقع دیں تو آپ پوری حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ مرزا اوران کی عقیدتمند جماعتوں کو اسلام وایمان اہل اسلام کے ساتھ دلی طور پر کتنی وابستگی ہے یہ فیصلہ آپ کو خود کرنا ہے۔

Marfat.com

مرزا کے دعوؤں کا اجمالی نقشہ

ناظرین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی کی مصنفہ کتابوں سے ان کے عقائد ان کے خیالات ان کے اقوال کا مختصر سا تصور و تخیل آپ حضرات کے سامنے کھینچ دیا گیا ہے ضرورت کے مطابق بعض مسائل کی تحقیق کر دی گئی ہے ان تمام مذکورہ عقائد کو پھر ایک اجمالی نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) دعوی الوہیت (۲) دعوی ابنیت (۳) نبوت (۴) مہدویت (۵) مسیحیت ۶) وحی شریعت (۷) تناسخ (۸ حلول (۹) انکار ختم نبوت (۱۰) اکتساب نبوت (۱۱) حضور علیہ السلام کے ساتھ دعوی مماثلت۔ (۱۲) توہین الوہیت (۱۳) توہین ختم نبوت (۱۴) توہین انبیاء (۱۵) انبیاء پر فضیلت (۱۶) توہین صحابہ (۱۷) انکار معجزات (۱۸) حضور کو بے علم کہنا (۱۹) خدا کو مجسم کہنا (۲۰) حضور کا مظہر بننا (۲۱) رحمۃ اللعالمین بننا (۲۲) تمام انبیا کا بروز ہونا (۲۳) توہین اولیاء (۲۴) حضرت عیسیٰ کو عیبی بتانا۔ (۲۵) ضروریات دین کا انکار کرنا وغیرہ وغیرہ۔

ان بیشمار دعوؤں کا سبب

مرزا خود کہتا ہے............ دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کی دھڑ کی یعنی کثرت بول۔ رسالہ ریویو آف ریلیجز جل ۲۴۔۴ اپریل ۱۹۲۵ء ص ۴۵

......نیز......حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے مراق کی بیماری ہے۔ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶

مراق کیا ہے؟

شرح اسباب جلد اول ص ۷۴ پر ہے، مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں۔ حدود الامراض ص ۵۱ پر ہے......شیخ بو علی سینا نے کہا ہے کہ مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو

Marfat.com

مالیخولیا مراقی کہتے ہیں بیاض نورالدین جز اول ص ۲۱۱ مصنفہ حکیم نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اول مرزائی۔ آپ فرماتے ہیں...... چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور مالیخالیا مراقی میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس لیے مراق سر کے امراض میں لکھا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مراق مالیخالیا کا اثر اور مالیخولیا جنوں کا اثر ہوا اور جنون پاگل پنے کو کہتے ہیں تو گویا جس کو مراق ہے وہ دراصل پاگل پنے کا شکار ہے۔

علامات مالیخولیا

علامات بعض مریضوں کو یہ فساد اس حد تک پہنچا دیتا ہے کہ وہ علم غیب کا دعویٰ کرنے لگتا ہے اور اکثر آئندہ واقعات کی خبر پہلے سے دے دیتا ہے۔

(شرح اسباب جلد اوّل ص ۶۹)

علامات ۳ بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر پیغبری کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔ مخزن حکمت جلد دوم ص ۱۳۵۲۔

حکیم نور الدین خلیفہ اول مرزا فرماتے ہیں.......... مالیخولیا کا کوئی مریض کبھی خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغبر ہوں کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں بیاض نورالدین حصہ اوّل ص ۲۱۲ اس میں شک نہیں کہ جو شخص مراق مالیخولیا جنون کا بزبان خود مقر ہو وہ ہرگز نبی نہیں ہو سکتا۔ ریویو بابت اگست ۱۹۲۶ء ص ۷۰۶

''ایک مدعی الہامی کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا مالیخولیا مرگی کا مرض تو اس کی تردید کے لیے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔'' ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱

نیز مرزا فرماتے ہیں ''میری بی بی کو بھی مراق کی بیماری ہے...... شاید میاں محمود صاحب کے مراقی ہونے کی یہی وجہ ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔ (مسئلہ اجزائے نبوت اسی کا

Marfat.com

نتیجہ ہے)۔

مراقی کی عزت واحترام کیا ہے؟

کتاب البریہ ص ۲۲۸ کے حاشیہ پر مرزا جی حضرت عیسٰی کے آسمان پر جانے کے متعلق لکھتے ہیں "مگر یہ بات یا تو جھوٹ منصوبہ یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا" یعنی بے اعتبار ہے تو جب مراقی کی باتی کا اعتبار نہیں تو مرزا جس وقت کہ وہ خود اقراری مراقی ہیں توان کے دعادی کیوں کر قابل اعتبار ہو جائیں گے۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ چوٹی کے حکماء و اطباء کی تحقیق یہ ہے کہ مراقی مالیخولیا وغیرہ دماغی امراض جس میں پائی جائیں تو وہ مختلف دعوے مثلاً خدائی پیغمبر علم غیب پیشینگوئیاں فرشتہ ہونا بادشاہ ہونا نبی رسول مہدی وغیرہ ہمچوں قسم دعویٰ کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور جب مرزا بقول خود اقراری ہیں کہ میں مراقی وغیرہ کا مریض ہوں تو یہ ہونا بے جا نہیں ہوگا کہ مرزا نے جتنے دعوے کیے ہیں وہ سب کے سب مراق مالیخولیا وغیرہ دماغی امراض کا اثر ہے اوران کا ذرا بھر اعتبار نہیں۔ بلکہ یہ مصیبت بالا مصیبت بڑھ جائے گی کہ جیسے مرزا کی جملہ و عادی بے اعتباری ہو گئے اسی طرح مرزا محمود احمد خلیفہ المسیح ثانی بلکہ ان کی والدہ کے اقوال و افعال بھی درجہ اعتبار سے گر جائیں گے جس سے یہ بڑی کاوش سے بنائی عمارت نبوت وغیرہ دھڑام سے گر گئی۔

مرزا نے افیوں استعمال کی

حضرت مسیح موعود (مرزا جی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون نصف طب ہے، حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزا افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوران میں

Marfat.com

استعمال کرتے رہے۔ اخبار الفضل قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۲۹ء۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا افیون کا استعمال کرتے رہے بلکہ خلیفۂ اول کو بھی استعمال کراتے رہے۔ اور یہ بھی ہوا کہ مرزا متعدد امراض کا شکار تھے۔

ٹانک وائن (شراب) کا آرڈر

خطوط مرزا بنام غلام ص ۵ مکتوبات مرزا جی حکیم محمد حسین قریشی قادیانی کو لکھتے ہیں..... اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کو پلومر کی کان سے خرید دیں۔ مگر ٹانگ وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے۔

ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت ٹان وائن کی حقیقت ''لاہور پلومر کی دکان سے'' لی گئی ڈاکٹر صاحب جواب دیتے ہیں۔ ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے اس کی قیمت ۸ ہے (سودائے مرزا)

ناظرین کرام! شراب اور پھر طاقتور اور نشہ آور اور افیون ہر دو مرزا استعمال میں لاتے رہے اور ہر نشہ آور چیز کا استعمال نشہ سبب ہوتا ہے اور ظاہر کہ نشہ کے وقت انسان کے حواس حالت اعتدال کو کھو بیٹھتے ہیں اور اس وقت انسان کا حال وقال قابل اعتبار نہیں رہتا۔ تو عین ممکن کہ مرزا سے یہ مذکور الصدر دعاجی نشہ کی حالت میں صدور پذیر ہوتے ہوں۔ یہ بات الگ ہے کہ نشہ آور چیز کا استعمال مرزا کی شریعت میں جائز ہو لیکن یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ ایسے شخص کا شرعی طور پر کوئی اعتبار نہیں۔ لہٰذا مرزا کا یہ مرغوبہ مخترعہ دعادی کا پھیلایا ہوا جال محض ایک دھوکہ اور فریب ہے۔

فتاویٰ جات

ناظرین کرام! اسلام سے پھر جانے اور ضروریات دین میں سے کسی کے انکار کو ارتداد کہتے ہیں اور ختم نبوت ضردیات دین سے ہے اور مرزائی چونکہ ختم نبوت کے منکر

Marfat.com

ہونے کے علاوہ اور بھی اجماع عقائد اسلامیہ کے منکر ہیں لہٰذا مرزائی کافر اور مرتد ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج اور غیر مسلم ہیں ان کو مسلمان سمجھنا یا ان سے اسلام کا سا سلوک کرنا حرام اور قطعی ناقابل عفو جرم ہے۔ اگر آپ نے مشاہدہ کرنا ہو تو آپ بیانات علماء ربانی برارتداد قادیانی، جلد اول و دوئم جو کہ عالی جناب اور جزاء اللہ عدوہ علی انکارہ النبوۃ اور آیات بنیات، ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر بہاول پور کی عدالت میں ہونے۔ وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں جس سے یہ مذکورہ بالا حقیقت یعنی مرزائی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں واضح ہو جائے گی اور علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ مرتد کسی اسلامی مراعات کا مستحق نہیں ہے بلکہ ارتدادی فتنے کے پیش نظر وہ واجب القتل ہے۔

مرزائیت سے متعلق عدالتی فیصلہ

عالی جناب منشی محمد اکبر خان صاحب بی اے ایل ایل بی ڈسٹرک جج ضلع بہاول نگر ریاست بہاول پور فیصلہ مقدمہ بہاول پور جلد ثالث ص۴۹ پر یوں منقول ہے۔ صاحب موصوف فرماتے ہیں...... لہٰذا ابتدائی منفیتحات جو ۴ر نومبر ۱۹۲۶ء کو عدالت منصفی احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں۔ بحق مدعیہ ثابت قرار دی جا کر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا الیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا الیہ سے فسخ ہو چکا ہے۔

اسی طرح سول جج جیمس آباد کراچی جناب شیخ محمد رفیق گریجہ مسلمان عورت کا مرزائی سے نکاح کا فیصلہ سماعت فرمائیے (ترجمہ) آپ نے فرمایا...... مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدعیہ جو ایک مسلمان عورت ہے کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ جس نے شادی کے وقت خود اپنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے اور اس طرح جو غیر مسلم قرار پایا ہے غیر موثر ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں مدعیہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مدعا علیہ کی بیوی نہیں۔ فیملی سوٹ ۹۔ ۱۹۶۹ء مسماۃ امۃ الہادی دختر سردار خان مدعیہ بنام حکیم نذیر احمد برق مدعا علیہ۔

Marfat.com

اسی طرح اور متعدد عدالتی فیصلے کیے جاسکتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزائی جماعت مرتد ہے۔ غیر مسلم ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسلامی مراعات سے محروم ہے لہٰذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ مرزا کیونکہ اسلام اور اسلامی مراعات میں شریک نہ کریں۔ بلکہ احتجاج کریں ان کو کم از کم ملکی معاملات میں ہی غیر مسلم اقلیت تصور کیا جائے۔

وما علینا الاالبلاغ

Marfat.com

• نماز کے بعد دعا کی فضیلت

• اہلسنت وجماعت حقیقت کے آئینے میں

• غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں

• پیارے نبی ﷺ کی پیاری دعائیں

جمال کرم

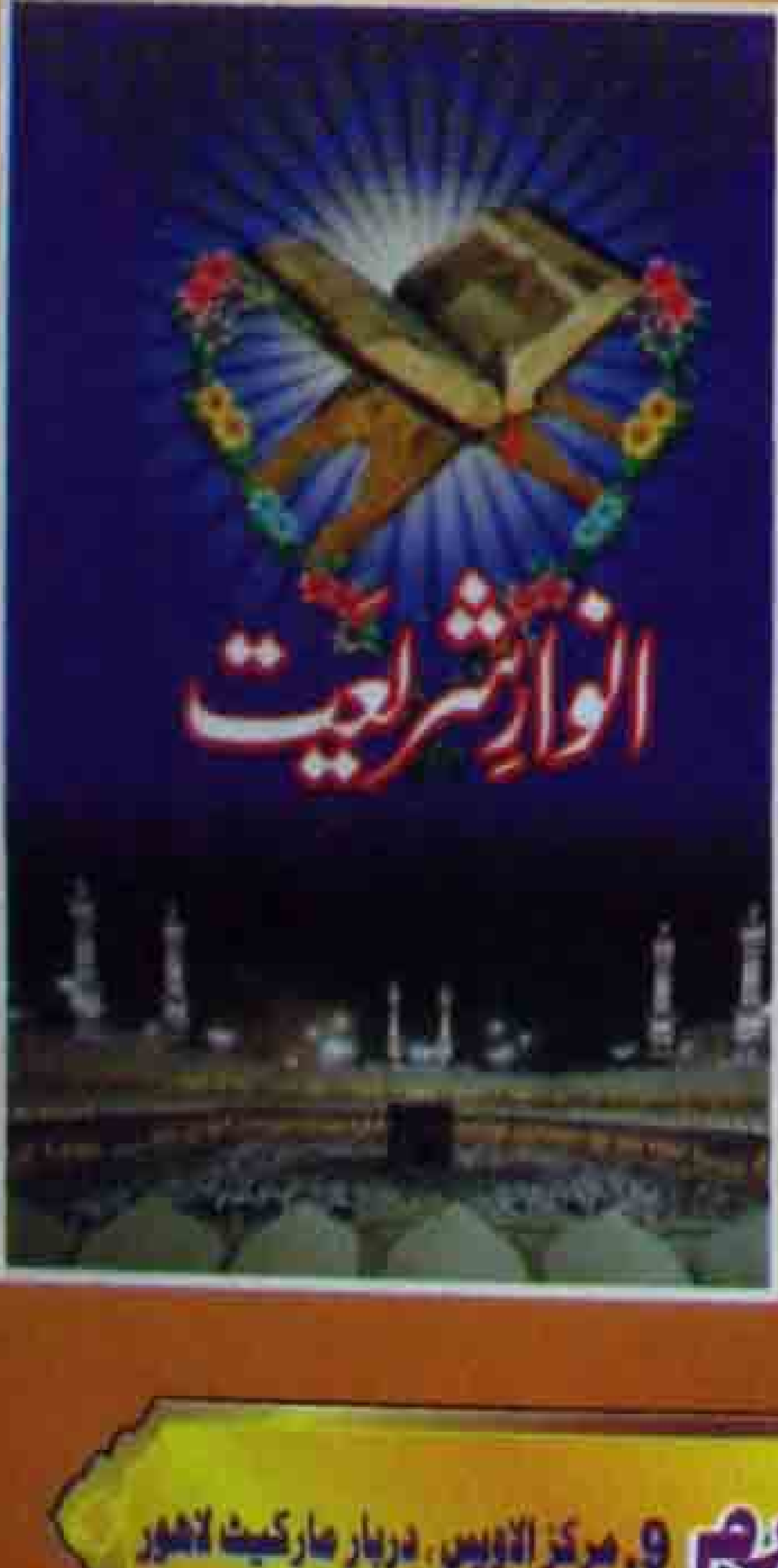

ملنے کا پتہ مکتبہ جمال کرم 9. مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور